إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ

آسان عربی گرامر

شعبہ مطبوعات

انجمن خدام القرآن سندھ کراچی رجسٹرڈ

www.QuranAcademy.com

إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ

آسان عربی گرامر

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے زیر اہتمام شائع
ہونے والی کتاب ''آسان عربی گرامر'' کے ابتدائی دو حصے

انجمن خُدّامُ القُرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

نام کتاب : آسان عربی گرامر (ابتدائی دو حصے)
مؤلفین : اساتذہ قرآن اکیڈمی
ناشر : مدیر مطبوعات، انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی
مرکزی دفتر : B-375 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی
فون : +92-21-34993436-7
مقام اشاعت : شعبۂ مطبوعات، قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، شارع قرآن اکیڈمی
بلاک 9 'فیڈرل بی ایریا، کراچی
فون : +92-21-36337361
ای میل : Publications@QuranAcademy.com
ویب سائٹ : www.QuranAcademy.com
طبع اول : جولائی 2017ء شوال المکرم 1438ھ
تعداد : 550
قیمت : 275/=

ملک بھر میں قرآن اکیڈمیز و مراکز

Karachi:
QuranAcademyDefence021-35340022-4
QuranAcademyYaseenabad021-36337361-36806561
QuranAcademyKorangi021-35074664
QuranInstituteGulistan-e-Johar021-34030119
Hyderabad:
QuranAcademyQasimabad022-2106187
QuranInstitutelatifabad022-3860489
Sukkur:
QuranMarkazSukkur071-5807281
Quetta:
QuranAcademyQuetta081-2842969
Jhang:
QuranAcademyJbang047-7630861-7630863
Faisalabad:
QuranAcademyFaisalabad041-2437618
Lahore:
QuranAcademyLahore042-35869501-3
Multan:
QuranAcademyMultan061-6510451-6520451
Islamabad:
QuranAcademyIslamabad051-2605725
Gujranwala:
QuranMarkazGujranwala055-3891695-0334-4600937
Peshawar:
QuranMarkazPeshawar091-2584824-2019541
Malakand:
QuranMarkazTemargara0945-601337
AzadKashmir:
QuranMarkazMuzaffarabad0982-2447221

ترتیب کتاب

1. پیش لفظ .... أ
2. تعارف 1
3. اسم کی حالت (حصہ اوّل) 5
4. اسم کی حالت (حصہ دوم) 9
5. جنس 12
6. عدد 16
7. اسم بلحاظ وسعت 22
8. مرکّبات 25
9. مرکبِ توصیفی (حصہ اوّل) 30
10. مرکبِ توصیفی (حصہ دوم) 35
11. جملہ اسمیہ (حصہ اوّل) 38
12. جملہ اسمیہ (حصہ دوم) 43
13. جملہ اسمیہ (حصہ سوم) 46
14. جملہ اسمیہ (حصہ چہارم) 49
15. جملہ اسمیہ (ضمائر) 52
16. مرکب اِضافی (حصہ اوّل) 57
17. مرکب اِضافی (حصہ دوم) 61
18. مرکب اِضافی (حصہ سوم) 64
19. مرکب اِضافی (حصہ چہارم) 67
20. مرکب اِضافی (حصہ پنجم) 70

21. حرفِ ندا 75
22. مرکب جاری 78
23. مرکب اشاری (حصہ اول) 83
24. مرکب اشاری (حصہ دوم) 87
25. مرکب اشاری (حصہ سوم) 90
26. اسماء استفہام (حصہ اول) 94
27. اسماء استفہام (حصہ دوم) 97
28. اسماء استفہام (حصہ سوم) 99
29. مادّہ اور وزن 101
30. فعل ماضی معروف 106
31. فعل ماضی کے ساتھ فاعل کا استعمال 111
32. جملہ فعلیہ کے مزید قواعد 114
33. فعل لازم اور فعل متعدی 117
34. جملہ فعلیہ میں مرکبات کا استعمال 122
35. فعل ماضی مجہول 126
36. دو مفعول والے متعدی افعال کی مشق 129
37. فعل مضارع 132
38. مضارع میں صرف مستقبل یا نفی کے معنی پیدا کرنا اور مضارع مجہول بنانا 135
39. ابواب ثلاثی مجرد 138
40. ماضی کی اقسام (حصہ اول) 145
41. ماضی کی اقسام (حصہ دوم) 151
42. مضارع کے تغیرات 158

43. مضارع منصوب 162

44. مضارع مجزوم 168

45. فعل مضارع کا تاکیدی اسلوب 173

46. فعل امر حاضر 178

47. امر غائب و متکلم 182

48. فعل نہی 187

49. ابواب ثلاثی مزید فیہ 191

50. خاصیاتِ ابواب 196

51. ماضی، مضارع کی گردانیں 199

52. فعل امر و نہی 203

53. فعل مجہول 208

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

قرآنِ حکیم اللہ کا آخری کلام ہے جو قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ اس کتاب کی جتنی خدمت کی گئی شاید ہی کسی کتاب کی کی گئی ہو۔ مسلمانوں کے ہاں علمی کام کی عظمت اور مقام کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی مقدس کتاب قرآنِ حکیم کے لیے اس کے رسم الخط کی حفاظت ضروری سمجھی تو اس کے لیے باقاعدہ "علمِ رسم" کی بنیاد ڈالی، اس کی درست ادائیگی کے لیے باقاعدہ "علم تجوید" مدون کیا۔ اس کی مراد اور معنی میں صحت کو حاصل کرنے کے لیے "علمِ تفسیر" کا آغاز ہوا۔ قرآنِ حکیم کی زبان کو سمجھنے کے لیے عربیت کی ضرورت تھی تو "علمِ ادبِ عربی" کو منظم کیا۔ پھر علم ادب کے لیے لغت، قواعدِ زبان، بلاغت اور قوانینِ فصاحت کی ضرورت تھی تو علمِ لغت، صرف، نحو، انشاء، معانی، بیان، بدیع، ضرب الأمثال جیسے علوم وجود میں آئے۔ تفسیر کے لیے اقوالِ رسول ﷺ کی ضرورت تھی تو "علم الحدیث" کی بنیاد پڑی۔ پھر روایات کو پرکھنے کی ضرورت تھی تو "علمِ اصولِ حدیث" مدون ہوا۔ اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے راویانِ حدیث کی جانچ پڑتال ضروری تھی، تو "علم أسماء الرجال" مرتب ہوا۔ قرآنِ حکیم سے احکامِ شریعت کو سمجھنے کے لیے "علم الفقہ" اور "علمِ اصول الفقہ" کی بنیاد رکھی گئی۔ قرآنی احکامات پر فلسفیوں کے اعتراضات کے جواب کے لیے "علم الکلام" مدون ہوا۔

"علم النحو و الصرف" کی بنیاد ہمارے اسلاف نے قرآن فہمی کے لیے رکھی تھی۔ اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے برِ عظیم پاک و ہند میں بھی کئی کتابیں لکھی گئیں جن میں ایک کتاب "عربی کا معلم" کو کافی شہرت حاصل ہوئی۔ یہ کتاب مولانا عبد الستار خاں رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ تھی، بعد ازاں اسی کتاب کو بنیاد بناتے ہوئے کئی کتابیں تحریر کی گئیں۔ انہی کتابوں میں سے ایک کتاب لطف الرحمن صاحب کی تالیف کردہ "آسان عربی گرامر" بھی تھی، جو موصوف نے قرآن اکیڈمی میں اپنے استاذ حافظ احمد یار رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر مرتب کی تھی۔ حافظ احمد یار رحمۃ اللہ علیہ عربی کی تدریس کے لیے "عربی کا معلم" سے استفادہ کرتے تھے۔ دورانِ تدریس اظہار فرماتے رہتے تھے کہ "عربی کا معلم" نامی کتاب میں کچھ ترتیب اگر تبدیل کر دی جائے تو اس کتاب کی افادیت اور بڑھ جائے گی۔ لطف الرحمن صاحب فرماتے ہیں کہ:

"میں اس انتظار میں تھا کہ حافظ صاحب خود اس کام کو سر انجام دیں لیکن ان کی مصروفیت اس کام میں رکاوٹ بنتی رہی اور جب میں نے انہیں اس سے بھی زیادہ اہم کام یعنی "لغات و اعراب القرآن" میں مصروف دیکھا تو خود ہی اس کام کا بیڑہ اٹھایا تا کہ ایک طرف تو قرآن اکیڈمی اور قرآن کالج کی ضرورت کسی درجے میں پوری ہو سکے اور دوسری طرف اس نہج پر بہتر اور معیاری کام کی راہ ہموار ہو سکے۔

اس کتاب میں اسباق کی ترتیب، اسباق کی چھوٹے چھوٹے حصّوں میں تقسیم اور بات کو پہلے اردو اور انگریزی کے حوالے سے سمجھا کر پھر عربی قاعدے کی طرف آنا، محترم حافظ صاحب کا خصوصی طرزِ تعلیم ہے۔ اس کتاب کا یہی وہ پہلو ہے جس پر ابتداءً حافظ صاحب نے کچھ وقت نکال کر تنقیدی نظر ڈالی ہے اور میری کوتاہیوں پر گرفت کی اور تصحیح کی۔ ظاہر ہے کہ ان کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ مسودہ کا لفظ بلفظ مطالعہ کر کے اس کی تصحیح کرتے اور ہر ہر مرحلے پر میری رہنمائی فرماتے، اس لیے اس کتاب میں جو بھی کوتاہی اور کمی موجود ہے اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔

قرآن اکیڈمی کے فیلو جناب حافظ خالد محمود خضر صاحب نے اپنی گوناگوں ذمہ داریوں اور مصروفیات سے وقت نکال کر مسودہ کا مطالعہ کیا اور اغلاط کی تصحیح میں میری بھرپور معاونت کی ہے۔ اس کے لیے میں اُن کا بھی بہت ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر سے نوازے (آمین)"۔

جیسا کہ لطف الرحمن صاحب کی باتوں سے یہ بات سامنے آئی کہ ان کا ایک مقصد اس کتاب کی تالیف سے یہ بھی تھا کہ اس نہج پر بہتر اور معیاری کام کی راہ ہموار ہو سکے۔ چنانچہ بعد میں اس کتاب کو مزید بہتر بنانے کے لیے انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے اساتذہ نے درجِ ذیل امور انجام دیے:

1. اس کتاب کا مقصد کیونکہ قرآن فہمی تھا لہذا اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اسباق کے آخر میں قرآنی مثالوں کا مزید اضافہ کیا گیا۔
2. قرآن اکیڈمی، کراچی کے استاذ الاَساتذہ محترم حافظ انجینئر نوید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کتاب میں ایک اہم سبق "اسماء العدد اور مرکب عددی" کا اضافہ فرمایا جو اس کتاب کے آخر میں موجود ہے۔
3. ابتداءً اس کتاب کے تین حصے تھے جو مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور سے شائع ہوتے رہے۔ اضافوں کی وجہ سے اس کا چوتھا حصہ بھی مرتب ہو گیا جو انجمن خدام القرآن سندھ سے شائع ہوتا رہا ہے۔
4. انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے اساتذہ نے تدریس کے دوران کچھ اغلاط کی طرف نشاندہی کی۔ چنانچہ

مدیر قرآن اکیڈمی یٰسین آباد محترم استاذ اویس پاشا قرنی صاحب نے ان اغلاط کو درست کرنے کے لیے جناب محمد نعمان صاحب، جناب فاروق احمد صاحب اور راقم پر مبنی ایک کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی کے اراکین نے اُن اغلاط کو درست کرنے کا کام انجام دیا جو ناگزیر اور فوری نوعیت کا تھا۔ اب الحمد للہ یہ کتاب مزید بہتری کے ساتھ ایک ہی جلد میں انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے شعبۂ مطبوعات کے تحت شائع کی جارہی ہے۔

ان تمام مراحل سے گزارنے کے باوجود یقیناً اس کتاب میں اب بھی اغلاط کی موجودگی کا امکان ہے۔ کیونکہ اس دنیا میں Perfection کا حصول ممکن نہیں ہے۔ حضراتِ اہل علم سے گزارش ہے کہ ان کی نشاندہی فرمائیں۔ نیز اس کتاب کو مزید بہتر بنانے کے لیے اپنی قیمتی آراء سے نوازیں۔

آخر میں ہم دعاگو ہیں ان تمام افراد کے لیے جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا۔ بالخصوص خدا ترس عالمِ دین حافظ احمد یار صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جناب لطف الرحمٰن صاحب، استاذِ محترم حافظ انجینئر نوید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دعا کیجئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان اساتذہ کی جملہ مساعی کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور اس کتاب کو ان حضرات کے حق میں صدقہ جاریہ بنائے۔ (آمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

یکم شوال المکرم ۱۴۳۷ھ
مطابق 7 جولائی 2016ء

عاطف محمود
استاذ عربی زبان وادب
قرآن اکیڈمی، یٰسین آباد، کراچی

تعارف

(Introduction)

1:1 دنیا کی کسی بھی زبان کو سیکھنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ اوّل یہ کہ اس زبان کے بولنے والوں میں بچپن سے ہی یا بعد میں رہ کر وہ زبان سیکھی جائے۔ دوم یہ کہ کسی سیکھی ہوئی زبان کی مدد سے نئی زبان کے قواعد سمجھ کر اسے سیکھا جائے۔ درسی طریقے سے یعنی قواعد و گرامر کے ساتھ زبان سیکھنے کے لیے دو کام بہت ضروری ہیں۔ اوّل یہ کہ اس زبان کے زیادہ سے زیادہ الفاظ کا ذخیرہ ہم اپنے ذہن میں جمع کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ دوم یہ کہ اس ذخیرۂ الفاظ کو درست طریقہ پر استعمال کرنا سیکھیں۔

1:2 ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کی غرض سے اس کتاب کے ہر سبق میں کچھ الفاظ اور ان کے معانی دیئے جائیں گے تاکہ طلبہ انہیں یاد بھی کرلیں اور مشقوں میں استعمال بھی کریں۔ لیکن قواعد سمجھانے کی غرض سے دیئے گئے الفاظ و معانی ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کے لیے کافی نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر اسکولوں اور کالجوں میں قواعد کے علاوہ کوئی کتاب بطور ریڈر پڑھائی جاتی ہے۔ طلبہ کو ہمارا مشورہ ہے کہ وہ روزانہ قرآنِ مجید کے کم از کم ایک یا دو رکوعوں کا ترجمہ سے مطالعہ کریں اور ان کے الفاظ و معانی کو یاد کرتے رہیں۔ اس طرح ان کے ذخیرۂ الفاظ میں بھی بتدریج اضافہ ہوتا رہے گا۔

1:3 الفاظ کو "درست طریقہ سے استعمال کرنا" سکھانے کے لیے کسی زبان کی گرامر کے قواعد مرتّب کیے جاتے ہیں۔ یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہو گی کہ زبان پہلے وجود میں آجاتی ہے پھر بعد میں ضرورت پڑنے پر اس کے قواعد مرتّب کیے جاتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ پہلے قواعد مرتّب کر کے کوئی نئی زبان وجود میں لائی گئی ہو[1]۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا میں ہزاروں زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن قواعد معدودے چند کے ہی مرتّب کیے گئے ہیں۔ بقیہ زبانوں کے لیے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اور یہی وجہ ہے کہ کسی زبان کے قواعد اس زبان کے تمام الفاظ پر حاوی نہیں ہوتے بلکہ کچھ نہ کچھ الفاظ ضرور مستثنیٰ ہوتے ہیں۔ یہ مسئلہ ہر زبان کے ساتھ ہے، فرق صرف کم اور زیادہ کا ہے۔ یہ بات اہم ہے، اسے نوٹ کرلیں اور گرامر کا کوئی قاعدہ پڑھیں تو اس کے استثناء کے لیے ذہن میں ایک کھڑکی ضرور کھلی رکھیں ورنہ آپ پریشان ہوں گے۔

---

[1] اس قاعدۂ کلیہ کا واحد استثناء ایک زبان *ESPERANTO* ہے جس کے قواعد مرتب کرنے کے بعد اسے رائج کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

1:4 کسی زبان کے قواعد مرتّب کرنے کی ضرورت اس وقت محسوس ہوتی ہے جب دوسری زبانیں بولنے والے لوگ اُس زبان کو تدریسی طریقے پر سیکھنا چاہیں۔ ایسی صورتِ حال بالعموم دو ہی وجہ سے پیش آتی ہے۔ اوّل یہ کہ کسی زبان کو بولنے والی قوم کو دوسری اقوام پر سیاسی غلبہ اور اقتدار حاصل ہو جائے اور اس کی زبان سرکاری زبان قرار پائے۔ اس طرح دوسری اقوام کے لوگ خود کو وہ زبان سیکھنے پر مجبور پائیں۔ دوم یہ کہ کوئی زبان کسی مذہبی کتاب کی یا کسی مذہب کے لٹریچر کی زبان ہو اور اس مذہب کے پیرو یا بعض دفعہ غیر پیرو بھی اس مذہب کے عقائد اور شریعت کے مصادر تک براہِ راست رسائی حاصل کرنے کی غرض سے وہ زبان سیکھنے کے خواہش مند ہوں۔ عربی کو یہ دونوں خصوصیات حاصل ہیں۔ یہ صدیوں تک دنیا کے غالب متمدّن علاقے کی سرکاری زبان رہی ہے اور آج بھی کئی ممالک میں اسی حیثیت سے رائج ہے۔ اسی طرح بلحاظِ آبادی دنیا کے دوسرے بڑے الہامی نظریہ یعنی اسلام کی زبان بھی عربی ہے۔ قرآنِ حکیم اسی زبان میں نازل ہوا اور مجموعۂ احادیث اوّلاً اسی زبان میں مدوّن ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ عربی دنیا کی ان چند زبانوں میں سے ایک ہے جس کے قواعد مرتّب کیے گئے ہیں اور اتنی لگن اور عرق ریزی سے مرتّب کیے گئے ہیں کہ قواعد سے استثناء کی صورتیں اس زبان میں سب سے کم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ماہرینِ لسانیات عربی کو بلحاظِ گرامر دنیا کی سب سے زیادہ منظّم و مرتب زبان ماننے پر مجبور ہیں اور عربی قواعد سمجھنے کے بعد اس زبان کا سیکھنا نسبتاً آسان ہے۔

1:5 دنیا کی ہر زبان کے قواعد مرتّب کرنے کا بنیادی طریقۂ کار قریباً ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ اس زبان کے تمام با معنی الفاظ یعنی کلمات کو مختلف گروپس (Groups) میں اس انداز سے تقسیم کر لیتے ہیں کہ زبان کا کوئی لفظ اس درجہ بندی (Grouping) سے باہر نہ رہ جائے۔ کلمات کے ان گروپس کو اقسامِ کلمہ یا اجزائے کلام (Parts of Speech) کہتے ہیں۔ مختلف زبانوں کی گرامر لکھنے والے اس زبان کے الفاظ کی مختلف طریقوں پر تقسیم کرتے ہیں۔ مثلاً عربی، اردو اور فارسی میں یہ تقسیم سہ گانہ ہے۔ یعنی ہر کلمہ اسم، فعل یا حرف ہوتا ہے۔ انگریزی میں اجزائے کلام (Parts of Speech) آٹھ ہیں۔ بہر حال ایک بات قطعی ہے کہ "اسم" اور "فعل" ہر زبان میں سب سے بڑے اور مستقل اجزائے کلام ہیں۔ باقی اجزاء کو بعض اِنہی میں سے کسی کا حصہ قرار دیتے ہیں اور بعض الگ قسم شمار کرتے ہیں۔ مثلاً اردو، عربی اور فارسی میں ضمیر (Pronoun) اور صفت (Adjective) کو اسم ہی شمار کیا جاتا ہے مگر انگریزی میں "Pronoun" اور "Adjective" الگ الگ اجزائے کلام شمار ہوتے ہیں۔

1:6 درسی طریقے سے کسی زبان کو سیکھنے کے لیے اس کے الفاظ کو درست طریقے پر استعمال کرنا ہی اصل مسئلہ ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں فعل اور اسم کے درست استعمال کو خاص اہمیت حاصل ہے، کیونکہ دنیا کی ہر زبان میں سب سے

زیادہ استعمال ہونے والے الفاظ یہی ہیں۔ اسی لیے ہر زبان میں فعل کے استعمال کو درست کرنے کے لیے فعل کی گردانیں، صیغے، مختلف "زمانوں" میں اس کی صورتیں، مصدر اور مضارع وغیرہ یاد کیے جاتے ہیں۔ مثلاً فارسی میں فعل کے درست استعمال کے لیے مصدر اور مضارع معلوم ہونے چاہئیں اور گردان بھی یاد ہونی چاہئے۔ انگریزی میں Verb کی تین شکلیں اور مختلف Tenses کے رٹنے اور یاد کرنے پر طلبہ کئی برس محنت کرتے ہیں۔ گرامر کا وہ حصہ جو اسم اور فعل کی درست بناوٹ سے بحث کرتا ہے، "علم الصرف" کہلاتا ہے جبکہ اسم، فعل اور حرف کا عبارت میں درست استعمال اور ان کا آپس میں تعلق بیان کرنا "علم النحو" کا ایک اہم جزو ہے۔

1:7 ہمارے دینی مدارس میں عربی تعلیم کی ابتداء بالعموم فعل کی بحث سے ہوتی ہے جس کے اپنے کچھ فوائد ہیں لیکن ہم اپنے اسباق کی ابتداء اسم کی بحث سے کریں گے۔ اس کے جواز میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے اشیاء کے اسماء کی تعلیم دی تھی۔ اس کے علاوہ ندوۃ العلماء میں اس مسئلہ پر کافی تحقیق اور تجربات کیے گئے ہیں اور یہ نتیجہ سامنے آیا ہے کہ اسم کی بحث سے تعلیم کا آغاز کرنے سے نسبتاً بہتر نتائج حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ جبکہ فعل کی تعلیم سے آغاز کی مثال بقول مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایسی ہے جیسے طالبِ علم کو کنویں سے ڈول کھینچنے کی مشق کرائی جائے خواہ پانی نکلے یا نہ نکلے۔ یعنی طالبِ علم فعل کی گردانیں رٹتا رہتا ہے لیکن اسے نہ تو اس مشقت کا کوئی مقصد نظر آتا ہے اور نہ یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ ایک نئی زبان سیکھ رہا ہے۔ برخلاف اس کے اسم کی بحث سے تعلیم کا آغاز کرنے سے ابتداء ہی سے طالبِ علم کی دلچسپی قائم ہو جاتی ہے اور برقرار رہتی ہے۔ رفع، نصب، جر کی شناخت اور مشق، مرکبات کے قواعد اور جملہ اسمیہ سیکھتے ہوئے طالبِ علم کو اپنی محنت بامقصد نظر آتی ہے۔ چند دنوں کے بعد ہی وہ چھوٹے چھوٹے اسمیہ جملے بناسکتا ہے اور عربی زبان کی سب سے بڑی خصوصیت اعراب یعنی "الفاظ میں حرکات کی تبدیلی کا ان کے معانی پر اثر" سمجھنے لگتا ہے۔ ہر نئے سبق کی تکمیل پر اسے کچھ سیکھنے اور حاصل کرنے کا احساس ہوتا رہتا ہے۔ یہی کیفیت اس کی دلچسپی کو برقرار رکھنے کی باعث بنتی ہے۔

1:8 اسم کے استعمال کو درست کرنے کے لیے کسی زبان کے واحد جمع، مذکّر مؤنّث، معرفہ نکرہ اور اسم کی مختلف حالتوں کے قواعد جاننا ضروری ہیں۔ مثلاً غیر حقیقی مؤنّث کا قاعدہ ہر زبان میں یکساں نہیں ہے۔ جہاز اور چاند کو اردو میں مذکّر مگر انگریزی میں مؤنّث بولا جاتا ہے۔ سورج اور پنکھے کو عربی میں مؤنّث مگر اردو میں مذکّر بولتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ فعل کے درست استعمال کے ساتھ اسم کو بھی ٹھیک طرح استعمال کیا جائے۔ اسم کے درست استعمال کے لیے ہر زبان میں عموماً اور عربی میں خصوصاً اسم کا چار پہلوؤں سے جائزہ لے کر اسے قواعد کے مطابق استعمال کرنا ضروری ہے۔ اس صورت

میں اسم کے استعمال میں غلطی نہیں ہو گی۔ وہ چار پہلو ہیں: (i)حالت (ii)جنس (iii) عدد (iv) وسعت۔ جنہیں ہم انگریزی میں علی الترتیب Case(i) Gender(ii) Number(iii) اور Kind(iv) کہتے ہیں۔ عبارت میں استعمال ہوتے وقت ازروئے قواعدِ زبان، ہر اسم کی ایک خاص حالت، جنس، عدد اور وسعت مطلوب ہوتی ہے۔ انہی چار پہلوؤں کے بارے میں بات کرتے ہوئے ہم اپنے اسباق کا آغاز اسم کی حالت کے بیان سے کرتے ہیں۔ لیکن اس سے قبل اسم، فعل اور حرف کی تعریف (Definition) کو دہرالینا مفید ہو گا۔

اسم:

اسم اس لفظ یا کلمہ کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز، جگہ یا آدمی کا نام یا اس کی صفت ظاہر ہو۔ مثلاً رَجُلٌ (مرد)، حَامِدٌ (خاص نام)، طَيِّبٌ (اچھا)۔ اس کے علاوہ ایسا لفظ یا کلمہ بھی اسم ہوتا ہے جس کے معنی میں کوئی کام کرنے کا مفہوم ہو لیکن اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ نہ پایا جاتا ہو۔ اس لیے اردو الفاظ کی مدد سے اس کو اچھی طرح سمجھ کر ذہن نشین کرلیں۔

پہلے تین الفاظ پر غور کریں۔ مارا، مارتا ہے، مارے گا۔ ان تینوں الفاظ میں مارنے کے کام کا مفہوم ہے اور ان میں علی الترتیب ماضی، حال اور مستقبل کے زمانے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ اس لیے یہ تینوں لفظ فعل ہیں۔ پھر ایک لفظ ہے مارنا (ضَرْبٌ)۔ اس میں کام کا مفہوم تو ہے لیکن کسی بھی زمانے کا مفہوم نہیں ہے۔ اس لیے یہ لفظ اسم ہے اور ایسے اسماء کو مصدر کہتے ہیں۔

فعل:

فعل وہ لفظ یا کلمہ ہے جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا ظاہر ہو اور اس میں تینوں زمانوں ماضی، حال، مستقبل میں سے کوئی زمانہ بھی پایا جائے۔ مثلاً ضَرَبَ (اس نے مارا)، ذَهَبَ (وہ گیا)، يَشْرَبُ (وہ پیتا ہے یا پیے گا) وغیرہ۔

حرف:

حرف وہ لفظ یا کلمہ ہے جو اپنے معنی واضح کرنے کے لیے کسی دوسرے کلمہ کا محتاج ہو یعنی کسی اسم یا فعل سے ملے بغیر اس کے معنی واضح نہ ہوں۔ مثلاً مِنْ کے معنی ہیں "سے" لیکن اس سے کوئی بات واضح نہیں ہوتی۔ جب ہم کہتے ہیں مِنَ الْمَسْجِدِ یعنی مسجد سے، تو بات واضح ہو گئی۔ اِسی طرح عَلٰی (پر)۔ عَلَى الْفَرَسِ (گھوڑے پر)۔ اِلٰی (تک-کی طرف)۔ اِلَى السُّوْقِ (بازار تک یا بازار کی طرف) وغیرہ۔

اسم کی حالت (حصہ اوّل)

(Case-1)

2:1 کسی بھی زبان میں کوئی اسم جب گفتگو یا تحریر میں استعمال ہوتا ہے تو وہ تین حالتوں میں سے کسی ایک میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ چوتھی حالت کوئی نہیں ہو سکتی۔ یا تو وہ اس عبارت میں فاعل کے طور پر مذکور ہو گا۔ یعنی حالتِ فاعلی میں ہو گا۔ یا پھر حالتِ مفعولی میں ہو گا اور یا کسی دوسرے اسم وغیرہ کی اضافت اور تعلق سے مذکور ہو گا۔ اس حالت کو حالتِ اضافی کہتے ہیں۔ دورانِ استعمال اسم کی حالت کو انگریزی میں Case کہتے ہیں۔ انگریزی میں بھی Case تین ہی ہوتے ہیں جو Nominative یا Objective یا Possessive کہلاتے ہیں۔ عربی میں بھی اسم کے استعمال کی یہی تین حالتیں ہوتی ہیں۔ انہیں حالتِ رفع، حالتِ نصب اور حالتِ جر یا مختصراً رفع، نصب اور جر کہتے ہیں۔ خیال رہے کہ جو اسم حالتِ رفع میں ہو اسے مرفوع، جو حالتِ نصب میں ہو اسے منصوب اور جو حالتِ جر میں ہو اسے مجرور کہتے ہیں۔ اس طرح اردو اور انگریزی گرامر کی مدد سے عربی گرامر میں اسم کی حالت کو بآسانی سمجھا جاسکتا ہے صرف اصطلاحی ناموں کا فرق ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم عربی کی اصطلاحات کو مندرجہ ذیل نقشہ سے سمجھ کر یاد کرلیں:

انگریزی	Nominative Case	Objective Case	Possessive Case
عربی	رَفْعٌ	نَصْبٌ	جَرٌّ
اردو	حالتِ فاعلی	حالتِ مفعولی	حالتِ اضافی

2:2 مختلف حالتوں میں استعمال ہوتے وقت بعض زبانوں کے اسماء میں کچھ تبدیلی واقع ہوتی ہے جس کی مدد سے ہم پہچانتے ہیں کہ عبارت میں کوئی اسم کس حالت میں استعمال ہوا ہے۔ اس بات کو ہم اردو کے ایک جملہ کی مدد سے سمجھتے ہیں، مثلاً "حامد نے محمود کو مارا"۔ اب اگر ہم آپ سے پوچھیں کہ اس میں فاعل کون ہے اور مفعول کون ہے، تو آپ فوراً بتادیں گے کہ حامد فاعل اور محمود مفعول ہے۔ لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ جملہ کا مفہوم سمجھتے ہیں۔ اس لیے یہ بات بتانے میں آپ کو مشکل پیش نہیں آئی۔

اب فرض کریں کہ ایک شخص کو اردو نہیں آتی اور وہ گرامر کی مدد سے اردو سیکھنا چاہتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہو گا کہ پہلے وہ عبارت میں اسم کی حالت کو پہچانے۔ اس کے بعد ہی ممکن ہو گا کہ وہ عبارت کا صحیح مفہوم سمجھ سکے۔ اس لیے پہلے ہمیں اس کو کوئی علامت یا نشانی بتانی ہو گی جس کی مدد سے وہ مذکورہ جملہ میں فاعل اور مفعول کو پہچان سکے۔ اس پہلو سے آپ مذکورہ جملہ

پر دوبارہ غور کر کے وہ علامت معلوم کرنے کی کوشش کریں جس کی مدد سے اس میں فاعل اور مفعول یعنی عبارت میں اسم کی حالت کو پہچانا جاسکے۔

جو طلبہ اس کوشش میں ناکام رہے ہیں ان کی مدد کے لیے اس جملہ میں تھوڑی سی تبدیلی کر دیتے ہیں۔ آپ اس پر دوبارہ غور کریں۔ ان شاء اللہ اب آپ علامت کو پہچان لیں گے۔ "حامد کو محمود نے مارا"۔ اب آپ آسانی سے بتاسکتے ہیں کہ اردو میں زیادہ تر فاعل کے ساتھ "نے" اور مفعول کے ساتھ "کو" لگا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح اب یہ بھی سمجھ لیں کہ اردو میں حالتِ اضافی میں زیادہ تر دو اسماء کے درمیان "کا" یا "کی" لگا ہوتا ہے۔ جیسے لڑکے کا قلم، لڑکے کی کتاب وغیرہ۔

2:3 اب سوال یہ ہے کہ عربی کی عبارت میں استعمال ہونے والے اسماء کی حالت کو پہچاننے کی علامات کیا ہیں۔ اس ضمن میں پہلی بات یہ نوٹ کرلیں کہ یہ علامات ایک سے زیادہ ہیں۔ لیکن اس سبق میں ہم زیادہ استعمال ہونے والی ایک علامت کو سمجھ کر اس کی مشق کریں گے۔ تاکہ ذہن میں اسم کی حالت کو پہچاننے کا تصور واضح ہو جائے۔ اس کے بعد اگلے اسباق میں دوسری علامات جب زیرِ مطالعہ آئیں گی تو انہیں سمجھنا ان شاء اللہ مشکل نہیں رہے گا۔

2:4 اب نوٹ کر لیجئے کہ عربی زبان کی یہ عجیب خصوصیت ہے کہ اس کے اسّی پچاسی فیصد (80-85%) اسماء ایسے ہیں جو رفع، نصب اور جر تینوں حالتوں میں ایک مختلف شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اس سے آپ کے ذہن میں شاید یہ بات آئے کہ اس طرح تو عربی بڑی مشکل زبان ہو گی جس میں ہر اسم کے لیے ایک کے بجائے تین اسم یعنی تین لفظ یاد کرنا پڑیں گے مگر اس وہم کی بنا پر گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک اسم کے لیے ایک ہی لفظ یاد کرنا ہوتا ہے۔ کیونکہ عربی زبان کے اسماء کو استعمال کرتے وقت حالت کے لحاظ سے جو تبدیلی آتی ہے وہ لفظ کے صرف "آخری حصّے" میں واقع ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی اسم اگر پانچ حرفوں کا ہے تو پہلے چار حرفوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی بلکہ صرف آخری یعنی پانچویں حرف کے پڑھنے کا طریقہ بدل جائے گا۔ اسی طرح کوئی اسم اگر تین حرفوں کا ہے تو پہلے دو حرفوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی۔ صرف آخری یعنی تیسرے حرف کے پڑھنے کا طریقہ بدلے گا۔ مثلاً حالتِ فاعلی، مفعولی اور اضافی میں لفظ لڑکا کی عربی علی الترتیب "وَلَدٌ، وَلَدًا اور وَلَدٍ" ہو گی۔

2:5 ابھی ہم نے پڑھا ہے کہ عربی کے تقریباً اسی پچاسی فیصد اسماء کا آخری حصہ رفع، نصب اور جر تینوں حالتوں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جو اسم تینوں حالتوں میں یہ تبدیلی قبول کرتا ہے اسے عربی قواعد میں "**مُعْرَب مُنْصَرِف**" یا صرف "**منصرف**" بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی پہچان کا عام طریقہ یہ ہے کہ اس کے آخری حرف پر تنوین آتی ہے۔ یعنی حالتِ رفع میں دو پیش (ـٌ)، حالتِ نصب میں دو زبر (ـً) اور حالتِ جر میں دو زیر (ـٍ) ہوتی ہیں۔ اس معرب منصرف کے آخری

حرف کی تبدیلی کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

چند معرب منصرف اسماء کی گردان مع معانی

حالتِ رفع	معنی	حالتِ نصب	حالتِ جر
مُحَمَّدٌ	نام ہے	مُحَمَّدًا	مُحَمَّدٍ
شَیْءٌ	چیز	شَیْئًا	شَیْءٍ
جَنَّةٌ	باغ	جَنَّةً	جَنَّةٍ
بِنْتٌ	لڑکی	بِنْتًا	بِنْتٍ
سَمَآءٌ	آسمان	سَمَآءً	سَمَآءٍ
سُوْءٌ	برائی	سُوْءًا	سُوْءٍ

2:6 اُمید ہے کہ مندرجہ بالا مثالوں میں آپ نے یہ بات نوٹ کرلی ہوگی کہ:

i) جس اسم پر حالتِ نصب میں دوزبر (ـً) آتے ہیں، اس کے آخر میں ایک الف بڑھادیا جاتا ہے مثلاً مُحَمَّدٌ سے مُحَمَّدً لکھنا غلط ہے بلکہ مُحَمَّدًا لکھا جائے گا۔ اسی طرح کِتَابٌ سے کِتَابًا، رَسُوْلٌ سے رَسُوْلًا وغیرہ۔

ii) اس قاعدہ کے دو استثناء ہیں۔ اوّل یہ کہ جس لفظ کا آخری حرف گول ة یعنی تائے مربوطہ ہو اس پر دوزبر لکھتے وقت الف کا اضافہ نہیں ہوگا مثلاً جَنَّتًا لکھنا غلط ہے، اسے جَنَّةً لکھا جائے گا۔ اسی طرح اٰیَةٌ سے اٰیَةً وغیرہ۔ دیکھیے! بِنْتٌ کا لفظ گول 'ة' پر نہیں بلکہ لمبی 'ت' (تائے مبسوطہ) پر ختم ہورہا ہے۔ اس لیے اس پر استثناء کا اطلاق نہیں ہوا اور حالتِ نصب میں اس پر دوزبر لکھتے وقت الف کا اضافہ کیا گیا۔

iii) دوسرا استثناء یہ ہے کہ جو لفظ الف کے ساتھ ہمزہ پر ختم ہو اس کے آخر میں بھی الف کا اضافہ نہیں ہوگا، مثلاً سَمَاءٌ سے سَمَاءً۔ دیکھیے شَیْءٌ کا لفظ بھی ہمزہ پر ختم ہورہا ہے لیکن اس سے قبل الف نہیں بلکہ "ی" ہے اس لیے اس پر دوزبر لگاتے وقت الف کا اضافہ کیا گیا ہے یعنی شَیْءٌ سے شَیْئًا۔

مشق نمبر-1

نیچے دیئے ہوئے الفاظ کو الگ کاغذ پر دوبارہ لکھیں۔ اس سلسلہ میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ صرف عربی الفاظ لکھیں، اگر کوئی لفظ غلط لکھا ہوا ہے تو اسے درست کر کے لکھیں اور ہر لفظ کے آگے بریکٹ میں اس کی حالت لکھیں۔ مثلاً جَنَّةٌ (رفع)، كِتَابًا (نصب) وغیرہ۔ اگر کسی لفظ کے معنی نہیں معلوم ہیں، تب بھی آپ کو اس کی حالت پہچان لینی چاہئے۔

رَسُوْلًا	شَيْءٍ	اٰيَتًا	جَنَّتًا	مَحْمُوْدٌ	شَيْئًا
بِنْتًا	عَذَابٍ	حَامِدًا	بِنْتٍ	شَهْوَةٌ	رِجْزٌ
	سَمَاءًا	صِبْغَةٌ	خِزْيٌ	سُوْءٍ	

ضروری ہدایات:

کسی سبق میں جہاں کہیں بھی کسی عربی لفظ کے معنی دیئے ہوئے ہیں ان کو یاد کرنا اپنے اوپر لازم کرلیں۔ جب تک کسی سبق میں دیئے گئے تمام الفاظ کے معانی یاد نہ ہو جائیں، اس وقت تک اس سبق کی مشق نہ کریں۔ اس کی وجہ سمجھ لیں۔

چند اسباق کے بعد آپ کو مرکبات اور جملے بنانے ہیں اور ان کے ترجمے کرنے ہیں۔ گزشتہ اسباق میں دیئے گئے الفاظ کے معانی اگر آپ کو یاد نہیں ہوں گے تو یہ کام آپ کے لیے بہت مشکل ہو جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کتاب میں اکثریت ایسے الفاظ کی ہے جو قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں۔ ان کے معانی یاد ہونے سے آپ کو قرآن مجید کا ترجمہ سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

اسم کی حالت (حصہ دوم)

(Case-2)

3:1 گزشتہ سبق میں ہم نے یہ پڑھا ہے کہ عربی کے تقریباً 85-80 فیصد اسماء کا آخری حصہ تینوں حالتوں میں تبدیل ہو جاتا ہے اور ایسے اسماء کو منصرف کہتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ باقی 20-15 فیصد اسماء تبدیل ہوتے ہیں یا نہیں؟ اور عبارت میں ان کی حالت کو کیسے پہچانتے ہیں؟ اس سبق میں ہم نے یہی بات سمجھنی ہے۔

3:2 عربی کے باقی پندرہ بیس فیصد اسماء جو منصرف نہیں ہیں، ان میں سے زیادہ تر ایسے ہوتے ہیں جن کا آخری حرف تینوں حالتوں میں نہیں بدلتا بلکہ وہ صرف دو شکلیں اختیار کرتے ہیں یعنی حالتِ رفع میں ان کی شکل الگ ہوتی ہے لیکن نصب اور جر دونوں حالتوں میں ان کی شکل ایک جیسی رہتی ہے۔ ایسے اسماء کو عربی قواعد میں "معرب غیر منصرف" یا صرف "غیر منصرف" بھی کہا جاتا ہے۔ اسم غیر منصرف کے آخری حرف کی تبدیلی کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

چند معرب غیر منصرف اسماء کی گردان مع معانی

حالتِ رفع	معنی	حالتِ نصب	حالتِ جر
اِبْرَاهِيْمُ	مرد کا نام	اِبْرَاهِيْمَ	اِبْرَاهِيْمَ
مَكَّةُ	شہر کا نام	مَكَّةَ	مَكَّةَ
مَرْيَمُ	عورت کا نام	مَرْيَمَ	مَرْيَمَ
اِسْرَائِيْلُ	حضرت یعقوبؑ کا لقب	اِسْرَائِيْلَ	اِسْرَائِيْلَ
اَحْمَرُ	سرخ	اَحْمَرَ	اَحْمَرَ
اَسْوَدُ	سیاہ	اَسْوَدَ	اَسْوَدَ

3:3 اُمید ہے کہ مندرجہ بالا مثالوں میں آپ نے یہ بات نوٹ کرلی ہوگی کہ:

i) غیر منصرف اسماء کا نصب اور جر ایک ہی شکل میں آتے ہیں۔ مثلاً اِبْرَاهِيْمُ حالتِ رفع سے حالتِ نصب میں اِبْرَاهِيْمَ ہو گیا لیکن حالتِ جر میں اِبْرَاهِيْمِ نہیں ہوا بلکہ اِبْرَاهِيْمَ ہی رہا۔ اسی طرح باقی اسماء کی بھی نصب اور جر میں ایک ہی شکل ہے۔

ii) غیر منصرف اسماء کے آخری حرف پر حالتِ رفع میں ایک پیش (ـُ) اور نصب اور جر دونوں حالتوں میں صرف ایک زبر (ـَ) آتا ہے۔ لہٰذا ایک زبر (ـَ) لکھتے وقت الف کا اضافہ نہیں ہوتا۔ یہ قاعدہ صرف دو زبر (ـً) کے لیے مخصوص ہے۔ یاد رکھئے کہ اسم غیر منصرف کے آخر پر تنوین کبھی نہیں آتی، جس کی وجہ سے منصرف اور غیر منصرف اسماء میں تمیز کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

3:4 آپ سوچ رہے ہوں گے ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ فلاں اسم معرب منصرف ہے یا غیر منصرف! تو اس کی حقیقت تو یہ ہے کہ غیر منصرف اسماء کو پہچاننے کے کچھ قواعد ہیں جو آخر میں پڑھائے جاتے ہیں۔ فی الحال ہمارا طریقۂ کار یہ ہوگا کہ ذخیرۂ الفاظ میں ہم غیر منصرف اسماء کی نشاندہی ان کے آگے لفظ (غ) بنا کر کر دیا کریں گے۔ گویا سرِ دست آپ کو جن اسماء کے متعلق بتا دیا جائے انہیں غیر منصرف سمجھئے، ان پر کبھی تنوین نہ ڈالئے اور ان کا رفع، نصب، جر (ـُ)، (ـَ)، (ـَ) کے ساتھ لکھئے۔ نیز یہ بھی نوٹ کر لیں کہ عربی میں عورتوں، شہروں اور ملکوں کے نام عام طور پر غیر منصرف ہوتے ہیں۔

3:5 عربی زبان کے کچھ گنے چنے اسماء ایسے بھی ہوتے ہیں جو رفع، نصب، جر تینوں حالتوں میں کوئی تبدیلی قبول نہیں کرتے اور تینوں حالتوں میں ایک جیسے رہتے ہیں۔ ایسے اسماء کو مَبْنِی کہتے ہیں۔ ان کا کوئی قاعدہ نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں بھی ہمارا طریقۂ کار یہ ہوگا کہ ذخیرۂ الفاظ میں ان کے آگے (م) بنا کر ہم نشاندہی کریں گے کہ یہ الفاظ مبنی ہیں۔ ان کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

چند مبنی اسماء کی گردان مع معانی

حالتِ رفع	معنی	حالتِ نصب	حالتِ جر
ھٰذَا	یہ (مذکّر)	ھٰذَا	ھٰذَا
اَلَّذِیْ	جو کہ (مذکّر)	اَلَّذِیْ	اَلَّذِیْ
تِلْکَ	وہ (مؤنّث)	تِلْکَ	تِلْکَ

3:6 اب اسم کی حالت کے متعلق چند باتیں سمجھ کر یاد کر لیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ کسی لفظ کے آخری حصہ میں ہونے والی تبدیلی کو عربی گرامر میں "اعراب" کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ کسی اسم کی حالت سے مراد اس کی اعرابی حالت ہی ہوتی ہے، جو تین ہی ہوتی ہیں یعنی رفع، نصب یا جر، اور ہر اسم عبارت میں استعمال ہوتے وقت مرفوع، منصوب یا مجرور ہوتا ہے۔

3:7 دوسری بات یہ ہے کہ کسی لفظ کی اعرابی حالت چونکہ زیادہ تر حرکات یعنی زبر، زیر یا پیش کی تبدیلی سے ظاہر کی

جاتی ہے، اس لیے حرکات لگانے کو بھی غلطی سے اِعراب کہہ دیتے ہیں، جبکہ ان دونوں میں فرق ہے۔ اِعراب اور حرکات کے فرق کو ہم ایک لفظ کی مدد سے سمجھ لیتے ہیں۔ لفظ مُنَافِقٌ کے آخری حرف "ق" پر جو دو پیش (ٌ) ہیں، یہ اس لفظ کا اِعراب ہے۔ جبکہ "ق" سے پہلے کے حروف پر جہاں کہیں بھی زبر (َ)، زیر (ِ) اور پیش (ُ) لگے ہوئے ہیں، وہ سب اس لفظ کی حرکات ہیں۔ اسی طرح لفظ اِبْرَاهِيْمُ کے آخری حرف میم پر ایک پیش (ُ) اس کا اِعراب ہے، جبکہ اس سے پہلے کے حروف پر زبر (َ) اور زیر (ِ) اس کی حرکات ہیں۔

مشق نمبر - 2

مندرجہ ذیل اسماء سے اسم کی گردان کریں۔ ان میں سے جو اسماء غیر منصرف ہیں ان کے آگے (غ) اور جو مبنی ہیں ان کے آگے (م) بنادیا گیا ہے تاکہ انہیں ذہن نشین کرلیں اور گردان اس کے مطابق کریں۔ ساتھ ہی الفاظ کے معانی بھی یاد کریں۔

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
ثَوَابٌ	اجر۔ ثواب	مَسَاجِدُ (غ)	مسجد کی جمع
نَفْسٌ	جان	رِجْزٌ	گندگی - آفت
عِمْرَانُ (غ)	ایک نام	هٰؤُلَاءِ (م)	یہ لوگ
سَيِّئَةٌ	برائی	جِدَارٌ	دیوار
مُسْلِمٌ	مسلمان	يُوْسُفُ (غ)	ایک نام
اَلَّتِیْ (م)	جو کہ (مؤنث)	شَمْسٌ	سورج
مَاءٌ	پانی	مَدِيْنَةٌ	شہر
بَابٌ	دروازہ	صِبْغَةٌ	رنگ
اٰيَةٌ	نشانی	ثَمَرٌ	پھل
شَهْوَةٌ	خواہش	خِزْيٌ	رسوائی

جنس
(Gender)

4:1 کسی اسم کو عبارت میں درست طریقے پر استعمال کرنے کے لیے کسی اسم کو جن چار پہلوؤں سے دیکھا جانا ضروری ہے۔ ان میں سے پہلی چیز اسم کی حالت (یا اعرابی حالت) ہے، جس پر پچھلے سبق میں کچھ بات ہو چکی ہے۔ اسم کی بحث میں دوسرا اہم پہلو "جنس" کا ہے۔ جنس کے لحاظ سے عربی زبان میں (بلکہ عموماً ہر زبان میں) اسم کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ وہ یا مذکّر ہو گا، یعنی عبارت میں اس کا ذکر ایسے ہو گا جیسے کسی مذکر (Male) کا ذکر ہو رہا ہے، یا پھر مؤنّث کے طور پر استعمال ہو گا۔ ہر زبان میں الفاظ کے مذکّر و مؤنّث کے استعمال کے قواعد یکساں نہیں ہیں۔ کسی زبان میں ایک لفظ مذکّر بولا جاتا ہے تو دوسری میں وہ مؤنّث ہو سکتا ہے۔ مثلاً انگریزی میں بحری جہاز (Ship) اور چاند (Moon) مؤنّث استعمال ہوتے ہیں مگر اردو میں مذکّر۔ لہٰذا کسی بھی زبان کو سیکھنے کے لیے اس زبان کے اسماء کی تذکیر و تانیث یعنی ان کو مذکّر یا مؤنّث کی طرح استعمال کرنے کا علم ہونا ضروری ہے۔

4:2 عربی اسماء پر غور کرنے سے علماء نحو نے یہ دیکھا کہ یہاں مذکّر اسم کے لیے تو کوئی خاص علامت نہیں مگر مؤنّث اسماء معلوم کرنے کی کچھ علامات ضرور ہیں جنہیں علاماتِ تانیث کہتے ہیں۔ لہٰذا عربی سیکھنے والوں کو چاہئے کہ وہ کسی اسم کے استعمال میں اس کی جنس کو متعین کرنے کے لیے علاماتِ تانیث کے لحاظ سے اس کو دیکھیں۔ اگر اس میں تانیث کی کوئی بات پائی جاتی ہے تو وہ اسم مؤنّث شمار ہو گا ورنہ اسے مذکّر ہی سمجھا جائے گا۔ کسی اسم میں تانیث کی شناخت کے حسبِ ذیل طریقے ہیں۔

4:3 پہلا طریقہ یہ ہے کہ لفظ کے معنی پر غور کریں۔ اگر وہ کسی حقیقی مؤنّث کے لیے ہے یعنی اس کے مقابلہ پر مذکّر بھی ہوتا ہے جیسے اِمْرَأَةٌ (عورت) کے مقابلہ پر رَجُلٌ (مرد)، اُمٌّ (ماں) کے مقابلہ پر اَبٌ (باپ) وغیرہ، تو وہ لازماً مؤنّث ہو گا۔ ایسے اسماء کو "مؤنثِ حقیقی" کہتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ لفظ کو دیکھیں کہ اس میں تانیث کی کوئی علامت موجود ہے؟ یہ علامات تین ہیں اور ان میں سے ہر ایک اسم کے آخری حصہ میں آتی ہے۔ علامات یہ ہیں *(i)* "ۃ" *(ii)* "ـَاءُ" *(iii)* "ـٰی"۔ یعنی کوئی اسم اگر ان میں سے کسی ایک کے ساتھ ختم ہوتا نظر آئے تو اسے مؤنّث سمجھا جائے گا۔ ایسے اسماء کو "مؤنثِ قیاسی" کہتے ہیں۔

4:4 یہ بات سمجھ لیجئے کہ جن الفاظ کے آخر میں گول ۃ آئی ہے، عربی میں انہیں مؤنّث مانا جاتا ہے۔ مثلاً جَنَّةٌ (باغ) یا صَلٰوةٌ (نماز) وغیرہ عربی میں مؤنّث استعمال ہوتے ہیں۔ نیز اکثر الفاظ کو مؤنّث بنانے کا طریقہ بھی یہی ہے کہ مذکّر لفظ

کے آخری حرف پر زبر لگا کر اس کے آگے گول "ۃ" کا اضافہ کر دیتے ہیں جیسے کَافِرٌ(کافر) سے کَافِرَۃٌ(کافرہ)، حَسَنٌ(اچھا، خوبصورت) سے حَسَنَۃٌ(اچھی، خوبصورت) وغیرہ۔ اس قاعدہ سے گنتی کے چند الفاظ مستثنیٰ ہیں مثلاً خَلِیْفَۃٌ (مسلمانوں کا حکمران)، عَلَّامَۃٌ(بہت بڑا عالم)۔ حالانکہ ان کے آخر میں گول "ۃ" ہے لیکن یہ مذکر استعمال ہوتے ہیں۔ دوسری علامتِ تانیث "۔َاءُ" ہے جسے "الف ممدودہ" کہتے ہیں۔ جن اسماء کے آخر میں یہ علامت آتی ہے انہیں بھی مؤنث مانا جاتا ہے، مثلاً حَمْرَاءُ(سرخ)، خَضْرَاءُ(سبز) وغیرہ۔ خیال رہے کہ الف ممدودہ پر ختم ہونے والے اسماء غیر منصرف ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے ہمزہ پر تنوین کے بجائے ایک پیش آتا ہے۔ تیسری علامتِ تانیث "۔ٰی" ہے جسے "الف مقصورہ" کہتے ہیں۔ جن اسماء کے آخر میں یہ علامت آتی ہے انہیں بھی مؤنث مانا جاتا ہے، مثلاً عُظْمٰی (عظیم)، کُبْرٰی(بڑی) وغیرہ۔ اس قاعدہ سے بھی چند الفاظ مستثنیٰ ہیں جیسے مُوْسٰی، عِیْسٰی وغیرہ۔ خیال رہے کہ الف مقصورہ پر ختم ہونے والے اسماء رفع، نصب، جر تینوں حالتوں میں کوئی تبدیلی قبول نہیں کرتے، اس لیے مختلف اعرابی حالتوں میں ان کا استعمال بھی مبنی اسماء کی طرح ہو گا۔

4:5 بہت سے اسم ایسے ہوتے ہیں جو درحقیقت نہ تو مذکّر ہوتے ہیں نہ مؤنّث اور نہ ہی ان پر مؤنّث کی کوئی علامت ہوتی ہے۔ ایسے اسماء کی جنس کا تعین اس بنیاد پر ہوتا ہے کہ اہلِ زبان انہیں کس طرح بولتے ہیں۔ جن اسماء کو اہلِ زبان مؤنّث بولتے ہیں انہیں "مؤنّثِ سماعی" کہتے ہیں، اس لیے کہ ہم اہلِ زبان کو اسی طرح بولتے ہوئے سنتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورج کو لے لیں۔ اب حقیقتاً سورج نہ تو مذکّر ہے اور نہ ہی مؤنّث۔ ہم نے اردو کے اہلِ زبان کو اسے مذکّر بولتے ہوئے سنا ہے اس لیے اردو میں سورج مذکّر ہے۔ جبکہ عربی کے اہلِ زبان شَمْسٌ (سورج) کو مؤنّث بولتے ہیں اس لیے عربی میں شَمْسٌ مؤنّثِ سماعی ہے۔ اس کی ایک دلچسپ مثال یہ ہے کہ لکھنؤ والے دہی کو کھٹا کہتے ہیں جبکہ دہلی والے اسے کھٹّی کہتے ہیں۔ اس لیے دہلی والوں کے لیے دہی مؤنّثِ سماعی ہے۔ اب ذیل میں چند الفاظ دیئے جا رہے ہیں جو عربی میں مؤنّث بولے جاتے ہیں۔ آپ ان کے معنی یاد کر لیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ مؤنّثِ سماعی ہیں:

اَرْضٌ	زمین	سَمَاءٌ	آسمان	شَمْسٌ	سورج
حَرْبٌ	لڑائی	رِیْحٌ	ہوا	دَارٌ	گھر
نَارٌ	آگ	نَفْسٌ	جان	سَبِیْلٌ	راستہ

ان کے علاوہ ملکوں کے نام (مثلاً مِصْرُ، اَلشَّامُ)، جہنم کے تمام نام، شرابوں کے نام اور حروفِ تہجی بھی مؤنّثِ سماعی میں شمار ہوتے ہیں۔ نیز انسانی بدن کے ایسے اعضاء جو جوڑے جوڑے ہوتے ہیں، وہ بھی اکثر و بیشتر مؤنّثِ سماعی ہیں، مثلاً یَدٌ(ہاتھ)، رِجْلٌ(پاؤں)، اُذُنٌ(کان)، سَاقٌ(پنڈلی)۔

4:6 گزشتہ سبق میں ہم نے اسم کی گردان کی تھی تو حالت کے لحاظ سے ایک لفظ کی تین شکلیں بنی تھیں، لیکن اب مذکّر کی تین شکلیں ہوں گی اور مؤنّث کی بھی تین۔ اس طرح ایک لفظ کی اب چھ شکلیں ہوں گی۔ البتہ مؤنّثِ سماعی کی تین ہی شکلیں ہوں گی کیوں کہ ان کا مذکّر نہیں ہوگا۔ اس کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

	حالتِ رفع	حالتِ نصب	حالتِ جر
مذکّر	كَافِرٌ	كَافِرًا	كَافِرٍ
مؤنّث	كَافِرَةٌ	كَافِرَةً	كَافِرَةٍ
مذکّر	حَسَنٌ	حَسَنًا	حَسَنٍ
مؤنّث	حَسَنَةٌ	حَسَنَةً	حَسَنَةٍ
مؤنّث (سماعی)	نَفْسٌ	نَفْسًا	نَفْسٍ

مشق نمبر - 3

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی یاد کریں اور اسم کی گردان کریں۔ مؤنّثِ حقیقی میں مذکّر و مؤنّث دونوں الفاظ ساتھ دیئے گئے ہیں۔ جو اسماء مؤنّثِ سماعی ہیں ان کے آگے (س) بنا دیا گیا ہے۔ باقی الفاظ کے مؤنّث آپ کو خود بنانے ہیں۔ الفاظ کو اوپر سے نیچے پڑھیں:

اَخٌ	بھائی	هٰذِهٖ (م)	یہ (مؤنّث)
اُخْتٌ	بہن	حُلْوٌ	میٹھا
فَاسِقٌ	بدکار	جَيِّدٌ	عمدہ
قَبِيْحٌ	برا۔ بدصورت	جَهَنَّمُ (غ۔س)	دوزخ
دَارٌ (س)	گھر	عَرِيْسٌ	دلہا
كَبِيْرٌ	بڑا	عَرُوْسٌ	دلہن

صَغِيْرٌ	چھوٹا	شَدِيْدٌ	سخت
هٰذَا (م)	یہ (مذکّر)	سُوْقٌ (س)	بازار
صَادِقٌ	سچا	قَصِيْرٌ	چھوٹا، کوتاہ
كَاذِبٌ	جھوٹا	بَاكِسْتَانُ (غ۔س)	پاکستان
مُطْمَئِنٌّ	اطمینان والا	عَيْنٌ (س)	آنکھ، چشمہ / کنواں
اَلَّذِيْنَ (م)	جو کہ (جمع مذکّر)	نَجَّارٌ	بڑھئی
اَلَّتِيْ (م)	جو کہ (جمع مؤنّث)	خَبَّازٌ	نانبائی
طَوِيْلٌ	لمبا	خَيَّاطٌ	درزی

عــــدد

(Number)

5:1 دوسری زبانوں میں عدد یعنی تعداد کے لحاظ سے اسم کی دو ہی قسمیں ہوتی ہیں، ایک کے لیے واحد یا مفرد اور دو یا دو سے زیادہ کے لیے جمع۔ لیکن عربی میں جمع تین سے شروع ہوتی ہے۔ اور دو کے لیے الگ اسم اور فعل استعمال ہوتے ہیں۔ اس دو کے صیغے کو "**مثنّٰی**" کہتے ہیں۔ اس طرح عربی میں عدد کے لحاظ سے اسم کی تین قسمیں ہیں، واحد، ثنّٰی اور جمع۔ کسی اسم کو واحد سے ثنّٰی یا جمع بنانے کے لیے کچھ قاعدے ہیں جن کا اس سبق میں ہم مطالعہ کریں گے۔

5:2 **واحد سے مثنی بنانے کا قاعدہ**: اس سلسلے میں پہلی بات یہ نوٹ کرلیں کہ اسم خواہ مذکّر ہو یا مؤنّث، دونوں کے ثنّٰی بنانے کا ایک ہی قاعدہ ہے اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ حالتِ رفع میں واحد اسم کے آخری حرف پر زبر (ـَ) لگا کر اس کے آگے الف اور نونِ مکسورہ یعنی (ـَانِ) کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً **مُسْلِمٌ** سے **مُسْلِمَانِ**، **مُسْلِمَةٌ** سے **مُسْلِمَتَانِ**۔ جبکہ حالتِ نصب اور جر میں واحد اسم کے آخری حرف پر زبر (ـَ) لگا کر اس کے آگے یائے ساکن اور نونِ مکسورہ یعنی (ـَيْنِ) کا اضافہ کرتے ہیں جیسے **مُسْلِمٌ** سے **مُسْلِمَيْنِ**، **مُسْلِمَةٌ** سے **مُسْلِمَتَيْنِ**۔ اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

واحد	مثنّٰی		
	رفع ـَانِ	نصب ـَيْنِ	جر ـَيْنِ
كِتَابٌ	كِتَابَانِ	كِتَابَيْنِ	كِتَابَيْنِ
جَنَّةٌ	جَنَّتَانِ	جَنَّتَيْنِ	جَنَّتَيْنِ
مُسْلِمٌ	مُسْلِمَانِ	مُسْلِمَيْنِ	مُسْلِمَيْنِ
مُسْلِمَةٌ	مُسْلِمَتَانِ	مُسْلِمَتَيْنِ	مُسْلِمَتَيْنِ

5:3 **جمع کی اقسام**: عربی زبان میں جمع دو طرح کی ہوتی ہے، جمع سالم اور جمع مکسر۔ جمع سالم میں واحد لفظ جوں کا توں موجود رہتا ہے اور اس کے آخر پر کچھ حروف کا اضافہ کرکے جمع بنالیتے ہیں۔ جس طرح انگریزی میں واحد لفظ

کے آخر میں s یا es بڑھا کر جمع بناتے ہیں۔ مگر جس طرح انگریزی میں تمام اسماء کی جمع اس قاعدے کے مطابق نہیں بنتی بلکہ کچھ کی مختلف بھی ہوتی ہے، مثلاً His کی جمع Their ہے، اسی طرح عربی میں بھی تمام اسماء کی جمع سالم نہیں بنتی بلکہ کچھ اسماء کی جمع اس طرح آتی ہے کہ یا تو واحد لفظ کے حروف تتر بتر ہو جاتے ہیں یا بالکل تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً عَبْدٌ (غلام، بندہ) کی جمع عِبَادٌ اور اِمْرَأَةٌ کی جمع نِسَاءٌ ہے۔ ان کو جمع مکسر کہتے ہیں۔ مکسر کے معنی ہیں "توڑا ہوا" کیوں کہ اس میں واحد لفظ کے حروف کی ترتیب ٹوٹ جاتی ہے۔ اس لیے انہیں جمع مکسر کہتے ہیں۔ اب ہم جمع سالم بنانے کا قاعدہ سمجھتے ہیں لیکن پہلے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ واحد سے مثنّٰی بنانے کا قاعدہ مذکّر اور مؤنّث دونوں کے لیے ایک ہی ہے لیکن واحد سے جمع سالم بنانے کا قاعدہ مذکّر کے لیے الگ ہے اور مؤنّث کے لیے الگ۔

5:4 **جمع مذکّر سالم بنانے کا قاعدہ:** حالتِ رفع میں واحد اسم کے آخری حرف پر ایک پیش (ـُ) لگا کر اس کے آگے واوِ ساکن اور نونِ مفتوحہ یعنی (ـُوْنَ) کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُوْنَ۔ جب کہ حالتِ نصب اور جر میں واحد اسم کے آخری حرف پر زیر (ـِ) لگا کر اس کے آگے یائے ساکن اور نونِ مفتوحہ یعنی (ـِيْنَ) کا اضافہ کرتے ہیں۔ جیسے مُسْلِمٌ سے مُسْلِمِيْنَ۔ اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

واحد	جمع مذکّر سالم		
	رفع	نصب	جر
	ـُوْنَ	ـِيْنَ	ـِيْنَ
مُسْلِمٌ	مُسْلِمُوْنَ	مُسْلِمِيْنَ	مُسْلِمِيْنَ
نَجَّارٌ	نَجَّارُوْنَ	نَجَّارِيْنَ	نَجَّارِيْنَ
خَيَّاطٌ	خَيَّاطُوْنَ	خَيَّاطِيْنَ	خَيَّاطِيْنَ
فَاسِقٌ	فَاسِقُوْنَ	فَاسِقِيْنَ	فَاسِقِيْنَ

5:5 **جمع مؤنّث سالم بنانے کا قاعدہ:** اس قاعدے کے تحت ایسے مؤنث اسماء کی جمع سالم بنتی ہے جن کے آخر میں تائے مربوطہ آتی ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ تائے مربوطہ گرا کر حالتِ رفع میں اسم کے آگے (اتٌ) کا اضافہ کرتے ہیں جبکہ حالتِ نصب اور جر میں (اتٍ) کا اضافہ کرتے ہیں۔ جیسے مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَاتٌ اور مُسْلِمَاتٍ۔ اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

واحد	جمع مؤنث سالم		
	رفع	نصب	جر
	اتٌ	اتِ	اتِ
مُسْلِمَةٌ	مُسْلِمَاتٌ	مُسْلِمَاتِ	مُسْلِمَاتِ
نَجَّارَةٌ	نَجَّارَاتٌ	نَجَّارَاتِ	نَجَّارَاتِ
فَاسِقَةٌ	فَاسِقَاتٌ	فَاسِقَاتِ	فَاسِقَاتِ

5:6 **جمع مکسّر**: جمع مکسر بنانے کا کوئی قاعدہ نہیں ہے، البتہ اس کے 50 کے قریب اوزان ہیں۔ انہیں یاد کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے اب ذخیرۂ الفاظ میں ہم واحد کے سامنے ان کی جمع مکسر لکھ دیا کریں گے تاکہ آپ انہیں یاد کرلیں۔ جمع مکسر زیادہ تر منصرف ہوتی ہیں لیکن کچھ غیر منصرف بھی ہوتی ہیں۔ ان کی سادہ سی پہچان یہ ہے کہ آخری حرف پر اگر دو پیش (ـٌ) ہوں تو انہیں منصرف سمجھیں اور اگر ایک پیش (ـُ) ہو تو انہیں غیر منصرف سمجھیں۔

5:7 **صورت اعراب**: پیراگراف نمبر 2:3 (یعنی سبق نمبر 2 کے تیسرے پیراگراف) میں آپ کو بتایا تھا کہ عربی عبارت میں اسم کی حالت کو پہچاننے کی علامات یعنی صورتِ اِعراب ایک سے زیادہ ہیں۔ اب آپ نوٹ کرلیں کہ آپ نے تمام صورتِ اِعراب پڑھ لی ہیں جو کہ کل پانچ ہیں۔ انہیں ہم دوبارہ یکجا کرکے دے رہے ہیں تاکہ آپ انہیں ذہن نشین کرلیں۔

	صورتِ اعراب			کس قسم کے اسماء اس صورت میں آتے ہیں
	رفع	نصب	جر	
1	ـٌ	ـً	ـٍ	منصرف۔ واحد اور جمع مکسر (مذکر و مؤنث)
2	ـُ	ـَ	ـَ	غیر منصرف۔ واحد اور جمع مکسر (مذکر و مؤنث)
3	ـَانِ	ـَيْنِ	ـَيْنِ	صرف مثنّٰی (مذکر و مؤنث)
4	ـُوْنَ	ـِيْنَ	ـِيْنَ	صرف جمع مذکر سالم
5	ـَاتٌ	ـَاتِ	ـَاتِ	صرف جمع مؤنث سالم

مذکورہ بالا نقشہ میں پہلی دو صورتِ اعراب کو "اِعراب بالحرکۃ" کہتے ہیں، اس لیے کہ یہ تبدیلی زبر، زیر، پیش یعنی

حرکات کی تبدیلی سے ہوتی ہے، جب کہ آخری تین صورتِ اعراب کو "اِعراب بالحروف" کہتے ہیں۔

5:8 گزشتہ سبق میں ہم نے اسم کی گردان کی، تو ایک لفظ کی چھ شکلیں بنی تھیں، لیکن اب ہم نے واحد کا مثنّیٰ اور جمع بھی بنانا ہے اس لیے ایک لفظ کی اب اٹھارہ شکلیں ہوں گی، البتہ مذکّر غیر حقیقی کا مؤنّث نہیں آئے گا اور مؤنّث غیر حقیقی کا مذکّر نہیں آئے گا، اس لیے ان کی نو، نو شکلیں ہوں گی۔ مثال کے طور پر ہم ایک لفظ مُسْلِمٌ لیتے ہیں۔ اس کا مؤنّث بھی بنانا ہے۔ اس لیے اس کی اٹھارہ شکلیں بنائیں گے۔ دوسرا لفظ کِتَابٌ لیتے ہیں۔ یہ مذکّر غیر حقیقی ہے۔ اس کا مؤنّث نہیں آئے گا، اس لیے اس کی نو شکلیں ہوں گی اور اس کی جمع مکسر کُتُبٌ آتی ہے۔ تیسرا لفظ جَنَّةٌ لیتے ہیں۔ یہ مؤنّث غیر حقیقی ہے۔ اس کا مذکّر نہیں آئے گا، اس لیے اس کی بھی نو شکلیں ہوں گی۔ تینوں الفاظ کے اسماء کی گردانیں مندرجہ ذیل ہیں:

		حالتِ رفع	حالتِ نصب	حالتِ جر
مذکر	واحد	مُسْلِمٌ	مُسْلِمًا	مُسْلِمٍ
	مثنّیٰ	مُسْلِمَانِ	مُسْلِمَيْنِ	مُسْلِمَيْنِ
	جمع	مُسْلِمُوْنَ	مُسْلِمِيْنَ	مُسْلِمِيْنَ
مؤنّث	واحد	مُسْلِمَةٌ	مُسْلِمَةً	مُسْلِمَةٍ
	مثنّیٰ	مُسْلِمَتَانِ	مُسْلِمَتَيْنِ	مُسْلِمَتَيْنِ
	جمع	مُسْلِمَاتٌ	مُسْلِمَاتٍ	مُسْلِمَاتٍ
مذکّر غیر حقیقی	واحد	كِتَابٌ	كِتَابًا	كِتَابٍ
	مثنّیٰ	كِتَابَانِ	كِتَابَيْنِ	كِتَابَيْنِ
	جمع	كُتُبٌ	كُتُبًا	كُتُبٍ
مؤنّث غیر حقیقی	واحد	جَنَّةٌ	جَنَّةً	جَنَّةٍ
	مثنّیٰ	جَنَّتَانِ	جَنَّتَيْنِ	جَنَّتَيْنِ
	جمع	جَنَّاتٌ	جَنَّاتٍ	جَنَّاتٍ

مشق نمبر - 4 (الف)

مندرجہ ذیل الفاظ کے مؤنّث بنائیں اور اسم کی گردان کریں۔

i) مُؤْمِنٌ ii) مُشْرِكٌ

iii) صَادِقٌ iv) كَاذِبٌ

v) جَاهِلٌ (ج جُهلَاءُ) vi) عَالِمٌ (ج عُلَمَاءُ)

مشق نمبر - 4 (ب)

مندرجہ ذیل الفاظ مذکر غیر حقیقی ہیں۔ ان کے معانی اور جمع مکسر یاد کرلیں پھر اسم کی گردان کریں۔

مَسْجِدٌ	(ج مَسَاجِدُ)	مسجد	مَقْعَدٌ	(ج مَقَاعِدُ)	بینچ
ذَنْبٌ	(ج ذُنُوبٌ)	گناہ	رَأْسٌ	(ج رُؤُوسٌ)	سر
نَهْرٌ	(ج أَنْهَارٌ)	نہر	وَلِيٌّ	(ج أَوْلِيَاءُ)	دوست
قَلْبٌ	(ج قُلُوبٌ)	دل	دَرْسٌ	(ج دُرُوسٌ)	سبق

مشق نمبر - 4 (ج)

مندرجہ ذیل الفاظ مؤنّث غیر حقیقی ہیں۔ اِن کے معانی یاد کریں۔ جن کے آگے جمع مکسّر دی گئی ہے، ان کے علاوہ باقی الفاظ کی جمع سالم بنے گی۔ پھر تمام اسماء کی گردان کریں۔

أُذُنٌ	(ج آذَانٌ)	کان	رِجْلٌ	(ج أَرْجُلٌ)	پاؤں
آيَةٌ		نشانی	بَيِّنَةٌ		واضح دلیل - کھلی نشانی
سَيِّئَةٌ		برائی	سَيَّارَةٌ		موٹر
سُوقٌ	(ج أَسْوَاقٌ)	بازار	نَفْسٌ	(ج أَنْفُسٌ)	جان

ضروری ہدایات:

اس سبق میں ایک لفظ کی آپ 18 شکلیں بنا رہے ہیں۔ اس کے بعد اگلے سبق میں ایک لفظ کی آپ ان شاء اللہ 36 شکلیں بنائیں گے۔ اس مرحلہ پر اکثر طلبہ اس کو بے مقصد مشقت سمجھ کر بد دلی کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان مشقوں میں دلچسپی نہیں لیتے۔ اس لیے ضروری ہے کہ آپ اس کا مقصد سمجھ لیں۔

آگے چل کر مرکبات اور جملوں میں کوئی اسم استعمال کرتے وقت آپ کو اسے چاروں پہلوؤں سے قواعد کے مطابق بنانا ہو گا۔ فرض کریں لفظ **مُسْلِمٌ** کو حالتِ رفع میں، مؤنث، جمع اور معرفہ استعمال کرنا ہے۔ اب اگر آپ اس طرح کریں گے کہ پہلے **مُسْلِمٌ** کی مؤنث **مُسْلِمَةٌ** بنائیں، پھر اس کی جمع **مُسْلِمَاتٌ** بنائیں، پھر اس کا معرفہ **اَلْمُسْلِمَاتُ** بنائیں، تو اندازہ کریں کہ اس پر آپ کا کتنا وقت خرچ ہو گا۔

ان مشقوں کا مقصد آپ کے ذہن میں یہ صلاحیت پیدا کرنا ہے کہ لفظ **مُسْلِمٌ** کے مذکورہ چاروں پہلوؤں کے حوالے سے جب آپ سوچیں تو ذہن میں براہ راست **اَلْمُسْلِمَاتُ** کا لفظ آئے۔ اس مرحلہ پر جو طلبہ دلچسپی اور توجہ سے یہ مشقیں کر لیں گے ان میں ان شاء اللہ یہ صلاحیت پیدا ہو جائے گی اور آگے چل کر ان کی بہت سی محنت اور وقت بچ جائے گا۔

اسم بلحاظ وسعت
(Kind)

6:1 وسعت کے لحاظ سے اسم دو طرح کا ہوتا ہے۔ (i) اسم نکرہ (Common noun) اور (ii) اسم معرفہ (Proper noun)۔ اسم نکرہ ایسے اسم کو کہتے ہیں جو کسی عام چیز پر بولا جائے۔ جیسے اردو میں ہم کہتے ہیں "ایک لڑکا آیا"۔ اب یہاں اسم "لڑکا" نکرہ ہے۔ اردو میں اسم نکرہ کی کچھ علامتیں ہیں، مثلاً "ایک"، "کوئی"، "کچھ"، "بعض"، "چند" وغیرہ۔ اس کے برعکس انگریزی میں لفظ "The" معرفہ کی علامت ہے۔ چنانچہ انگریزی میں "Boy" اسم نکرہ ہے اور اس کا مطلب ہے "کوئی لڑکا" جبکہ "The Boy" اسم معرفہ ہے اور اس کا مطلب ہے "لڑکا" یعنی ایسا مخصوص لڑکا جو بات کرنے والوں کے ذہن میں موجود ہے یا گفتگو کے دوران جس کا ذکر آچکا ہے۔

6:2 عربی میں اسم نکرہ کی علامت یہ ہے کہ اسم نکرہ کے آخری حرف پر بالعموم تنوین آتی ہے، مثلاً "Man" یا "کوئی مرد" کا عربی ترجمہ ہوگا "رَجُلٌ"، "رَجُلاً" یا "رَجُلٍ" اور اسم معرفہ کی ایک عام علامت یہ ہے کہ اس کے شروع میں لام تعریف یعنی "اَلْ" کا اضافہ کرتے ہیں اور آخری حرف سے تنوین ختم کر دیتے ہیں، مثلاً "The Man" یا "مرد" کا عربی ترجمہ ہوگا "اَلرَّجُلُ"، "اَلرَّجُلَ" یا "اَلرَّجُلِ"۔

6:3 اسم نکرہ کی کئی قسمیں ہیں لیکن فی الحال آپ کو تمام اقسام یاد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں دو اُصول یاد کرلیں۔ اوّل یہ کہ جو بھی اسم معرفہ نہیں ہوگا اسے نکرہ مانا جائے گا۔ دوئم یہ کہ اسم نکرہ کے آخر میں عام طور پر تنوین آتی ہے۔ گنتی کے صرف چند الفاظ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ کچھ نام ایسے ہیں جو کسی کے نام ہونے کی وجہ سے معرفہ ہوتے ہیں لیکن ان کے آخر میں تنوین بھی آجاتی ہے۔ جیسے مُحَمَّدٌ، زَیْدٌ وغیرہ اور ان کے درمیان تمیز کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ اسم نکرہ کی صرف دو قسمیں جو زیادہ استعمال ہوتی ہیں انہیں ذہن نشین کرلیں۔ ایک قسم "اسم ذات" ہے جو کسی جاندار یا بے جان چیز کی جنس کا نام ہو جیسے اِنْسَانٌ (انسان)، فَرَسٌ (گھوڑا) یا حَجَرٌ (پتھر) وغیرہ۔ دوسری قسم "اسم صفت" ہے جو کسی چیز کی کوئی صفت ظاہر کرے۔ جیسے حَسَنٌ (اچھا، خوبصورت)، طَیِّبٌ (اچھا، پاک) یا سَھْلٌ (آسان) وغیرہ۔

6:4 فی الحال اسم معرفہ کی پانچ قسمیں ذہن نشین کرلیں:

i) **اسم عَلَم**: یعنی وہ الفاظ جو کسی اسم ذات کی پہچان کے لیے اس کے نام کے طور پر استعمال ہوتے ہیں، جیسے ایک انسان کی پہچان کے لیے حَامِدٌ، ایک شہر کی پہچان کے لیے بَغْدَادُ وغیرہ۔

ii) **اسمِ ضمیر**: یعنی وہ الفاظ جو کسی نام کی جگہ استعمال ہوتے ہیں جیسے اردو میں ہم اس طرح نہیں کہتے کہ "حامد کالج سے آیا اور حامد بہت خوش تھا"، بلکہ یوں کہتے ہیں کہ "حامد کالج سے آیا اور وہ بہت خوش تھا"۔ یہاں لفظ "وہ" اسمِ ضمیر ہے۔ یہ حامد کے لیے استعمال ہوا ہے اس لیے معرفہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام ضمیریں معرفہ ہوتی ہیں۔ عربی میں اس کی مثالیں یہ ہیں۔ هُوَ (وہ)، اَنْتَ (تو)، اَنَا (میں) وغیرہ۔

iii) **اسمِ اشارہ**: یعنی وہ الفاظ جو کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں جیسے هٰذَا (یہ۔ مذکّر)، ذٰلِكَ (وہ۔ مذکّر)۔ ذہن میں یہ بات واضح کرلیں کہ جب کسی چیز کی طرف اشارہ کر دیا جاتا ہے تو وہ کوئی عام چیز نہیں رہتی بلکہ خاص ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اسمائے اشارہ معرفہ ہیں۔

iv) **اسمِ موصول**: وہ اسم جو اگلی بات کو پچھلی بات سے ملانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں جیسے اَلَّذِیْ (جو کہ۔ مذکّر)، اَلَّتِیْ (جو کہ۔ مؤنّث)۔ اسمائے موصولہ بھی معرفہ ہوتے ہیں۔

v) **معرَّف باللّام**: یعنی لام سے معرفہ بنایا ہوا۔ جب کسی نکرہ اسم کو معرفہ کے طور پر استعمال کرنا ہوتا ہے تو عربی میں اس سے پہلے "الف لام (اَلْ)" لگا دیتے ہیں، جسے لامِ تعریف کہتے ہیں جیسے فَرَسٌ کے معنی ہیں کوئی گھوڑا لیکن اَلْفَرَسُ کے معنی ہیں مخصوص گھوڑا، اَلرَّجُلُ (مخصوص مرد)۔

6:5 کسی نکرہ اسم کو معرفہ بنانے کے لیے جب اس پر لامِ تعریف داخل کرتے ہیں تو پھر اُس لفظ کے استعمال میں چند قواعد کا خیال کرنا ہوتا ہے۔ فی الحال ان میں سے دو قواعد آپ ذہن نشین کرلیں، باقی قواعد اِن شاء اللہ آئندہ اسباق میں بتائے جائیں گے۔

پہلا قاعدہ: جب کسی اسمِ نکرہ پر لامِ تعریف داخل ہو گا تو وہ اس کی تنوین کو ساقط کر دے گا جیسے حالتِ نکرہ میں رَجُلٌ، فَرَسٌ وغیرہ کے آخری حرف پر تنوین ہے لیکن جب ان کو معرفہ بناتے ہیں تو یہ اَلرَّجُلُ، اَلْفَرَسُ ہو جاتے ہیں۔ اب ان کے آخری حرف پر تنوین ختم ہوگئی اور صرف ایک پیش رہ گیا۔ یہ بہت پکا قاعدہ ہے۔ اس لیے اس بات کو خوب اچھی طرح یاد کرلیں کہ معرف باللّام پر تنوین کبھی نہیں آئے گی۔

دوسرا قاعدہ: آپ نے نوٹ کیا ہو گا کہ بعض الفاظ میں لامِ تعریف کے ہمزہ کو لام پر جزم دے کر پڑھتے ہیں جیسے اَلْقَمَرُ، جبکہ بعض الفاظ میں لام کو نظر انداز کر کے ہمزہ کو براہِ راست اگلے حرف پر تشدید دے کر ملاتے ہیں، جیسے اَلشَّمْسُ۔ تو اب سمجھ لیجئے کچھ حروف ایسے ہیں جن سے شروع ہونے والے الفاظ پر جب لامِ تعریف داخل ہو گا تو اَلْقَمَرُ کے قاعدہ کا اطلاق ہو گا۔ اس لیے ایسے حروف کو حروفِ قمری کہتے ہیں جبکہ جن حروف سے شروع ہونے والے

الفاظ پر اَلشَّمْسُ کے قاعدہ کا اطلاق ہوتا ہے انہیں حروفِ شمسی کہتے ہیں۔ آپ کو یاد کرنا ہوگا کہ کون سے حروف شمسی اور کون سے قمری ہیں، اور اس کی ترکیب بہت آسان ہے۔ ایک کاغذ پر عربی کے حروفِ تہجی لکھ لیں۔ پھر د ذ سے ط ظ تک تمام حروف Underline کرلیں۔ ان سے قبل کے دو حروف ت ث اور بعد کے دو حروف ل ن کو بھی انڈر لائن کرلیں۔ یہ سب حروفِ شمسی ہیں۔ باقی تمام حروف قمری☆ ہیں۔

یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ مذکورہ بالا قاعدہ حقیقتاً عربی گرامر کا نہیں بلکہ عربی تجوید کا قاعدہ ہے لیکن عربی زبان کو درست طریقہ پر بولنے اور لکھنے کے لیے اس کا علم بھی ضروری ہے۔

6:6 پیراگراف 3:3 میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ غیر منصرف اسماء حالتِ جری میں زیر قبول نہیں کرتے۔ جیسے مَسَاجِدُ حالتِ نصبی میں مَسَاجِدَ ہوجائے گا لیکن حالتِ جری میں مَسَاجِدِ نہیں ہوگا بلکہ مَسَاجِدَ ہی رہے گا۔ اس اصول کے دو استثناء ہیں۔ اوّل یہ کہ غیر منصرف اسم جب معرّف باللّام ہوتا ہے تو حالتِ جری میں زیر قبول کرلیتا ہے جیسے اَلْمَسَاجِدُ سے حالتِ نصبی میں اَلْمَسَاجِدَ ہوگا اور حالتِ جری میں اَلْمَسَاجِدِ ہوجائے گا۔ دوسرا استثناء اِن شاء اللہ ہم آئندہ اسباق میں پڑھیں گے۔

مشق نمبر - 5

مشق نمبر4 (الف) میں جتنے الفاظ دیئے گئے ہیں ان کی اب 36 شکلیں بنائیں۔ یعنی 18 شکلیں نکرہ کی اور 18 شکلیں معرفہ کی۔ اس کے علاوہ مشق نمبر4 (ب) اور (ج) میں دیئے گئے الفاظ کی معرفہ اور نکرہ کی جتنی شکلیں بن سکتی ہیں ان کے اسم کی گردان کریں۔

☆ "خوفِ حق اِک عجب غم ہے"۔ اس جملہ میں آنے والے تمام حروف قمری ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر حروف شمسی ہیں۔

مرکبّات

(Compounds)

7:1 پیراگراف 1:8 میں ہم نے پڑھا تھا کہ اسم کے درست استعمال کے لیے چار پہلوؤں سے اس کا جائزہ لے کر اسے قواعد کے مطابق استعمال کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ گذشتہ اسباق میں ہم نے سمجھ لیا کہ اسم کے مذکورہ چار پہلو کیا ہیں اور اس سلسلہ میں کچھ مشق بھی کرلی۔ اب تک ہماری تمام مشقیں مفرد الفاظ پر مشتمل تھیں۔ یہی مفرد الفاظ جب دو یا دو سے زیادہ تعداد میں باہم ملتے ہیں تو بامعنی مرکبات اور جملے وجود میں آتے ہیں۔ ہمارے اگلے اسباق انہی کے متعلق ہوں گے۔ اس سبق میں ہم دو الفاظ کو ملا کر لکھنے کی کچھ مشق کریں گے۔

7:2 آگے بڑھنے سے پہلے مناسب ہے کہ ہم ایک ضروری بات ذہن نشین کرلیں۔ "مفرد" کی اصطلاح دو مفہوم میں استعمال ہوتی ہے۔ جب کسی اسم کے عدد کے پہلو پر بات ہو رہی ہو تو جمع اور مثنّٰی کے مقابلہ میں واحد لفظ کو بھی مفرد کہتے ہیں لیکن اس کے لیے زیادہ تر واحد کی اصطلاح ہی مستعمل ہے۔ دوسری طرف کسی مرکب یا جملہ میں استعمال شدہ متعدد الفاظ میں سے کسی تنہا لفظ کی بات ہو تو اسے بھی "مفرد" کہتے ہیں اور یہاں پر ہم نے مفرد کا لفظ اسی مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ اب دو مفرد الفاظ کو ملا کر لکھنے کی مشق کرنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ ہم مرکبات اور ان کی اقسام کے متعلق کچھ باتیں سمجھ لیں۔

7:3 دو یا دو سے زیادہ مفرد الفاظ کے آپس کے تعلق کو ترکیب کہتے ہیں اور ان کے مجموعے کو مرکب۔ جیسے سمندر مفرد لفظ ہے اور گہرا بھی مفرد لفظ ہے۔ جب ان دونوں الفاظ کو ملایا جاتا ہے تو ایک بامعنی فقرہ بن جاتا ہے "گہرا سمندر" اسے مرکب کہیں گے۔ چنانچہ دو یا دو سے زیادہ الفاظ پر مشتمل بامعنی فقرہ کو مرکب کہا جاتا ہے اور یہ ابتداءً دو قسموں میں تقسیم ہوتا ہے، مرکبِ ناقص اور جملہ۔

7:4 مرکبِ ناقص ایسا مرکب ہے جس کے سننے سے نہ کوئی خبر معلوم ہو نہ کوئی حکم سمجھا جائے اور نہ کسی خواہش کا اظہار ہو بلکہ بات ادھوری رہے، جیسے ایک سخت عذاب، اللہ کا رسول وغیرہ۔ مرکبِ ناقص کی کئی اقسام ہیں، جیسے مرکبِ عطفی، مرکبِ توصیفی، مرکبِ اضافی، مرکبِ جاری، مرکبِ اشاری، مرکب عددی وغیرہ۔ آئندہ اسباق میں اِن شاء اللہ ہم ان کی تفصیلات اور قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

7:5 جب دو یا دو سے زائد الفاظ کے مرکب سے کوئی خبر معلوم ہو یا کوئی حکم سامنے آئے یا کسی خواہش کا اظہار ہو تو

ایسے مرکب کو جملہ کہتے ہیں۔ جیسے "مسجد کشادہ ہے"۔ اس میں مسجد سے متعلق خبر معلوم ہوئی کہ وہ کشادہ ہے۔ یا "کتاب پڑھو" اس میں کتاب پڑھنے کا حکم سامنے آیا۔ اسی طرح "اے ہمارے رب ہماری مغفرت فرمادے" اس میں خواہش کا اظہار ہے۔ یہ تمام جملے ہیں۔ جملے دو قسم کے ہوتے ہیں، جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ۔ عربی میں ان کی شناخت بہت آسان ہے۔ جس جملہ کی ابتداء کسی اسم سے ہو رہی ہو اسے جملہ اسمیہ کہتے ہیں اور جس جملہ کی ابتدا کسی فعل سے ہو رہی ہو اسے جملہ فعلیہ کہتے ہیں۔ گرامر کی اصطلاح میں جملہ کو مرکبِ تام بھی کہتے ہیں۔

7:6 **مرکبِ عطفی**: یہ ایسا مرکب ہے جس میں دو مفرد اسماء کے درمیان حرفِ عطف آتا ہے۔ اس سبق میں ہم دو حروفِ عطف پڑھیں گے یعنی وَ (اور) اور اَوْ (یا)۔ **شَمْسٌ وَّ قَمَرٌ** (ایک سورج اور ایک چاند) اور **دَارٌ اَوْ مَسْجِدٌ** (ایک گھر یا ایک مسجد) مرکبِ عطفی کی مثالیں ہیں۔

7:7 **یرملون کا قاعدہ**: یہ قاعدہ اصلاً تو تجوید کا ہے لیکن مرکبات کو صحیح طریقہ سے لکھنے اور پڑھنے کے لیے گرامر کے طلبہ کے لیے بھی اس کا علم ضروری ہے۔ پہلے آپ ان دو مرکبات پر غور کریں۔ (i) **اِبْرَاهِيْمُ وَ اِسْمَاعِيْلُ** (ابراہیم اور اسماعیل) (ii) **شَاكِرٌ وَّعَادِلٌ** (ایک شکر کرنے والا اور ایک عدل کرنے والا)۔ دیکھئے پہلے مرکب میں اِبْرَاهِيْمُ کی 'م' کو 'و' کے ساتھ مدغم نہیں کیا گیا لہٰذا دونوں لفظ الگ الگ پڑھے جا رہے ہیں۔ دوسرے مرکب میں شَاكِرٌ کی 'ر' کو 'و' کے ساتھ مدغم کر دیا گیا ہے، اسی لیے 'و' پر تشدید ہے اور دونوں لفظ ملا کر پڑھے جائیں گے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا قاعدہ ہے جس کے تحت کچھ الفاظ ما قبل سے ملا کر پڑھے جاتے ہیں اور کچھ الگ الگ۔ یاد کر لیجئے کہ جو الفاظ ر، ل، م، ن، و یا ی سے شروع ہوتے ہیں انہیں ما قبل سے ملا کر پڑھا جاتا ہے بشرطیکہ ما قبل نون ساکن یا نون تنوین ہو۔ ان حروفِ تہجّی کو یاد رکھنے کے لیے ان کی ترتیب بدل کر ایک لفظ "یرملون" بنا لیا گیا ہے اور مذکورہ بالا قاعدہ کو یرملون کا قاعدہ کہا جاتا ہے۔ یہ تجوید میں ادغام کا ایک قاعدہ ہے۔ مرکبِ عطفی کی مشق کرتے وقت اس قاعدہ کا بھی لحاظ رکھیں۔

7:8 **ہمزۃ الوصل کا قاعدہ**: ہمزۃ الوصل کے قاعدے کو سمجھنے کے لیے پہلے ان دو مرکبات پر غور کریں۔ **صَادِقٌ وَّحَسَنٌ** (ایک سچا اور ایک خوبصورت)، **اَلصَّادِقُ وَالْحَسَنُ** (سچا اور خوبصورت) پہلے مرکب میں وَ الگ پڑھا جا رہا ہے اور حَسَنٌ الگ لیکن دوسرے مرکب میں وَ کو آگے اَلْحَسَنُ سے ملا کر پڑھا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس لفظ پر لامِ تعریف لگا ہو وہ اپنے سے پہلے لفظ سے ملا کر پڑھا جاتا ہے۔ اور اِس صورت میں لامِ تعریف کا ہمزہ

(جسے عام طور پر ہم الف کہتے ہیں) لکھنے میں تو موجود رہتا ہے لیکن تلفظ میں گر جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس پر سے زبر کی حرکت ہٹادی جاتی ہے۔ چنانچہ وَاَلْحَسَنُ لکھنا اور پڑھنا غلط ہو گا بلکہ یہ وَالْحَسَنُ لکھا اور پڑھا جائے گا۔ اب یہ بھی یاد کرلیں کہ جو ہمزہ پہلے لفظ سے ملانے کی وجہ سے تلفظ میں گر جاتا ہے اسے "ہمزۃ الوصل" کہتے ہیں۔ چنانچہ لامِ تعریف کے ہمزہ کے علاوہ اِبْنٌ (بیٹا)، اِمْرَأَۃٌ (عورت) اور اِسْمٌ (نام) کے ہمزے بھی ہمزۃ الوصل ہیں۔

7:9 **ساکن حرف کو آگے ملانے کا قاعدہ**: اسی سلسلے میں ایک اور اُصول سمجھنے کے لیے دو اور مرکبات پر غور کریں۔ صَادِقٌ اَوْ کَاذِبٌ (ایک سچا یا ایک جھوٹا)، اَلصَّادِقُ اَوِ الْکَاذِبُ (سچا یا جھوٹا)۔ پہلے مرکب میں اَوْ (یا) کو آگے ملانا ضروری نہیں تھا اس لیے وہ اپنی اصلی حالت پر ہے اور واؤ پر سکون برقرار ہے۔ لیکن دوسرے مرکب میں اسے آگے ملانا ضروری تھا، کیوں کہ اگلے لفظ اَلْکَاذِبُ پر لامِ تعریف لگا ہوا ہے، اس لیے اَوْ کے واؤ کے سکون کی جگہ زیر آگئی۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ ہمزۃ الوصل سے پہلے لفظ کا آخری حرف اگر ساکن ہو تو اسے عموماً زیر دے کر آگے ملاتے ہیں۔ لفظ مِنْ (سے) اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے۔ اس کے نون کو زبر دے کر آگے ملاتے ہیں، جیسے مِنَ الْمَسْجِدِ (مسجد سے)۔

مشق نمبر - 6

ذیل میں دیئے گئے الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دی ہوئی عبارت کا عربی سے اردو اور اردو سے عربی ترجمہ کریں:

خُبْزٌ	روٹی	لَبَنٌ	دودھ
جَمَلٌ	اونٹ	فَرَسٌ	گھوڑا
نُسُكٌ	قربانی	طِيْبٌ	خوشبو
قَمَرٌ	چاند	سَهْلٌ	آسان
صَعْبٌ	دشوار	صَائِمٌ	روزہ رکھنے والا
مُتَصَدِّقٌ	صدقہ کرنے والا	قَانِتٌ	فرمانبرداری کرنے والا

اردو میں ترجمہ کریں

1. خُبْزٌ وَّ مَاءٌ
2. اَلْخُبْزُ وَ الْمَاءُ
3. لَبَنٌ اَوْ مَاءٌ
4. اَلْحَسَنُ اَوِ الْقَبِيْحُ
5. جَاهِلٌ وَّ عَالِمٌ
6. اَلْجَاهِلُ اَوِ الْعَالِمُ
7. اَلْجَاهِلُ وَ الظَّالِمُ
8. اَلْعَادِلُ اَوِ الظَّالِمُ
9. كِتَابٌ اَوْ دَرْسٌ
10. اَلْمَاءُ وَ الطِّيْبُ

عربی میں ترجمہ کریں

1. ایک گھر اور ایک بازار
2. گھر اور بازار
3. گھر یا بازار
4. جنت یا دوزخ
5. آگ یا پانی
6. آگ اور پانی
7. چاند اور سورج
8. کچھ آسان اور کچھ دشوار
9. دشوار یا آسان
10. کوئی بڑھئی یا کوئی درزی
11. ایک اونٹ اور ایک گھوڑا
12. کتاب اور سبق

قرآنی مثالیں

1. اَلْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ

الصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ

(الاحزاب:۳۵)

2. اَلْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (الحدید:۳)

3. ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى (آل عمران:۱۹۵)

4. صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا (البقرۃ:۲۸۲)

5. صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ (البقرۃ:۱۹۶)

6. هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى (البقرۃ:۱۱۱)

7. اَلذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ (البقرۃ:۶۱)

8. لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ (الحدید:۲۰)

9. اَلنَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (البقرۃ:۲۴)

10. غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا (النسآء:۱۳۵)

ضروری ہدایات:

آپ کے لیے ضروری ہے کہ عربی کے الفاظ یاد کرتے وقت ان کی حرکات وسکنات اور اعراب کو اچھی طرح ذہن نشین کر کے یاد کریں۔ خاص طور سے سہ حرفی الفاظ کے درمیانی حرف پر زیادہ توجہ دیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خُبْزٌ کو خُبَزٌ اور لَبَنٌ کو لَبْنٌ کہنا غلط ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ امتحان اور مشقوں میں جن عربی الفاظ کی حرکات وسکنات اور اعراب واضح نہیں ہوتے، ان کے نمبر کاٹ لیے جاتے ہیں۔

مرکبِ توصیفی (حصہ اوّل)

(Adjectival Compound-1)

8:1 گزشتہ سبق میں ہم نے مرکبات سمجھ لیے تھے اور یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ ان کی ایک قسم "مرکبِ ناقص" کی پھر متعدد اقسام ہیں۔ اب اس سبق میں ہم نے مرکبِ ناقص کی ایک قسم مرکبِ توصیفی کا مطالعہ کرنا ہے اور اس کے چند قواعد سمجھ کر اُن کی مشق کرنی ہے۔

8:2 مرکبِ توصیفی دو اسماء کا ایک ایسا مرکب ہے جس میں ایک اسم دوسرے اسم کی صفت بیان کرتا ہے مثلاً ہم کہتے ہیں "نیک مرد"۔ اس میں اسم "نیک" نے اسم "مرد" کی صفت بیان کی ہے۔ جس اسم کی صفت بیان کی جاتی ہے اسے موصوف کہتے ہیں۔ مذکورہ مثال میں "مرد" کی صفت بیان کی گئی ہے اس لیے وہ موصوف ہے۔ دوسرا اسم جو صفت بیان کرتا ہے اسے صفت کہتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ مثال میں "نیک" صفت ہے۔

8:3 انگریزی اور اردو میں مرکبِ توصیفی کا قاعدہ یہ ہے کہ ان میں صفت پہلے اور موصوف بعد میں آتا ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں: "Good boy" (اچھا لڑکا) اس میں "Good" (اچھا) پہلے آیا ہے جو صفت ہے اور "Boy" (لڑکا) بعد میں آیا ہے جو کہ موصوف ہے۔ لیکن عربی کے مرکبِ توصیفی میں معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے یعنی موصوف پہلے آتا ہے اور صفت بعد میں۔ اس لیے ترجمہ کرتے وقت اس کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ چنانچہ جب ہم "اچھا لڑکا" کا عربی میں ترجمہ کریں گے تو چونکہ عربی میں موصوف پہلے آتا ہے اس لیے پہلے "لڑکا" کا ترجمہ ہوگا جو کہ "اَلْوَلَدُ" ہوگا اور صفت "اچھا" کا بعد میں ترجمہ ہوگا جو "اَلْحَسَنُ" ہوگا۔ ان دونوں الفاظ کو جب ملا کر لکھا جائے گا تو یہ "اَلْوَلَدُ الْحَسَنُ" ہوگا۔ آپ نے نوٹ کر لیا ہوگا کہ ملا کر لکھنے سے اَلْحَسَنُ کے ہمزہ سے زبر ہٹ گئی۔ اس کی وجہ ہم گزشتہ سبق کے پیراگراف 7:8 میں بیان کر چکے ہیں۔

8:4 عربی میں مرکبِ توصیفی کا ایک اہم قاعدہ یہ ہے کہ اسم کے چاروں پہلوؤں کے لحاظ سے صفت ہمیشہ موصوف کے مطابق ہوگی یعنی (۱) موصوف اگر حالتِ رفع میں ہے تو صفت بھی حالتِ رفع میں ہوگی۔ (۲) موصوف اگر مذکّر ہے تو صفت بھی مذکّر ہوگی۔ (۳) موصوف اگر واحد ہے تو صفت بھی واحد ہوگی اور (۴) موصوف اگر معرفہ ہے تو صفت بھی معرفہ ہوگی۔ اس بات کو مزید سمجھنے کے لیے گزشتہ پیراگراف میں دی گئی مثال پر ایک بار پھر غور کریں۔ وہاں ہم نے "اچھا لڑکا" کا ترجمہ "اَلْوَلَدُ الْحَسَنُ" کیا تھا۔ اس میں موصوف "لڑکا" کے ساتھ "ایک" یا "کوئی" کی اضافت نہیں ہے

اس لیے یہ معرفہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا ترجمہ وَلَدٌ کے بجائے اَلْوَلَدُ ہو گا۔ اب دیکھئے موصوف "اَلْوَلَدُ" حالتِ رفع میں ہے، مذکّر ہے، واحد ہے اور معرفہ ہے، اس لیے اس کی صفت بھی چاروں پہلوؤں سے اس کے مطابق رکھی گئی ہے، یعنی حالتِ رفع میں واحد، مذکّر اور معرفہ رکھی گئی ہے۔

8:5 ہم نے یرملون کا قاعدہ پیراگراف 7:7 میں پڑھا تھا۔ اس کا اطلاق مرکبِ توصیفی میں بھی ہوتا ہے جب موصوف اور صفت نکرہ ہوتے ہیں۔ اگر صفت کا پہلا حرف یرملون میں سے ہو تو پھر موصوف اور صفت کے درمیان ادغام ہوتا ہے، جیسے رَجُلٌ رَّحِيْمٌ (ایک رحمدل مرد) اور مَسْجِدٌ وَّاسِعٌ (ایک کشادہ مسجد)۔

مشق نمبر - 7 (الف)

لفظ خَادِمٌ (خادم) کی 36 شکلوں میں ہر ایک کے ساتھ صفت صَالِحٌ (نیک) لگا کر 36 مرکبِ توصیفی بنائیں اور ہر ایک کا ترجمہ بھی لکھیں۔

مشق نمبر - 7 (ب)

ذیل میں دیئے گئے الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات کا عربی سے اردو اور اردو سے عربی ترجمہ کریں۔

مَلِكٌ (ج مُلُوْكٌ)	بادشاہ	عَادِلٌ	انصاف کرنے والا
فَوْزٌ	کامیابی	كَرِيْمٌ	بزرگ۔ سخی
لَحْمٌ	گوشت	عَظِيْمٌ	شاندار۔ بزرگی والا
مَلَكٌ (ج مَلَائِكَةٌ)	فرشتہ	طَرِيٌّ	تازہ
اِثْمٌ	گناہ	مُبِيْنٌ	واضح
اَجْرٌ	اجرت۔ بدلہ	قَلَمٌ (ج اَقْلَامٌ)	قلم
وَاسِعٌ	کشادہ	مُرٌّ	تلخ۔ کڑوا
قَلِيْلٌ	کم	شَفَاعَةٌ	شفاعت۔ سفارش

ثَمَنٌ	قیمت	كَثِيْرٌ	زیادہ
خَفِيْفٌ	ہلکا	حَمْلٌ	بوجھ
حَيٰوةٌ	زندگی	ثَقِيْلٌ	بھاری
تَمْرٌ	کھجور	طَيِّبٌ	اچھا۔ پاک
رُمَّانٌ	انار	تُفَّاحٌ	سیب
بَابٌ (ج اَبْوَابٌ)	دروازہ	مَالِحٌ یا مِلْحٌ	نمکین
صَعِيْدٌ	مٹی	نَاصِيَةٌ	پیشانی

اردو میں ترجمہ کریں

1. اَللّٰهُ الْعَظِيْمُ ________
2. اَلرَّسُوْلُ الْكَرِيْمُ ________
3. اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ ________
4. صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ________
5. قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ________
6. لَحْمٌ طَرِيٌّ ________
7. اَلْكِتٰبُ الْمُبِيْنُ ________
8. اَلْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ________
9. اَلثَّمَنُ الْقَلِيْلُ ________
10. عَذَابٌ شَدِيْدٌ ________
11. اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ________
12. شَفَاعَةٌ سَيِّئَةٌ ________
13. جَنَّتَانِ وَسِيْعَتَانِ ________
14. اَلصُّلْحُ الْجَمِيْلُ ________
15. دَرْسَانِ طَوِيْلَانِ ________
16. اَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ ________
17. اَلْمُؤْمِنُوْنَ الْمُفْلِحُوْنَ ________
18. اَلْاٰيَاتُ الْبَيِّنَاتُ ________

عربی میں ترجمہ کریں

1. ایک بزرگ رسول ________
2. تازہ گوشت ________
3. شاندار کامیابی ________
4. ایک ہلکا بوجھ ________
5. ایک شاندار بدلہ ________
6. زیادہ قیمت ________
7. ایک مطمئن دل ________
8. ایک واضح گناہ ________
9. کوئی دو کھلے راستے ________
10. بڑا بدلہ ________
11. مقدس زمین ________
12. پاک زندگی ________
13. نیک عمل ________
14. کچھ اچھی سفارشیں اور کچھ بری سفارشیں ________

قرآنی مثالیں

1. شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ (النور:۳۵) ________
2. عَيْنٌ جَارِيَةٌ (الغاشية:۱۲) ________
3. فَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ (النسآء:۱۹) ________
4. فَسَادٌ كَبِيْرٌ (الأنفال:۷۳) ________
5. اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ (فاطر:۱۰) ________
6. فَتْحٌ قَرِيْبٌ (الصف:۱۳) ________
7. رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ (الفتح:۲۵) ________
8. اَلْحَجِّ الْاَكْبَرِ (التوبة:۳) ________

9. صَعِيْدًا طَيِّبًا (النسآء:۴۳)

10. اِثْمًا عَظِيْمًا (النسآء:۴۸)

11. ضَلٰلًا بَعِيْدًا (النسآء:۶۰)

12. مُلْكًا كَبِيْرًا (الدھر:۲۰)

13. لَيْلًا طَوِيْلًا (الدھر:۲۶)

14. اَلْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ (ق:۱)

15. شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ (النسآء:۹۲)

16. جَنَّةٍ عَالِيَةٍ (الغاشية:۱۰)

17. عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ (القارعة:۷)

18. اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ (الطارق:۳)

19. نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ (العلق:۱۶)

20. اَلدِّيْنُ الْخَالِصُ (الزمر:۳)

مرکبِ توصیفی (حصہ دوم)
(Adjectival Compound-2)

9:1 گزشتہ سبق میں ہم نے مرکبِ توصیفی کے چند قواعد سمجھے تھے اور ان کی مشق کی تھی۔ اب ہم نے مرکبِ توصیفی کے ایک مزید قاعدے کے ساتھ لامِ تعریف کا ایک قاعدہ سمجھنا ہے۔ پھر ان کا اطلاق کرتے ہوئے ہم مرکبِ توصیفی کی کچھ مزید مشق کریں گے۔

9:2 مرکبِ توصیفی کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ موصوف اگر "غیر عاقل" کی جمع ہو تو اس کی صفت عام طور پر واحد مونث آتی ہے۔ یہاں یہ بات سمجھ لیں کہ انسان، جن اور فرشتے صرف تین مخلوقات "عاقل" ہیں۔ ان کے علاوہ باقی تمام مخلوقات غیر عاقل ہیں۔ چنانچہ قَلَمٌ غیر عاقل مخلوق ہے۔ اس کی جمع اَقْلَامٌ آتی ہے، اس لیے اس کی صفت واحد مؤنّث آئے گی، مثلاً "کچھ خوبصورت قلم" کا ترجمہ ہو گا اَقْلَامٌ جَمِيْلَةٌ۔

9:3 لامِ تعریف کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ معرف باللام سے پہلے والے لفظ کے آخری حرف پر اگر تنوین ہو تو نونِ تنوین کو ظاہر کر کے آگے ملاتے ہیں۔ جیسے اصل میں مرکبِ توصیفی تھا زَيْدٌ اَلْعَالِمُ (عالم زید)۔ جب زَيْدٌ کے نونِ تنوین کو ظاہر کریں گے تو یہ زَيْدُنْ اَلْعَالِمُ ہو جائے گا۔ اب اسے آگے ملانے کے لیے نون کا سکون ہٹا کر اسے زیر دے کر ملائیں۔ (دیکھیں پیراگراف 7:9) تو یہ ہو جائے گا زَيْدُنِ الْعَالِمُ۔ یاد رکھیں کہ نونِ تنوین باریک قلم سے لکھا جاتا ہے۔

مشق نمبر - 8 (الف)

i) معرّف باللّام کے متعلق اب تک جتنے قواعد آپ کو بتائے گئے ہیں، ان سب کو یکجا کر کے لکھیں اور زبانی یاد کریں۔

ii) مرکبِ توصیفی کے متعلق اب تک جتنے قواعد آپ کو بتائے گئے ہیں، ان سب کو یکجا کر کے لکھیں اور زبانی یاد کریں۔

مشق نمبر - 8 (ب)

ذیل میں دیئے گئے الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات کا عربی سے اردو اور اردو سے عربی ترجمہ کریں۔

يَوْمٌ (ج اَيَّامٌ)	دن	مَسْكَنٌ (ج مَسَاكِنُ)	گھر، ٹھکانہ
حِمَارٌ (ج حُمُرٌ)	گدھا	مُسْتَنْفِرٌ	بھاگنے والا
نُمْرُقٌ (ج نَمَارِقُ)	چھوٹا تکیہ	مَصْفُوْفَةٌ	صف بستہ، لائن سے

زَرَابِيَّةٌ (ج زَرَابِيُّ)	عمدہ گدا، غالیچہ	مَبْثُوْثَةٌ	پھیلے ہوئے، پراگندہ

اردو میں ترجمہ کریں

1. مُحَمَّدُنِ الرَّسُوْلُ

2. تُفَّاحٌ حُلْوٌ وَّ رُمَّانٌ مُّرٌّ

3. قَصْرٌ عَظِيْمٌ اَوْ بَيْتٌ صَغِيْرٌ

4. اَلرَّجُلُ الصَّالِحُ اَوِ الْمَلِكُ الْعَادِلُ

5. اَلْاَقْلَامُ الطَّوِيْلَةُ وَالْقَصِيْرَةُ

6. شَفَاعَةٌ حَسَنَةٌ اَوْ سَيِّئَةٌ

7. ثَمَرٌ حُلْوٌ وَّ ثَمَرٌ مُّرٌّ

8. اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ وَالرَّاضِيَةُ

9. اَبْوَابٌ وَّاسِعَةٌ اَوْ مُتَفَرِّقَةٌ

10. اَلثَّمَنُ الْقَلِيْلُ اَوِ الْكَثِيْرُ

عربی میں ترجمہ کریں

1. عالم محمود

2. ایک سچا بڑھئی اور ایک جھوٹا درزی

3. خوبصورت دلہا یا بدصورت دلہا

4. ایک نیک یا خوبصورت دلہن

5. اچھی باتیں اور عظیم باتیں

6. کچھ نیک اور بدکار عورتیں

7. شاندار اور بڑی کامیابی

8. ایک واضح کتاب اور ایک واضح نشانی

9. چھوٹا بچہ یا دو بڑی بچیاں

10. ایک طویل نماز یا کچھ پاک نمازیں

قرآنی مثالیں

1. صُحُفًا مُّطَهَّرَةً (البينة:٢)

2. اَلْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ (الحاقة:٢٤)

3. كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البينة:٣)

4. سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ (الغاشية:١٣)

5. اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ (الغاشية:١٤)

6. نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ (الغاشية:١٥)

7. زَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ (الغاشية:١٦)

8. حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ (المدثر:٥٠)

9. مَغَانِمَ كَثِيْرَةً (الفتح:١٩)

10. مَسٰكِنَ طَيِّبَةً (الصف:١٢)

جملہ اسمیہ (حصہ اوّل)
(Nominal Sentence-1)

10:1 پیراگراف 7:5 میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ دو یا دو سے زائد الفاظ کے ایسے مرکب کو جملہ کہتے ہیں جس سے کوئی خبر، حکم یا خواہش سامنے آئے اور بات پوری ہو جائے۔ جس جملہ کی ابتدا اسم سے ہو اسے جملہ اسمیہ کہتے ہیں۔ اب یہ بات بھی سمجھ لیں کہ ایک جملہ کے کچھ اجزاء ہوتے ہیں۔ اس وقت ہم جملہ اسمیہ کے دو بڑے اجزاء کو پہلے غیر اصطلاحی انداز میں سمجھیں گے اور بعد میں متعلقہ اصطلاحات کا ذکر کریں گے۔

10:2 ہم نے ایک جملہ کی مثال دی تھی کہ "مسجد کشادہ ہے"۔ اب اگر آپ اس جملہ پر غور کریں گے تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اس کے دو جز ہیں۔ ایک جز ہے "مسجد" جس کے متعلق بات کہی جا رہی ہے اور دوسرا جز ہے "کشادہ ہے" یعنی وہ بات جو کہی جا رہی ہے۔ انگریزی میں جس کے متعلق کوئی بات کہی جائے اسے Subject کہتے ہیں اور جو بات کہی جا رہی ہو اسے Predicate کہتے ہیں۔

10:3 عربی میں بھی جملہ کے بڑے اجزاء دو ہی ہوتے ہیں۔ جس کے متعلق بات کہی جا رہی ہو یعنی Subject، اس کو عربی قواعد میں "مبتدا" کہتے ہیں اور جو بات کہی جا رہی ہو یعنی Predicate، اس کو "خبر" کہتے ہیں۔

10:4 اردو اور عربی دونوں کے جملہ اسمیہ میں عام طور پر مبتدا پہلے آتا ہے اور خبر بعد میں آتی ہے۔ چنانچہ ترجمہ کرتے وقت اس ترتیب کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً "مسجد کشادہ ہے" کا جب ہم عربی میں ترجمہ کریں گے تو مبتدا یعنی "مسجد" کا ترجمہ پہلے اور خبر یعنی "کشادہ ہے" کا ترجمہ بعد میں کریں گے۔

10:5 جملہ اسمیہ کے سلسلے میں ایک اہم بات یہ ذہن نشین کر لیں کہ اردو میں جملہ مکمل کرنے کے لیے "ہے، ہیں" اور فارسی میں "است، اند" وغیرہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے اوپر کی مثال میں مسجد کی کشادگی کی خبر دی گئی تو جملہ کے آخر میں لفظ "ہے" کا اضافہ کر کے بات کو مکمل کیا گیا۔ اسی طرح انگریزی میں "is, am, are" وغیرہ سے بات کو مکمل کرتے ہیں، جیسے ہم کہیں گے، Masjid is spacious۔ عربی زبان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں ہے، ہیں یا است، اند یا is, are وغیرہ کی قسم کے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ عربی میں جملہ مکمل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مبتدا کو عام طور پر معرفہ اور خبر کو عموماً نکرہ رکھا جاتا ہے۔ اس طرح جملہ میں "ہے" یا "ہیں" کا مفہوم از خود پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ "مسجد کشادہ ہے" کا ترجمہ کرتے وقت مبتدا یعنی مسجد کا ترجمہ "مَسْجِدٌ" نہیں بلکہ "اَلْمَسْجِدُ"

ہو گا اور خبر یعنی کشادہ کا ترجمہ "اَلْوَسِيْعُ" نہیں بلکہ "وَسِيْعٌ" ہو گا۔ اس طرح مبتدا معرفہ اور خبر نکرہ ہونے کی وجہ سے اس میں "ہے" کا مفہوم از خود پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اَلْمَسْجِدُ وَسِيْعٌ کا مطلب ہے کہ مسجد کشادہ ہے۔

10:6 اب آگے بڑھنے سے پہلے ضروری ہے کہ جملہ اسمیہ اور مرکبِ توصیفی کے فرق کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے۔ جملہ اسمیہ کا ایک قاعدہ ابھی ہم نے پڑھا کہ عموماً مبتدا معرفہ اور خبر نکرہ ہوتی ہے۔ مرکبِ توصیفی کا ایک اہم قاعدہ یہ ہے کہ صفت چاروں پہلوؤں (یعنی حالتِ اعرابی، جنس، عدد اور وسعت) کے اعتبار سے موصوف کے تابع ہوتی ہے۔ اس بات کو ذہن میں رکھ کے اب اَلْمَسْجِدُ وَسِيْعٌ پر ایک مرتبہ پھر غور کریں۔ اس مرکب کا پہلا جز معرفہ اور دوسرا نکرہ ہے۔ اس لیے اس کو جملہ اسمیہ مانتے ہوئے اسی لحاظ سے اس کا ترجمہ کیا کہ مسجد کشادہ ہے۔ اگر ہم "وَسِيْعٌ" کو معرفہ کر کے اَلْمَسْجِدُ الْوَسِيْعُ کر دیں تو اب چونکہ وسیع چاروں پہلوؤں سے **مسجد** کے تابع ہو گا اس لیے اسے مرکبِ توصیفی مانا جائے گا اور ترجمہ ہو گا "کشادہ مسجد"۔ اسی طرح اگر مسجد کو نکرہ کر کے مَسْجِدٌ وَّسِيْعٌ کر دیں تب بھی وسیع چاروں پہلوؤں سے **مسجد** کے تابع ہے اس لیے اسے بھی مرکبِ توصیفی مانیں گے اور اس کا ترجمہ ہو گا "ایک کشادہ مسجد"۔ چنانچہ جملہ اسمیہ کی ابتدائی پہچان یہی ہے کہ مبتدا معرفہ اور خبر نکرہ ہو گی، جبکہ مرکبِ توصیفی میں صفت چاروں پہلوؤں سے موصوف کے تابع ہو گی۔

10:7 ہم پڑھ آئے ہیں کہ اسم کے صحیح استعمال کے لیے ہمیں اس کا چار پہلوؤں سے جائزہ لے کر اسے قواعد کے مطابق بنانا ہوتا ہے۔ اس میں سے ایک پہلو یعنی وسعت کے لحاظ سے ہم نے دیکھ لیا کہ جملہ اسمیہ میں مبتدا عام طور پر معرفہ اور خبر عموماً نکرہ ہوتی ہے۔ اب نوٹ کر لیں کہ حالتِ اعرابی کے لحاظ سے مبتدا اور خبر دونوں حالتِ رفع میں ہوتے ہیں۔

10:8 اب دو پہلو باقی رہ گئے یعنی عدد اور جنس۔ اس سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ عدد اور جنس کے لحاظ سے خبر مبتدا کے تابع ہو گی۔ یعنی مبتدا اگر واحد ہے تو خبر بھی واحد ہو گی اور مبتدا اگر جمع ہے تو خبر بھی جمع ہو گی۔ اسی طرح مبتدا اگر مذکّر ہے تو خبر بھی مذکّر ہو گی اور مبتدا اگر مؤنّث ہے تو خبر بھی مؤنّث ہو گی۔ مثلاً اَلرَّجُلُ صَادِقٌ (مرد سچا ہے) اَلرَّجُلَانِ صَادِقَانِ (دونوں مرد سچے ہیں)۔ اَلطِّفْلَتَانِ جَمِيْلَتَانِ (دونوں بچیاں خوبصورت ہیں)۔ اَلنِّسَاءُ مُجْتَهِدَاتٌ (عورتیں محنتی ہیں)۔ ان مثالوں میں غور کریں کہ عدد اور جنس کے لحاظ سے خبر مبتدا کے مطابق ہے۔

10:9 پیراگراف 9:2 میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ موصوف اگر غیر عاقل کی جمع ہو تو صفت عام طور پر واحد مؤنّث آتی ہے۔ اب یہ بھی نوٹ کر لیں کہ مبتدا اگر غیر عاقل کی جمع ہو تو خبر واحد مؤنّث آسکتی ہے، جیسے اَلْمَسَاجِدُ

وَسِيْعَةٌ(مسجدیں کشادہ ہیں)۔واضح رہے کہ استثناء کے لیے ذہن میں ایک کھڑکی کھلی رہنی چاہیے۔

مشق نمبر - 9

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

فِئَةٌ	گروہ۔جماعت	اَلِيْمٌ	دردناک
عَدُوٌّ	دشمن	عَلِيْمٌ	علم والا
مُطَهَّرٌ	پاکیزہ	حَاضِرٌ	حاضر
لَامِعٌ	چمکدار	مُنِيْرٌ	روشن
مُجْتَهِدٌ	محنتی	مُعَلِّمٌ	استاذ
قَاعِدٌ۔ جَالِسٌ	بیٹھاہوا	قَائِمٌ	کھڑا
عَيْنٌ(ج اَعْيُنٌ)	آنکھ	اَخٌ(ج اِخْوَةٌ)	بھائی

اردو میں ترجمہ کریں

1. اَلْعَذَابُ شَدِيْدٌ
2. عَذَابٌ اَلِيْمٌ
3. اَللّٰهُ عَلِيْمٌ
4. زَيْدٌ عَالِمٌ
5. فِئَةٌ قَلِيْلَةٌ
6. اَلْفِئَةُ كَثِيْرَةٌ
7. اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ
8. اَلْاَعْيُنُ لَامِعَةٌ

9. اَلْعَيْنُ اللَّامِعَةُ

10. عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

11. اَلْمُعَلِّمُوْنَ مُجْتَهِدُوْنَ

12. اَلْمُعَلِّمَتَانِ مُجْتَهِدَتَانِ

13. اَلْمُعَلِّمَتَانِ الْمُجْتَهِدَتَانِ

14. مُعَلِّمَتَانِ مُجْتَهِدَتَانِ

15. زَيْدُنِ الْعَالِمُ

16. زَيْدٌ وَّحَامِدٌ عَالِمَانِ

17. اَقْلَامٌ طَوِيْلَةٌ

18. اَلْاَقْلَامُ طَوِيْلَةٌ

19. قَلَمَانِ جَمِيْلَانِ

20. اَلْقُلُوْبُ مُطْمَئِنَّةٌ

عربی میں ترجمہ کریں

1. عالم محمود

2. محمود عالم ہے۔

3. سچا بڑھئی

4. بڑھئی سچا ہے۔

5. اساتذہ حاضر ہیں۔

6. ایک کھلا دشمن

7. سیب اور انار میٹھے ہیں۔

8. طویل سبق

9. سبق طویل ہے۔

10. نشانیاں واضح ہیں۔

11. بوجھ ہلکا ہے اور اجر بڑا ہے۔

قرآنی مثالیں

1. اَللّٰهُ اَحَدٌ (الإخلاص:١)

2. اَللّٰهُ قَدِيْرٌ (الممتحنة:٧)

3. اَللّٰهُ بَصِيْرٌ (البقرة:٩٦)

4. اَلْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات:١٠)

5. اَلصُّلْحُ خَيْرٌ (النسآء:١٢٨)

6. اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ (النسآء:٣٤)

جملہ اسمیہ (حصہ دوم)

(Nominal Sentence-2)

11:1 گزشتہ سبق میں ہم نے جملہ اسمیہ کے کچھ قواعد سمجھ لیے اور ان کی مشق کرلی۔ ہم نے جتنے جملوں کی مشق کی ہے وہ سب مثبت معنی دے رہے تھے۔ اب ہم دیکھیں گے کہ جملہ اسمیہ میں نفی کے معنی کس طرح پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً گذشتہ مشق میں ایک جملہ تھا "سبق طویل ہے"۔ اگر ہم کہنا چاہیں "سبق طویل نہیں ہے" تو عربی میں اس کا کیا طریقہ ہے؟ چنانچہ سمجھ لیں کہ کسی جملہ اسمیہ کے شروع میں لفظ "مَا" یا "لَیْسَ" کا اضافہ کرنے سے اس میں نفی کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔

11:2 اب ایک خاص بات یہ نوٹ کریں کہ کسی جملہ اسمیہ کے شروع میں جب "مَا" یا "لَیْسَ" داخل ہوتا ہے تو مذکورہ بالا معنوی تبدیلی کے ساتھ ساتھ یہ الفاظ اعرابی تبدیلی بھی لاتے ہیں یعنی وہ جملہ کی خبر کو حالتِ نصب میں لے آتے ہیں، مثلاً ہم کہیں گے لَیْسَ الدَّرْسُ طَوِیْلًا (سبق طویل نہیں ہے)۔ اس میں خبر طَوِیْلٌ حالتِ نصب میں طَوِیْلًا آئی ہے۔ اسی طرح ہم کہیں گے مَا زَیْدٌ قَبِیْحًا (زید بدصورت نہیں ہے) اس میں خبر قَبِیْحٌ حالتِ نصب میں قَبِیْحًا آئی ہے۔

11:3 جملہ اسمیہ میں نفی کا مفہوم پیدا کرنے کا عربی میں ایک اور انداز یہ بھی ہے کہ خبر پر "بِ" کا اضافہ کرکے اسے حالتِ جر میں لے آتے ہیں۔ مثلاً لَیْسَ الدَّرْسُ بِطَوِیْلٍ (سبق طویل نہیں ہے)۔ مَا زَیْدٌ بِقَبِیْحٍ (زید بدصورت نہیں ہے) وغیرہ۔ نوٹ کرلیں کہ یہاں پر "بِ" کے کچھ معنی نہیں لیے جاتے اور اس کے اضافہ سے جملہ کے معنی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، صرف خبر حالتِ جر میں آجاتی ہے۔

11:4 "لَیْسَ" کے استعمال کے سلسلے میں ایک احتیاط نوٹ کرلیں۔ اس کا استعمال صرف اس وقت کریں جب مبتدا مذکّر ہو۔ جب مبتدا مؤنّث ہو تو لَیْسَ کے بجائے لَیْسَتْ استعمال کریں۔ مبتدا اگر معرّف باللام ہو تو اس سے ملانے کے لیے قاعدہ نمبر 7:9 کے مطابق لَیْسَتْ کی ساکن ت کو زیر دے کر ملائیں گے۔ جیسے لَیْسَتِ الْبِنْتُ کَاذِبَةً (لڑکی جھوٹی نہیں ہے)۔

مشق نمبر - 10

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں:

غَافِلٌ	غافل	كَلْبٌ (ج كِلَابٌ)	کُتا
مُحِيْطٌ	گھیرنے والا	وَلَدٌ (ج أَوْلَادٌ)	لڑکا

كَسْلَانٌ	بہت سست	زَعْلَانٌ	بہت ناراض

اردو میں ترجمہ کریں

1. اَلْفِئَةُ كَثِيْرَةٌ
2. مَا الْفِئَةُ قَلِيْلَةً
3. مَا الْفِئَةُ بِكَثِيْرَةٍ
4. اَللّٰهُ مُحِيْطٌ
5. مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
6. اَلْمُعَلِّمَتَانِ كَسْلَانَتَانِ
7. مَا الْمُعَلِّمَتَانِ مُجْتَهِدَتَيْنِ
8. مَا الْمُعَلِّمَتَانِ بِمُجْتَهِدَتَيْنِ
9. لَيْسَ الْمُعَلِّمُ بِكَسْلَانٍ
10. لَيْسَ الْمُعَلِّمُ كَسْلَانًا
11. مَا الْمُعَلِّمُوْنَ كَسْلَانِيْنَ
12. مَا الْمُعَلِّمُوْنَ بِكَسْلَانِيْنَ
13. مَا الطَّالِبَاتُ حَاضِرَاتٍ
14. مَا الطَّالِبَاتُ بِحَاضِرَاتٍ
15. اَلْاَوْلَادُ قَائِمُوْنَ
16. مَا الْاَوْلَادُ قَائِمِيْنَ

عربی میں ترجمہ کریں

1. بڑھئی بیٹھا ہے۔
2. بڑھئی کھڑا نہیں ہے۔

3. کھجور میٹھی ہے۔

4. انار میٹھا نہیں ہے۔

5. بوجھ بھاری ہے۔

6. اجرت زیادہ نہیں ہے۔

7. انار اور سیب میٹھے ہیں۔

8. انار اور سیب نمکین نہیں ہیں۔

9. گوشت تازہ نہیں ہے۔

10. اساتذہ حاضر نہیں ہیں۔

جملہ اسمیہ (حصہ سوم)
(Nominal Sentence-3)

12:1 اب تک ہم نے ایسے جملوں کے قواعد سمجھ لیے ہیں جو مثبت یا منفی معنی دیتے ہیں، مثلاً "سبق طویل ہے" اور "سبق طویل نہیں ہے"۔ اب ہم ان دونوں جملوں کا عربی میں ترجمہ کر سکتے ہیں۔ اب ہم دیکھیں گے کہ جملہ میں اگر تاکید کا مفہوم پیدا کرنا ہو، مثلاً اگر ہم کہنا چاہیں کہ "یقیناً سبق طویل ہے" تو اس کے لیے کیا قاعدہ ہے۔ اس ضمن میں یاد کر لیں کہ کسی جملہ میں تاکید کا مفہوم پیدا کرنے کے لیے عموماً جملہ کے شروع میں "اِنَّ" (بے شک۔ یقیناً) کا اضافہ کرتے ہیں۔

12:2 جب کسی جملہ پر اِنَّ داخل ہوتا ہے تو وہ معنوی تبدیلی کے ساتھ ساتھ اعرابی تبدیلی بھی لاتا ہے، اور وہ تبدیلی یہ ہے کہ کسی جملہ پر اِنَّ داخل ہونے کی وجہ سے اس کا مبتدا حالتِ نصب میں آجاتا ہے جبکہ خبر اپنی اصلی حالت یعنی حالتِ رفع میں ہی رہتی ہے۔ مثلاً "یقیناً سبق طویل ہے" کا ترجمہ ہوگا اِنَّ الدَّرْسَ طَوِیْلٌ۔ اسی طرح ہم کہیں گے اِنَّ زَیْدًا صَالِحٌ (بے شک زید نیک ہے)۔ جس جملہ پر اِنَّ داخل ہوتا ہے اس کے مبتدا کو اِنَّ کا اسم کہتے ہیں اور خبر کو اِنَّ کی خبر کہتے ہیں۔

12:3 کسی جملہ کو اگر سوالیہ جملہ بنانا ہو تو اس کے شروع میں أَ (کیا) یا ھَلْ (کیا) کا اضافہ ہوتا ہے، انہیں حروفِ استفہام کہتے ہیں۔ جب کسی جملہ پر أَ یا ھَلْ داخل ہوتا ہے تو وہ صرف معنوی تبدیلی لاتا ہے۔ ان کی وجہ سے جملہ میں کوئی اعرابی تبدیلی نہیں آتی۔ مثلاً أَزَیْدٌ صَالِحٌ[1] (کیا زید نیک ہے؟) یا ھَلِ الدَّرْسُ طَوِیْلٌ[2] (کیا سبق طویل ہے؟) وغیرہ۔

مشق نمبر - 11

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں۔

---

[1] اَلْ کے ساتھ أَ کے بجائے ھَلْ کا استعمال زیادہ مناسب رہتا ہے۔

[2] ھَلْ کی لام پر ساکن کے بجائے زیر آنے کی وجہ کے لیے پیراگراف 7:9 دیکھیں۔

نَعَمْ	ہاں۔جی ہاں	عَزِيْزٌ	غالب
لَا	نہیں۔جی نہیں	كَفُوْرٌ	بہت ناشکرا
بَلٰى	کیوں نہیں	سَاعَةٌ	گھڑی
بَلْ	بلکہ	اَلسَّاعَةُ	قیامت
نَافِعٌ	فائدہ مند	غَائِبٌ	غیر حاضر
عَابِدٌ	عبادت کرنے والا	مُشْفِقٌ	شفقت کرنے والا

اردو میں ترجمہ کریں

1. اَزَيْدٌ عَالِمٌ؟

2. اِنَّ زَيْدًا عَالِمٌ

3. مَا زَيْدٌ بِعَالِمٍ

4. هَلِ الرَّجُلَانِ صَادِقَانِ؟

5. مَا الرَّجُلَانِ صَادِقَيْنِ

6. اِنَّ الرَّجُلَيْنِ صَادِقَانِ

7. هَلِ الْمُعَلِّمُوْنَ مُشْفِقُوْنَ؟

8. نَعَمْ! اِنَّ الْمُعَلِّمِيْنَ مُشْفِقُوْنَ

9. هَلِ الْمُعَلِّمَاتُ غَائِبَاتٌ؟

10. لَا! مَا الْمُعَلِّمَاتُ غَائِبَاتٍ

11. اَلَيْسَ الْكِتَابُ نَافِعًا؟

12. بَلٰى! اِنَّ الْكِتَابَ نَافِعٌ

13. هَلِ الْكُتُبُ صَعْبَةٌ

14. لَا! بَلِ الْكُتُبُ سَهْلَةٌ

عربی میں ترجمہ کریں

1. کیا محمود جھوٹا ہے؟

2. جی ہاں! یقیناً محمود جھوٹا ہے۔

3. کیا حامد سچا نہیں ہے؟

4. جی ہاں! حامد سچا نہیں ہے۔

5. کیا دونوں بچیاں عبادت گزار ہیں؟

6. بے شک دونوں بچیاں عبادت گزار ہیں۔

7. کیا استانیاں بیٹھی ہیں؟

8. نہیں، بلکہ استانیاں کھڑی ہیں۔

قرآنی مثالیں

1. اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ (الزمر:٣٦)

2. اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ (المنافقون:١)

3. اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ (هود:٨١)

4. بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ (النحل:٢٨)

5. اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (البقرة:٢٢٠)

6. اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ (الزمر:٣٧)

7. فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ (الشورى:٤٨)

8. اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ (طٰه:١٥)

جملہ اسمیہ (حصہ چہارم)

(Nominal Sentence-4)

13:1 گزشتہ تین اسباق میں ہم نے جملہ اسمیہ کے مختلف قواعد سمجھ لیے اور ان کی مشق کرلی۔ اب تک ہم نے جتنے جملوں کی مشق کی ہے ان میں خاص بات یہ تھی کہ تمام جملوں میں مبتدا اور خبر دونوں مفرد تھے۔ لیکن ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ کبھی کبھی مبتدا اور خبر مفرد کے بجائے مرکبِ ناقص ہوتے ہیں۔

13:2 اس سلسلہ میں پہلی صورت یہ ممکن ہے کہ مبتدا مرکبِ ناقص ہو اور خبر مفرد ہو۔ مثلاً: اَلرَّجُلُ الطَّيِّبُ ـ حَاضِرٌ (اچھا مرد حاضر ہے) اس مثال پر غور کریں کہ اَلرَّجُلُ الطَّيِّبُ مرکبِ توصیفی ہے اور مبتدا ہے، جب کہ خبر حَاضِرٌ مفرد ہے۔

13:3 دوسری صورت یہ ممکن ہے کہ مبتدا مفرد ہو اور خبر مرکبِ ناقص ہو۔ مثلاً زَيْدٌ ـ رَجُلٌ طَيِّبٌ (زید ایک اچھا مرد ہے)۔ اس مثال میں زَيْدٌ مبتدا ہے اور مفرد ہے جبکہ خبر رَجُلٌ طَيِّبٌ مرکبِ توصیفی ہے۔

13:4 تیسری صورت یہ بھی ممکن ہے کہ مبتدا اور خبر دونوں مرکبِ ناقص ہوں۔ مثلاً زَيْدُنِ الْعَالِمُ ـ رَجُلٌ طَيِّبٌ (عالم زید ایک اچھا مرد ہے)۔ اس مثال میں زَيْدُنِ الْعَالِمُ مرکبِ توصیفی ہے اور مبتدا ہے جبکہ خبر رَجُلٌ طَيِّبٌ بھی مرکبِ توصیفی ہے۔

13:5 اب ایک بات اور بھی ذہن نشین کرلیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مبتدا ایک سے زائد ہوتے ہیں اور ان کی جنس مختلف ہوتی ہے، مثلاً ہم کہتے ہیں "استاد اور استانی سچے ہیں"۔ اس جملے میں سچے ہونے کی جو خبر دی جارہی ہے وہ استاد اور استانی دونوں کے متعلق ہے۔ چنانچہ دونوں مبتدا ہیں اور ان میں سے ایک مذکّر ہے جبکہ دوسرا مؤنّث ہے۔ ادھر پیراگراف 10:8 میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ عدد اور جنس کے لحاظ سے خبر مبتدا کے تابع ہوتی ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس جملہ کا عربی ترجمہ کرتے وقت خبر کا ترجمہ صیغہ مذکّر میں کریں یا مؤنّث میں؟ ایسی صورت میں قاعدہ یہ ہے کہ مبتدا اگر ایک سے زائد ہوں اور مختلف الجنس ہوں تو خبر مذکّر آئے گی۔ چنانچہ مذکورہ بالا جملہ کا ترجمہ ہوگا اَلْمُعَلِّمُ وَ الْمُعَلِّمَةُ صَادِقَانِ۔ اب نوٹ کرلیں کہ خبر صَادِقَانِ مذکّر ہونے کے ساتھ مثنّٰی کے صیغے میں آئی ہے، اس لیے کہ مبتدا دو ہیں۔ مبتدا اگر دو سے زیادہ ہوتے تو پھر خبر جمع کے صیغے میں آتی۔

مشق نمبر - 12 (الف)

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں۔

رَجِيْمٌ	دھتکارا ہوا	ضَلٰلٌ	گمراہی
حَمِيْمٌ	گرم جوش	فِتْنَةٌ	کسوٹی۔ آزمائش
عَبْدٌ (ج عِبَادٌ)	بندہ۔ غلام	صَدَقَةٌ	صدقہ
شَهْرٌ (ج اَشْهُرٌ)	مہینہ	كِذْبٌ / كَذِبٌ	جھوٹ
مُفْلِحٌ	کامیاب ہونے والا	صِدْقٌ	سچائی
شَاةٌ	بکری	فِيْلٌ	ہاتھی
قَدِيْمٌ	پرانا	جَدِيْدٌ	نیا
سِرَاجٌ	چراغ	حَيَوَانٌ	جانور

اردو میں ترجمہ کریں

1. اَلشَّيْطٰنُ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

2. اِنَّ الشَّيْطٰنَ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

3. لَيْسَ الشَّيْطٰنُ وَلِيًّا حَمِيْمًا

4. اَلشِّرْكُ ضَلٰلٌ مُّبِيْنٌ

5. اِنَّ الشِّرْكَ ظُلْمٌ عَظِيْمٌ

6. هَلِ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ مُفْلِحٌ

7. نَعَمْ! اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ مُفْلِحٌ

8. اَلْفِئَةُ الْكَثِيْرَةُ وَالْفِئَةُ الْقَلِيْلَةُ حَاضِرَتَانِ

9. اَلصَّبْرُ الْجَمِيْلُ فَوْزٌ كَبِيْرٌ

10. هَلِ الْمُعَلِّمَاتُ الْمُجْتَهِدَاتُ قَاعِدَاتٌ

11. مَا الْمُعَلِّمَاتُ الْمُجْتَهِدَاتُ قَاعِدَاتٍ

12. اِنَّ الْمُعَلِّمَاتِ الْمُجْتَهِدَاتِ قَائِمَاتٌ

عربی میں ترجمہ کریں

1. صبر جمیل چھوٹی کامیابی نہیں ہے۔

2. بیشک صبر جمیل ایک بڑی کامیابی ہے۔

3. کیا جھوٹ ایک چھوٹا گناہ ہے؟

4. جھوٹ چھوٹا گناہ نہیں ہے۔

5. کیا محنتی درزنیں سچی ہیں؟

6. یقیناً محنتی درزنیں سچی ہیں۔

7. سچی درزنیں محنتی نہیں ہیں۔

8. کیا ہاتھی عظیم حیوان نہیں ہے؟

9. کیوں نہیں! یقینا ہاتھی ایک عظیم حیوان ہے۔

مشق نمبر - 12 (ب)

اب تک جملہ اسمیہ کے جتنے قواعد آپ کو بتائے گئے ہیں ان سب کو یکجا کر کے لکھیں اور انہیں زبانی یاد کریں۔

جملہ اسمیہ (ضمائر)

(Nominal Sentence-Pronouns)

14:1 تقریباً ہر زبان میں بات کہنے کا بہتر انداز یہ ہے کہ بات کے دوران جب کسی چیز کے لیے اس کا اسم استعمال ہو جائے اور دوبارہ اس کا ذکر آئے تو پھر اسم کے بجائے اس کی ضمیر استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً اگر دو جملے اس طرح ہوں: "کیامکہ ایک نیا شہر ہے؟ جی نہیں! بلکہ مکہ ایک قدیم شہر ہے"۔ اسی بات کو کہنے کا بہتر انداز یہ ہو گا۔ "کیامکہ ایک نیا شہر ہے؟ جی نہیں! بلکہ وہ ایک قدیم شہر ہے"۔ آپ نے دیکھا کہ لفظ "مکہ" کی تکرار طبیعت پر گراں گزر رہی تھی۔ جب دوسرے جملے میں مکہ کی جگہ لفظ "وہ" آ گیا تو بات میں روانی پیدا ہو گئی۔ اسی طرح عربی میں بھی بات میں روانی کی غرض سے ضمائر کا استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ جملہ اسمیہ کے بہتر استعمال کے لیے ضروری ہے کہ ہم عربی میں استعمال ہونے والی ضمائر کو یاد کر لیں اور ان کے استعمال کی مشق کر لیں۔

14:2 اب اگر ایک بات اور سمجھ لیں تو ضمائر یاد کرنے میں بہت آسانی ہو جائے گی۔ جب کسی کے متعلق کوئی بات ہوتی ہے تو تین امکانات ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ جس کے متعلق بات ہو رہی ہو وہ "غائب" ہو یعنی یا تو وہ غیر حاضر ہو یا اس کو غیر حاضر فرض کر کے "غائب" کے صیغے میں بات کی جائے۔ مذکورہ بالا پیراگراف میں مکہ اس کی مثال ہے۔ اردو میں غائب کے صیغے کے لیے زیادہ تر "وہ" کی ضمیر آتی ہے۔ دوسرا امکان یہ ہے کہ جس کے متعلق بات ہو رہی ہو وہ آپ کا "مخاطب" ہو یعنی حاضر ہو۔ اردو میں اس کے لیے اکثر "آپ" یا "تم" کی ضمیر آتی ہے۔ تیسرا امکان یہ ہے کہ "متکلم" خود اپنے متعلق بات کر رہا ہو۔ اردو میں اس کے لیے "میں" یا "ہم" کی ضمیر آتی ہے۔

14:3 اس سلسلہ میں ایک اہم بات یہ ہے کہ عربی کی ضمائر میں نہ صرف غائب، مخاطب اور متکلم کا فرق واضح ہوتا ہے بلکہ جنس اور عدد کا فرق بھی نمایاں ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے عربی کے جملوں کے حقیقی مفہوم کا تعین کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

14:4 آیئے اب ہم مختلف صیغوں میں استعمال ہونے والی مختلف ضمائر کو یاد کر لیں تا کہ جملوں کے ترجمے میں غلطی نہ ہو۔

ضمائر مرفوعہ منفصلہ

		واحد	مثنیٰ	جمع
غائب	مذکّر	هُوَ(He) وہ ایک مذکر	هُمَا(They) وہ دو مذکر	هُمْ(They) وہ بہت سے مذکر
	مؤنّث	هِيَ(She) وہ ایک مؤنث	هُمَا(They) وہ دو مؤنث	هُنَّ(They) وہ بہت سی مؤنث
مخاطب	مذکّر	اَنْتَ(You) تو ایک مذکر	اَنْتُمَا(You) تم دو مذکر	اَنْتُمْ(You) تم بہت سے مذکر
	مؤنّث	اَنْتِ(You) تو ایک مؤنث	اَنْتُمَا(You) تم دو مؤنث	اَنْتُنَّ(You) تم بہت سی مؤنث
متکلم	مذکّر و مؤنّث	اَنَا(I) میں	نَحْنُ(We) ہم دو	نَحْنُ(We) ہم بہت سے

14:5 ان ضمیروں کے متعلق چند باتیں ذہن نشین کر لیں:

(i) اوّل یہ کہ ہم پیراگراف 6:4 میں پڑھ آئے ہیں کہ ضمائر معرفہ ہوتی ہیں۔ اس لیے اکثر جملوں میں یہ مبتدا کے طور پر بھی آتی ہیں۔ مثلاً هُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ (وہ ایک نیک مرد ہے)۔ هُنَّ نِسَاءٌ صَالِحَاتٌ (وہ نیک عورتیں ہیں)۔

(ii) دوم یہ کہ یہ ضمائر چونکہ اکثر مبتدا کے طور پر آتی ہیں اس لیے انہیں مرفوع یعنی حالتِ رفع میں فرض کر لیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا نام ضمائر مرفوعہ ہے۔

(iii) سوم یہ کہ یہ ضمائر کسی لفظ کے ساتھ ملا کر یا متّصل کر کے نہیں لکھی جاتیں بلکہ ان کی لکھائی اور تلفّظ علیحدہ اور مستقل ہے۔ اس لیے ان کو ضمائر منفصلہ بھی کہتے ہیں۔

(iv) چہارم یہ کہ ضمیر "اَنَا" کو پڑھتے اور بولتے وقت الف کے بغیر یعنی اَنَ پڑھتے ہیں۔

14:6 پیراگراف 10:5 میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ خبر عموماً نکرہ ہوتی ہے۔ اب اس قاعدے کے دو استثناء سمجھ لیں کہ جب خبر معرفہ بھی آسکتی ہے۔ پہلا استثناء یہ ہے کہ خبر اگر کوئی ایسا لفظ ہو جو صفت نہ بن سکتا ہو تو وہ خبر معرفہ ہو سکتی ہے۔ مثلاً اَنَا یُوْسُفُ (میں یوسف ہوں)۔ دوسرا استثناء یہ ہے کہ خبر اگر اسم صفت ہو اور کسی ضرورت کے تحت اسے معرفہ لانا مقصود ہو تو مبتدا اور خبر کے درمیان متعلقہ ضمیر فاصل لے آتے ہیں۔ جیسے اَلرَّجُلُ ھُوَ الصَّالِحُ۔ جملہ میں تاکیدی مفہوم (حصر کا اسلوب) پیدا کرنے کے لیے بھی یہ انداز اختیار کیا جاتا ہے چنانچہ مذکورہ جملہ کا ترجمہ ہے "مرد ہی نیک ہے" اسی طرح سے اَلْمُؤْمِنُوْنَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کا ترجمہ ہے "مؤمن ہی کامیاب ہونے والے ہیں"۔

14:7 حصر کا اسلوب پیدا کرنے کے لیے کلمہ "اِنَّمَا"، جسے کلمہ حصر کہا جاتا ہے، کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ کلمہ صرف معنوی تبدیلی لاتا ہے یعنی جملہ میں حصر کا اسلوب پیدا ہوتا ہے لیکن کوئی اعرابی تبدیلی نہیں آتی یعنی مبتدا یا خبر کی اعرابی حالت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مثلاً اِنَّمَا زَیْدٌ عَالِمٌ (زید صرف عالم ہے)۔

مشق نمبر - 13

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں۔

مَیِّتٌ	مرنے والا	مَبْسُوْطٌ	خوشدل
ضَخِیْمٌ	بڑی جسامت والا	جِدًّا	بہت ہی
لٰکِنْ	لیکن	مَوْعِظَةٌ	وعظ۔ نصیحت
قَدِیْرٌ	قدرت رکھنے والا	مَعْرُوْفٌ	بھلا - اچھا
مَسْحُوْرٌ	جادوزدہ	حَیَوَانٌ	زندگی

اردو میں ترجمہ کریں

1. اِنَّ الشِّرْكَ ضَلٰلٌ مُّبِیْنٌ وَّھُوَ ظُلْمٌ عَظِیْمٌ
2. اَاَنْتَ اِبْرَاھِیْمُ؟

3. مَا اَنَا اِبْرَاهِيمَ بَلْ اَنَا مَحْمُودٌ

4. هَلِ الْاِسْلَامُ دِيْنٌ حَقٌّ؟

5. نَعَمْ! وَهُوَ صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ

6. اَلدَّرْسُ سَهْلٌ لٰكِنْ هُوَ طَوِيْلٌ

7. اَلَيْسَ الْفِيْلُ حَيَوَانًا ضَخِيْمًا؟

8. بَلٰى! هُوَ حَيَوَانٌ ضَخِيْمٌ جِدًّا

9. اَاَنْتُمْ خَيَّاطُوْنَ؟

10. مَا نَحْنُ بِخَيَّاطِيْنَ بَلْ نَحْنُ مُعَلِّمُوْنَ

11. هَلْ زَيْنَبُ مُعَلِّمَةٌ كَسْلَانَةٌ؟

12. لَا، مَا هِيَ مُعَلِّمَةً كَسْلَانَةً بَلْ هِيَ مُعَلِّمَةٌ مُّجْتَهِدَةٌ

13. اَلْخَادِمَانِ الْمَبْسُوْطَانِ حَاضِرَانِ وَهُمَا مُجْتَهِدَانِ

14. اِنَّ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ مَخْلُوْقَاتٌ وَّهُنَّ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ

15. اِنَّ الْمَرْئَتَيْنِ الصَّالِحَتَيْنِ جَالِسَتَانِ

16. اِنَّ الْمُعَلِّمِيْنَ وَ الْمُعَلِّمَاتِ مَبْسُوْطُوْنَ لٰكِنْ مَّا هُمْ بِمُجْتَهِدِيْنَ

عربی میں ترجمہ کریں

1. کیا اللہ قدرت والا ہے؟

2. جی ہاں! اللہ قدرت والا ہے۔

3. کیا خوشدل استانیاں محنتی نہیں ہیں؟

4. کیوں نہیں! وہ خوشدل ہیں اور وہ محنتی ہیں۔

5. دونوں خوشدل استانیاں کھڑی ہیں یا بیٹھی ہیں؟

6. وہ کھڑی نہیں ہیں بلکہ بیٹھی ہیں۔

7. کیا زمین اور سورج دو واضح نشانیاں نہیں ہیں؟

8. اچھی نصیحت صدقہ ہے اور وہ بہت ہی مقبول ہے۔

قرآنی مثالیں

1. اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ (العنکبوت:٦)

2. وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (المائدة:٧٦)

3. بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ (الحجر:١٥)

4. وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ (الحج:٦٢)

5. وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (البقرة:٢٥٤)

6. وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ (العنکبوت:٦٤)

7. اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ (الصافات:٥٨)

8. وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ (الأنعام:١٣٤)

9. فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ (الأنبياء:٨٠)

10. بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ (الذاريات:٥٣)

11. وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (البقرة:٨)

12. هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ (بنی اسرائیل:٨٢)

مرکبِ اِضافی (حصہ اوّل)
(Relative Compound-1)

15:1 دو اسماء کا ایسا مرکب جس میں ایک اسم کو دوسرے اسم کی طرف نسبت دی گئی ہو مرکبِ اضافی کہلاتا ہے، جیسے اردو میں ہم کہتے ہیں "لڑکے کی کتاب" اس مرکب میں کتاب کو لڑکے کی طرف نسبت دی گئی ہے، جو یہاں ملکیت ظاہر کر رہی ہے، اس لیے یہ مرکبِ اضافی ہے۔

15:2 یہ بات ذہن میں واضح رہنی چاہئے کہ دو اسماء کے درمیان ملکیت کے علاوہ اور بھی نسبتیں ہوتی ہیں، لیکن فی الحال ہم ملکیت کی نسبت کے حوالے سے مرکب اضافی کے قواعد سمجھیں گے اور ان کی مشق کریں گے، پھر آگے چل کر جب دوسری نسبتیں سامنے آئیں گی تو ان کو قواعد کے مطابق استعمال کرنے میں ان شاء اللہ کوئی مشکل نہیں ہوگی۔

15:3 جس اسم کو کسی کی طرف نسبت دی جاتی ہے اسے "**مُضَافٌ**" کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا مثال میں کتاب کو نسبت دی گئی ہے۔ اس لیے یہاں کتاب مضاف ہے۔ جس اسم کی طرف کوئی نسبت دی جاتی ہے اسے "**مُضَافٌ اِلَيْهِ**" کہتے ہیں۔ مذکورہ مثال میں لڑکے کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ اس لیے یہاں لڑکا مضاف الیہ ہے۔

15:4 عربی میں مضاف پہلے آتا ہے اور مضاف الیہ بعد میں۔ اردو میں اس کے برعکس ہوتا ہے لہٰذا ترجمہ میں اس کا خیال کرنا پڑتا ہے۔ مذکورہ مثال پر غور کریں۔ "لڑکے کی کتاب"۔ اس میں لڑکا جو مضاف الیہ ہے پہلے آیا ہے اور کتاب جو مضاف ہے بعد میں آئی ہے۔ اب چونکہ عربی میں مضاف پہلے آتا ہے اس لیے ترجمہ کرتے وقت پہلے کتاب کا ترجمہ ہوگا جو مضاف ہے اور لڑکے کا ترجمہ بعد میں ہوگا جو مضاف الیہ ہے۔ چنانچہ ترجمہ ہوگا **كِتَابُ الْوَلَدِ**۔

15:5 گزشتہ اسباق میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ اسم اگر نکرہ ہو تو اکثر اس پر تنوین آتی ہے جیسے **كِتَابٌ**۔ جب اس پر لامِ تعریف داخل ہوتا ہے تو تنوین ختم ہو جاتی ہے جیسے **اَلْكِتَابُ**۔ اب ذرا مذکورہ مثال میں لفظ "**كِتَابُ**" پر غور کریں، نہ تو اس پر لامِ تعریف ہے اور نہ ہی تنوین ہے۔ بس یہی خصوصیت مضاف کی ایک آسان سی پہچان ہے اور مرکب اضافی کا پہلا قاعدہ یہی ہے کہ مضاف پر نہ تو لامِ تعریف آتا ہے اور نہ ہی تنوین آتی ہے۔

15:6 مرکب اضافی کا دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ مضاف الیہ ہمیشہ حالتِ جر میں ہوتا ہے۔ مذکورہ مثال **كِتَابُ الْوَلَدِ** میں دیکھیں **اَلْوَلَدِ** حالتِ جر میں ہے جس کا ترجمہ تھا "لڑکے کی کتاب"۔ یہی اگر **كِتَابُ وَلَدٍ** ہوتا تو ترجمہ ہوتا "کسی لڑکے کی کتاب"۔ مرکبِ اضافی کے کچھ اور بھی قواعد ہیں جن کا ہم مرحلہ وار مطالعہ کریں گے لیکن آگے بڑھنے سے پہلے مناسب ہے کہ پہلے ہم ان دو قواعد کی مشق کر لیں۔

مشق نمبر - 14

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں:

نوٹ: آنے والی تمام مشقوں میں خط کشیدہ جملے قرآنِ حکیم سے لیے گئے ہیں اور جن جملوں کے آخر میں علامت (ح) درج ہے ان کا انتخاب احادیث سے کیا گیا ہے۔

نَوًی	گٹھلی	مَخَافَةٌ / خَوْفٌ	خوف
فَرِيْضَةٌ	فرض	اِطَاعَةٌ	اطاعت
بَقَرٌ	گائے	عَالَمٌ	جہان
بَيْتٌ (ج بُيُوْتٌ)	گھر	نَصْرٌ	مدد
عَامِلٌ	عمل کرنے والا	ذِكْرٌ	یاد
وَلِيٌّ	دوست	فَالِقٌ	پھاڑنے والا
حَرْثٌ	کھیتی	حَبٌّ	دانہ

اردو میں ترجمہ کریں

1. كِتٰبُ اللّٰهِ
2. نِعْمَةُ اللّٰهِ
3. طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ (ح)

4. لَحْمُ شَاةٍ
5. لَبَنُ بَقَرٍ
6. يَوْمُ الْجُمُعَةِ

7. لَبَنُ الْبَقَرِ وَلَحْمُ الشَّاةِ طَيِّبَانِ
8. عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

9. رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ 10. ذِكْرُ الرَّحْمٰنِ

عربی میں ترجمہ کریں

1. اللہ کا خوف 2. اللہ کا عذاب 3. لوگوں کے مال

4. کسی ہاتھی کا سر 5. ایک کتاب کا سبق 6. اللہ کا رنگ

7. اللہ کی مدد 8. رسول ﷺ کی دعا 9. کسی عمل کرنے والے کا عمل

قرآنی مثالیں

1. بُيُوْتَ النَّبِيِّ (الأحزاب:۵۳) 2. فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ (النسآء:۹۲)

3. نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ (الصف:۱۴) 4. مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (الفتح:۲۹)

5. وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ (الجاثية:۱۹) 6. اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور:۳۵)

7. حَرْثَ الْاٰخِرَةِ (الشورٰى:۲۰) 8. رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (الأعراف:۵۴)

9. مَلِكِ النَّاسِ (الناس:٢)

10. دِيْنِ اللهِ (النصر:٢)

11. عِبَادُ الرَّحْمٰنِ (الفرقان:٦٣)

12. اِنَّ اللهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى (الأنعام:٩٥)

13. اِنَّ اللهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ (النسآء:١٤٠)

مرکب اِضافی (حصہ دوم)
(Relative Compound-2)

16:1 اب تک ہم نے کچھ سادہ مرکب اضافی کی مشق کرلی ہے۔ لیکن تمام مرکب اضافی اتنے سادہ نہیں ہوتے ہیں بلکہ بعض میں ایک سے زیادہ مضاف اور مضاف الیہ آتے ہیں۔ مثلاً اس جملہ پر غور کریں "اللہ کے گھر کا دروازہ"۔ اس میں دروازہ مضاف ہے جس کا مضاف الیہ گھر ہے لیکن گھر خود بھی مضاف ہے جس کا مضاف الیہ اللہ ہے۔ اب اس کا ترجمہ کرتے وقت یہ بات ذہن میں رکھیں کہ مرکّبِ توصیفی کی طرح مرکّبِ اضافی کا بھی الٹا ترجمہ کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے سب سے آخری لفظ "دروازہ" کا سب سے پہلے ترجمہ کرنا ہے اور یہ چونکہ مضاف ہے اس لیے اس پر نہ تو لامِ تعریف آسکتا ہے اور نہ ہی تنوین۔ چنانچہ اس کا ترجمہ ہوگا "بَابُ" اس کے بعد درمیانی لفظ "گھر" کا ترجمہ کرنا ہے۔ یہ بَابُ کا مضاف الیہ ہے اس لیے حالتِ جر میں ہوگا لیکن ساتھ ہی یہ اللہ کا مضاف بھی ہے اس لیے اس پر نہ تو لامِ تعریف داخل ہو سکتا ہے اور نہ ہی تنوین آسکتی ہے۔ چنانچہ اس کا ترجمہ ہوگا "بَيْتِ"۔ اللہ مضاف الیہ ہے اور اس پر جر کا اعراب آئے گا۔ اس کا ترجمہ ہوگا "اَللّٰهِ"۔ اب اس مرکب کا ترجمہ بنے گا "بَابُ بَيْتِ اللّٰهِ"۔

16:2 پیراگراف 3:3 میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ غیر منصرف اسماء حالتِ جر میں زیر قبول نہیں کرتے۔ اس قاعدے کا پہلا استثناء ہم نے پیراگراف 6:6 میں پڑھا کہ غیر منصرف اسم جب معرّف باللّام ہو تو حالتِ جر میں زیر قبول کرتا ہے۔ اب دوسرا استثناء بھی سمجھ لیں۔ کوئی غیر منصرف اسم اگر مضاف ہو تو حالتِ جر میں زیر قبول کرتا ہے۔ جیسے "اَبْوَابُ مَسَاجِدِ اللّٰهِ" (اللہ کی مسجدوں کے دروازے)۔ اب دیکھیں مَسَاجِدُ غیر منصرف ہے۔ اس مثال میں وہ لفظ اللہ کا مضاف ہے اس لیے اس پر لامِ تعریف نہیں آسکتا اور ابواب کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالتِ جر میں ہے، لہٰذا اس نے زیر قبول کرلی ہے۔

16:3 سبق نمبر 13 میں ہم نے پڑھا تھا کہ مبتدا اور خبر کبھی مفرد لفظ کے بجائے مرکب ناقص بھی ہوتے ہیں۔ اس کی وضاحت کے لیے وہاں ہم نے تمام مثالیں مرکب توصیفی کی دی تھیں۔ کیونکہ اس وقت آپ نے صرف مرکب توصیفی پڑھا تھا۔ اب سمجھ لیں کہ مرکب اضافی بھی کبھی مبتدا اور کبھی خبر بنتا ہے۔ جبکہ بعض اوقات کسی جملے میں مبتدا اور خبر دونوں مرکب اضافی ہوتے ہیں۔ مثلاً مَحْمُوْدٌ وَلَدُ الْمُعَلِّمِ (محمود استاد کا لڑکا ہے)۔ اس میں مَحْمُوْدٌ مفرد لفظ ہے اور مبتدا ہے۔ وَلَدُ الْمُعَلِّمِ مرکب اضافی ہے اور خبر ہے۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ (علم کی طلب فرض ہے)۔ اس میں طَلَبُ الْعِلْمِ مرکب اضافی ہے اور مبتدا ہے۔ فَرِيْضَةٌ مفرد لفظ ہے اور خبر ہے۔ اِطَاعَةُ الرَّسُوْلِ اِطَاعَةُ اللّٰهِ

(رسولؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے)۔ اس میں مبتدا اور خبر دونوں مرکب اضافی ہیں۔

16:4 ہم پڑھ چکے ہیں کہ خبر عام طور پر نکرہ ہوتی ہے۔ اس قاعدے کے دو استثناء بھی پیراگراف 14:6 میں سمجھ چکے ہیں۔ اب اس کا ایک اور استثناء نوٹ کرلیں۔ کوئی مرکب ناقص اگر خبر بن رہا ہو تو ایسی صورت میں خبر معرفہ ہو سکتی ہے۔ اسی طرح سے مبتدا عموماً معرفہ ہوتا ہے۔ لیکن کوئی مرکب ناقص اگر مبتدا بن رہا ہو تو وہ نکرہ بھی ہو سکتا ہے۔

مشق نمبر - 15

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

حِكْمَةٌ	دانائی	صَيْدٌ	شکار
بَرٌّ	خشکی	بَحْرٌ	سمندر
مِرْاٰةٌ	آئینہ	ظِلٌّ	سایہ
سَوْطٌ	کوڑا	جَزَاءٌ	جزا۔ بدلہ
ضَوْءٌ	روشنی	طَعَامٌ	کھانا
زَهْرٌ	کوئی پھول	وَرْدٌ	گلاب
مُلِكٌ	مالک	يَوْمُ الدِّيْنِ	بدلے کا دن
حُبٌّ	محبت	طَيِّبٌ	پاک

اردو میں ترجمہ کریں

1. بَابُ بَيْتِ غُلَامِ الْوَزِيْرِ
2. طَالِبَاتُ مَدْرَسَةِ الْبَلَدِ
3. لَحْمُ صَيْدِ الْبَرِّ
4. حَجُّ بَيْتِ اللهِ

5. رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللهِ (ح)

6. مُعَلِّمَاتُ مَدْرَسَةِ الْبَلَدِ نِسَاءٌ مُّسْلِمَاتٌ

7. اَلْمُسْلِمُ مِرْآةُ الْمُسْلِمِ (ح)

8. اِنَّ السُّلْطَانَ الْعَادِلَ ظِلُّ اللهِ (ح)

9. نَصْرُ اللهِ قَرِيْبٌ

10. طَعَامُ فُقَرَاءِ الْمَسَاجِدِ طَيِّبٌ

عربی میں ترجمہ کریں

1. اللہ کے عذاب کا کوڑا

2. اللہ کے رسول ﷺ کی دُعا

3. اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی کی دُعا

4. ظالم بادشاہ اللہ کے عذاب کا کوڑا ہے۔

5. زمین اور آسمانوں کا نور

6. اللہ بدلے کے دن کا مالک ہے۔

7. اللہ کی مسجدوں کے علماء نیک ہیں۔

8. مومن کا دل اللہ کا گھر ہے۔

9. اچھی نصیحت آخرت کی کھیتی ہے۔

مرکب اِضـــافی (حصہ سوم)
(Relative Compound-3)

17:1 یہ بات ہم پڑھ چکے ہیں کہ مضاف پر تنوین اور لامِ تعریف نہیں آسکتے۔ اس کی وجہ سے ایک مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ کسی مضاف کے نکرہ یا معرفہ ہونے کی پہچان کس طرح ہو۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ کوئی اسم جب کسی معرفہ کی طرف مضاف ہو تو اسے معرفہ مانتے ہیں۔ مثلاً غُلَامُ الرَّجُلِ (مرد کا غلام)، یہاں غُلَامُ مضاف ہے اَلرَّجُلِ کی طرف جو کہ معرفہ ہے۔ اس لیے اس مثال میں غُلَامُ معرفہ مانا جائے گا۔ اب دوسری مثال دیکھئے۔ غُلَامُ رَجُلٍ یہاں غُلَامُ مضاف ہے رَجُلٍ کی طرف جو کہ نکرہ ہے۔ اس لیے اس مثال میں غُلَامُ نکرہ مانا جائے گا۔

17:2 مرکّبِ اضافی کا ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان بالعموم کوئی لفظ نہیں آتا۔ اس کی وجہ سے ایک مسئلہ اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب مرکّبِ اضافی میں مضاف کی صفت بھی آرہی ہو مثلاً "مرد کا نیک غلام"۔ اب اگر اس کا ترجمہ ہم اس طرح کریں کہ غُلَامُ الصَّالِحُ الرَّجُلِ تو قاعدہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لیے کہ مضاف غُلَامُ اور مضاف الیہ اَلرَّجُلِ کے درمیان صفت آگئی اس لیے یہ ترجمہ غلط ہے۔ چنانچہ قاعدے کو قائم رکھنے کے لیے طریقہ یہ ہے کہ مضاف کی صفت مرکبِ اضافی کے بعد لائی جائے۔ اس لیے اس کا صحیح ترجمہ ہوگا۔ غُلَامُ الرَّجُلِ الصَّالِحُ۔

17:3 ایسی مثالوں کے ترجمہ کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ صفت یعنی "نیک" کو نظر انداز کرکے پہلے صرف مرکبِ اضافی یعنی "مرد کا غلام" کا ترجمہ کرلیں غُلَامُ الرَّجُلِ۔ اب اس کے آگے صفت لگائیں جو چاروں پہلوؤں سے غُلَامُ کے مطابق ہونی چاہیئے۔ اب نوٹ کریں کہ یہاں غُلَامُ مضاف ہے اَلرَّجُلِ کی طرف جو معرفہ ہے اس لیے غلام کو معرفہ مانا جائے گا۔ چنانچہ اس کی صفت صَالِحٌ نہیں بلکہ اَلصَّالِحُ آئے گی۔

17:4 دوسرا امکان یہ ہے کہ صفت مضاف الیہ کی آرہی ہو جیسے "نیک مرد کا غلام"۔ اس صورت میں بھی صفت مضاف الیہ یعنی اَلرَّجُلِ کے بعد آئے گی اور چاروں پہلوؤں سے اَلرَّجُلِ کا اتباع کرے گی۔ چنانچہ اب ترجمہ ہوگا غُلَامُ الرَّجُلِ الصَّالِحِ۔ دونوں مثالوں کے فرق کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلیجئے۔ دیکھئے! پہلی مثال میں الصَّالِحُ کا رفع بتارہا ہے کہ یہ غُلَامُ کی صفت ہے اور دوسری مثال میں اَلصَّالِحِ کا جر بتارہا ہے کہ یہ اَلرَّجُلِ کی صفت ہے۔

17:5 تیسرا امکان یہ ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ دونوں کی صفت آرہی ہو جیسے "نیک مرد کا نیک غلام"۔ ایسی صورت میں دونوں صفات مضاف الیہ یعنی اَلرَّجُلِ کے بعد آئیں گی۔ پہلے مضاف الیہ کی صفت لائی جائے گی۔ چنانچہ اب ترجمہ ہوگا "غُلَامُ الرَّجُلِ الصَّالِحِ الصَّالِحُ"۔ آیئے اب اس قاعدے کی کچھ مشق کرلیں۔

مشق نمبر - 16

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں۔

جَيِّدٌ	عمدہ	نَظِيفٌ	صاف۔ ستھرا
أَحْمَرُ	سرخ	مُوْقَدَةٌ	بھڑکائی ہوئی
حَارَةٌ	محلہ	تِلْمِيْذٌ (ج تَلَامِذَةٌ، تَلَامِيْذُ)	شاگرد
نَفِيْسٌ	پاکیزہ	مَشْهُوْرٌ	مشہور
لَوْنٌ	رنگ	مَشْغُوْلٌ	مصروف۔ مشغول

اردو میں ترجمہ کریں

1. وَلَدُ الْمُعَلِّمَةِ الصَّالِحُ ____________
2. وَلَدُ الْمُعَلِّمَةِ الصَّالِحَةِ ____________
3. وَلَدُ الْمُعَلِّمَةِ صَالِحٌ ____________
4. مُعَلِّمَةُ الْوَلَدِ صَالِحَةٌ ____________
5. غُلَامُ زَيْدٍ زَعْلَانٌ ____________
6. غُلَامُ زَيْدِنِ الزَّعْلَانُ ____________
7. غُلَامُ زَيْدِنِ الصَّادِقِ ____________
8. تُجَّارُ الْحَارَةِ الصَّادِقُ ____________
9. طِيْبُ الطَّعَامِ الطَّرِيِّ الْجَيِّدُ ____________
10. لَوْنُ الْوَرْدِ أَحْمَرُ ____________

عربی میں ترجمہ کریں

1. استاد کا نیک شاگرد ____________
2. اللہ کی عظیم نعمت ____________
3. محنتی استاد کا شاگرد نیک ہے۔ ____________

4. محنتی استانی کا نیک شاگرد
5. عذاب کا شدید کوڑا
6. سرخ پھول کی عمدہ خوشبو

7. اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ
8. گائے کا عمدہ گوشت
9. نیک مومنوں کے دل مطمئن ہیں۔

10. صاف ستھرے محلے کا محنتی نانبائی

قرآنی مثالیں

1. اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ (الحج:١)
2. اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (لقمان:١٩)

3. اِنَّ وَعْدَاللّٰهِ حَقٌّ (یونس:٥٥)
4. اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (الکہف:٤٦)

5. اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (المائدۃ:٤)
6. حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ (الذاریات:٢٤)

7. اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝ طَعَامُ الْاَثِيْمِ (الدخان:٤٣،٤٤)

مرکبِ اِضافی (حصہ چہارم)

(Relative Compound-4)

18:1 مثنّٰی کے صیغوں یعنی ـَانِ اور ـَیْنِ اور جمع مذکّر سالم کے صیغوں یعنی ـُوْنَ اور ـِیْنَ کے آخر میں جو نون آتے ہیں انہیں نونِ اعرابی کہتے ہیں۔ مرکبِ اضافی کا ایک اور قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی اسم مذکورہ بالا صیغوں میں مضاف بن کر آتا ہے تو اس کا نونِ اعرابی گر جاتا ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں "مکان کے دونوں دروازے صاف ستھرے ہیں"۔ اس کا ترجمہ اس طرح ہونا چاہئے تھا "بَابَانِ الْبَیْتِ نَظِیْفَانِ" لیکن مذکورہ قاعدے کے تحت بَابَانِ کا نونِ اعرابی گر جائے گا۔ اس لیے ترجمہ ہو گا "بَابَا الْبَیْتِ نَظِیْفَانِ"۔ اسی طرح "بے شک مکان کے دونوں دروازے صاف ہیں" کا ترجمہ ہونا چاہئے تھا "اِنَّ بَابَیْنِ الْبَیْتِ نَظِیْفَانِ" لیکن بَابَیْنِ کا نونِ اعرابی گرنے کی وجہ سے یہ ہو گا اِنَّ بَابَیِ الْبَیْتِ نَظِیْفَانِ۔

18:2 اب ہم جمع مذکّر سالم کی مثال پر اس قاعدہ کا اطلاق کر کے دیکھتے ہیں۔ مثلاً ہم کہتے ہیں "مسجدوں کے مسلمان سچے ہیں"۔ اس کا ترجمہ ہونا چاہئے تھا "مُسْلِمُوْنَ الْمَسَاجِدِ صَادِقُوْنَ" لیکن مُسْلِمُوْنَ کا نونِ اعرابی گرنے سے یہ ہو گا مُسْلِمُو الْمَسَاجِدِ صَادِقُوْنَ۔ اسی طرح اِنَّ مُسْلِمِیْنَ الْمَسَاجِدِ صَادِقُوْنَ کے بجائے اِنَّ مُسْلِمِی الْمَسَاجِدِ صَادِقُوْنَ ہو گا۔ اب ہم اس قاعدے کی بھی کچھ مشق کر لیتے ہیں۔

مشق نمبر - 17 (الف)

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے مرکبات اور جملوں کا ترجمہ کریں:

بَوَّابٌ	دربان	وَسِخٌ	میلا
جَبَلٌ (ج جِبَالٌ)	پہاڑ	جُنْدٌ (ج جُنُوْدٌ)	لشکر
رُمْحٌ (ج رِمَاحٌ)	نیزا	جَرِیٌّ	بہادر
وَجْهٌ (ج وُجُوْهٌ)	چہرہ	بَاسِرٌ	خوف سے بگڑا ہوا
عِنْدَ (ہمیشہ مضاف آتا ہے)	پاس	رَأْسٌ (ج رُؤُوْسٌ)	سر۔چوٹی

اردو میں ترجمہ کریں

1. هُمَا بَوَّابَانِ صَالِحَانِ

2. هُمَا بَوَّابَا الْقَصْرِ

3. أَبَوَّابَا الْقَصْرِ صَالِحَانِ؟

4. إِنَّ بَوَّابَيِ الْقَصْرِ صَالِحَانِ

5. يَدَانِ نَظِيْفَتَانِ وَرِجْلَانِ وَسِخَتَانِ

6. يَدَا طِفْلَةِ زَيْدٍ وَسِخَتَانِ

7. رِجْلَا طِفْلِ الْمُعَلِّمَةِ الصَّغِيْرِ نَظِيْفَتَانِ

8. رُؤُوْسُ الْجِبَالِ الْجَمِيْلَةُ

9. أَمُعَلِّمُو الْمَدْرَسَةِ مُجْتَهِدُوْنَ؟

10. إِنَّ مُعَلِّمِي الْمَدْرَسَةِ مُجْتَهِدُوْنَ

عربی میں ترجمہ کریں

1. وہ دونوں بہادر لشکر ہیں۔

2. کچھ بگڑے ہوئے چہرے

3. بے شک زید کی دونوں کتابیں مشکل ہیں۔

4. زید کی مشکل کتابیں محمود کے پاس ہیں۔

5. کیا محلہ کے مومن (جمع) نیک ہیں؟

6. یقیناً محلہ کے مومن (جمع) نیک ہیں۔

7. چھوٹی بکری کا گوشت اور گائے کا تازہ دودھ بہت ہی عمدہ ہیں۔

8. بے شک دونوں مردوں کے چہرے بگڑے ہوئے ہیں۔

9. حامد اور محمود خوشدل لڑکے ہیں اور وہ عالم زید کے شاگرد ہیں۔

مشق نمبر - 17 (ب)

اب تک مرکبِ اضافی کے جتنے قواعد آپ کو بتائے گئے ہیں ان سب کو یکجا کر کے لکھیں اور انہیں زبانی یاد کریں۔

مرکب اِضافی (حصہ پنجم)
(Relative Compound-5)

19:1 سبق نمبر 13 جملہ اسمیہ (ضمائر) میں ہم نے ضمیروں کے استعمال کی ضرورت اور افادیت کو سمجھنے کے ساتھ ان کا استعمال بھی سمجھ لیا تھا۔ اب ان سے کچھ مختلف ضمیروں کا استعمال ہم نے اس سبق میں سیکھنا ہے۔ اس کے لیے اس مرکب پر غور کریں "لڑکے کی کتاب اور لڑکے کا قلم"۔ اس مرکب میں اسم "لڑکے" کی تکرار بُری لگتی ہے لہٰذا اس بات کی ادائیگی کا بہتر انداز یہ ہے "لڑکے کی کتاب اور اُس کا قلم"۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں "بچی کی استانی اور اس کا اسکول"۔ عربی میں ایسے مقامات پر جو ضمیریں استعمال ہوتی ہیں ان میں بھی غائب مخاطب اور متکلم کے علاوہ جنس اور عدد کے تمام صیغوں کا فرق نسبتاً زیادہ واضح ہے۔ اب ان ضمیروں کو یاد کرلیں۔

19:2 ضمائر مجرورہ متّصلہ

		واحد	مثنّیٰ	جمع
غائب	مذکّر	هٗ - هٖ (His, Him) اس(ایک مذکر) کا	هُمَا - هِمَا (Their, Them) ان (دو مذکر) کا	هُمْ — هِمْ (Their, Them) ان (سب مذکر) کا
	مؤنّث	هَا (Her) اس(ایک مؤنث) کا	هُمَا — هِمَا (Their, Them) ان(دو مؤنث) کا	هُنَّ — هِنَّ (Their, Them) ان (سب مؤنث) کا
مخاطب	مذکّر	كَ (Your, You) تیرا (ایک مذکر)	كُمَا (Your, You) تم دونوں(مذکر) کا	كُمْ (Your, You) تم سب (مذکر) کا
	مؤنّث	كِ (Your, You) تیرا(ایک مؤنث)	كُمَا (Your, You) تم دونوں(مؤنث) کا	كُنَّ (Your, You) تم (سب مؤنث) کا

متکلم	مذکّر و مؤنّث	یَ — یْ (My, Me) میرا	نَا (Ours, Us) ہمارا	نَا (Ours, Us) ہمارا

19:3 ان ضمیروں کا استعمال سمجھنے کے لیے اوپر دی گئی مثالوں کا ترجمہ کریں۔ پہلے مرکب کا ترجمہ ہو گا کِتَابُ الْوَلَدِ وَقَلَمُہٗ۔ اور دوسرے مرکب کا ترجمہ ہو گا مُعَلِّمَۃُ الطِّفْلَۃِ وَمَدْرَسَتُھَا۔ اب ان مثالوں پر ایک مرتبہ پھر غور کریں۔ دیکھیں قَلَمُہٗ (اس کا قلم) اصل میں تھا "لڑکے کا قلم"۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں ہٗ کی ضمیر لڑکے کے لیے آئی ہے جو اس مرکب میں مضاف الیہ ہے۔ اسی طرح مَدْرَسَتُھَا (اُس کا مدرسہ) اصل میں تھا "بچی کا مدرسہ"۔ چنانچہ یہاں ھَا کی ضمیر بچی کے لیے آئی ہے اور وہ بھی مضاف الیہ ہے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ یہ ضمیریں زیادہ تر مضاف الیہ بن کر آتی ہیں اور مضاف الیہ چونکہ ہمیشہ حالتِ جر میں ہوتا ہے اس لیے ان ضمائر کو حالتِ جر میں فرض کر لیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا نام ضمائرِ مجرورہ ہے۔

19:4 یہ بھی نوٹ کر لیں کہ یہ ضمیریں زیادہ تر اپنے مضاف کے ساتھ ملا کر لکھی جاتی ہیں۔ جیسے رَبُّہٗ (اس کا رب)، رَبُّكَ (تیرا رب)، رَبِّیْ (میرا رب)، رَبُّنَا (ہمارا رب) وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا نام ضمائرِ متّصلہ بھی ہے۔

19:5 یہ بات نوٹ کر لیں کہ پہلی یعنی واحد مذکر غائب کی ضمیر ہٗ کو لکھنے اور پڑھنے کے مختلف طریقے ہیں۔ اس کا ایک عام اصول یہ کہ اس ضمیر سے پہلے اگر:

i) پیش یا زبر ہو تو ضمیر پر الٹا پیش (ـٗ) آتا ہے۔ جیسے اَوْلَادُہٗ ، حِسَابُہٗ

ii) علامتِ سکون ہو تو ضمیر پر سیدھا پیش آتا ہے۔ جیسے مِنْهُ

iii) یائے ساکن ہو تو ضمیر پر زیر آتی ہے۔ جیسے فِیْهِ

iv) زیر ہو تو ضمیر پر کھڑی زیر آتی ہے۔ جیسے بِہٖ

19:6 اسی طرح یہ بھی نوٹ کر لیں کہ واحد متکلم کی ضمیر "ی" کی طرف جب کوئی اسم مضاف ہوتا ہے تو تینوں اعرابی حالتوں میں اس کی ایک ہی شکل ہوتی ہے۔ مثلاً "میری کتاب نئی ہے" کا ترجمہ بنتا ہے کِتَابُ ی جَدِیْدٌ۔ اس کو لکھا جائے گا کِتَابِیْ جَدِیْدٌ۔ "یقیناً میری کتاب نئی ہے" کا ترجمہ بنتا ہے اِنَّ کِتَابَ ی جَدِیْدٌ۔ لیکن اس کو بھی اِنَّ کِتَابِیْ جَدِیْدٌ لکھا جائے گا۔ اور "میری کتاب کا ورق" کا ترجمہ بنتا ہے، وَرَقُ کِتَابِیْ۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ یائے متکلم اپنے مضاف کی رفع، نصب کھا جاتی ہے۔

19:7 ایک بات اور ذہن نشین کرلیں۔ اَبٌ (باپ)، اَخٌ (بھائی)، فَمٌ (منہ)، ذُوْ (والا۔ صاحب) یہ الفاظ جب مضاف بن کر آتے ہیں تو مختلف اعرابی حالتوں میں ان کی صورتیں مندرجہ ذیل ہوں گی:

لفظ	رفع	نصب	جر
اَبٌ	اَبُوْ	اَبَا	اَبِيْ
اَخٌ	اَخُوْ	اَخَا	اَخِيْ
فَمٌ	فُوْ	فَا	فِيْ
ذُوْ	ذُوْ	ذَا	ذِيْ

مثلاً اَبُوْهُ عَالِمٌ (اس کا باپ عالم ہے)۔ اِنَّ اَبَاهُ عَالِمٌ (بیشک اس کا باپ عالم ہے)، كِتَابُ اَخِيْكَ جَدِيْدٌ (تیرے بھائی کی کتاب نئی ہے)۔ اس ضمن میں یاد کرلیں کہ لفظ ذُوْ ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا بلکہ اسم ظاہر کی طرف ہوتا ہے۔ مثلاً ذُوْ مَالٍ (صاحبِ مال۔ مال والا) ذَا مَالٍ اور ذِيْ مَالٍ وغیرہ۔

مشق نمبر - 18

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں۔

سَيِّدٌ	سردار۔ آقا	مُسْرِفٌ	فضول خرچ
خَصْمٌ / خَصِمٌ	جھگڑالو	فَوْقَ (مضاف آتا ہے)	اوپر
قَاهِرٌ	زبردست	تَحْتَ (مضاف آتا ہے)	نیچے
هُدًى	ہدایت	مَا (استفہامیہ)	کیا؟
لِسَانٌ	زبان	نُسُكٌ	عبادت۔ قربانی
مِنْضَدَةٌ	میز	صَوْتٌ	آواز

اردو میں ترجمہ کریں

1. اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَ رَبُّکُمْ
2. اُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ
3. اَلْقُرْاٰنُ کِتَابُکُمْ وَ کِتَابُنَا
4. عِنْدَنَا کِتَابٌ حَفِیْظٌ
5. اَللّٰہُ عَالِمُ الْغَیْبِ وَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ
6. رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ
7. اَبُوْھُمَا صَالِحٌ
8. سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ (ح)
9. اَلْکِتَابُ فَوْقَ الْمِنْضَدَۃِ
10. کِتَابِیْ فَوْقَ مِنْضَدَتِكَ

عربی میں ترجمہ کریں

1. آسمان میرے سر کے اوپر ہے۔
2. ہماری کتابیں استاد کی میز کے نیچے ہیں۔
3. بے شک ہمارا رب رحیم غفور ہے۔
4. فاطمہ کے پاس ایک خوبصورت قلم ہے۔
5. تمہاری زبان عربی ہے اور ہماری زبان ہندی ہے۔

قرآنی مثالیں

1. اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ (العنکبوت:۵٦)
2. اِنَّ رَبَّكَ ھُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ (الحجر:۸٦)

3. وَ اَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ (القصص: ٢٣)

4. رَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ (الأنبياء: ١١٢)

5. اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ (يوسف: ٦٩)

6. اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (النازعات: ٢٤)

7. وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا (آل عمران: ١٢٢)

8. وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (الجمعة: ٤)

9. اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ (يوسف: ٢٨)

10. اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ (البقرة: ١٤)

حرفِ ندا

(Interjection)

20:1 ہر زبان میں کسی کو پکارنے کے لیے کچھ الفاظ مخصوص ہوتے ہیں۔ انہیں حرفِ ندا کہتے ہیں اور جس کو پکارا جائے اسے منادیٰ کہتے ہیں۔ جیسے اردو میں ہم کہتے ہیں "اے بھائی"، "اے لڑکے"، اس میں "اے" حرفِ ندا ہے جبکہ "بھائی" اور "لڑکے" منادیٰ ہیں۔ عربی میں زیادہ تر "یَا" حرفِ ندا کے لیے استعمال ہوتا ہے اور منادیٰ کی مختلف قسمیں ہیں جن کے اپنے قواعد ہیں۔ اس وقت ہم اپنی بات کو منادیٰ کی تین قسموں تک محدود رکھیں گے۔

20:2 ایک صورت یہ ہے کہ منادیٰ مفرد لفظ ہو جیسے زَيْدٌ یا رَجُلٌ۔ اس پر جب حرفِ ندا داخل ہوتا ہے تو اسے حالتِ رفع میں ہی رکھتا ہے لیکن تنوین ختم کر دیتا ہے۔ چنانچہ یہ ہو جائے گا یَا زَيْدُ (اے زید)، یَا رَجُلُ (اے مرد)۔

20:3 دوسری صورت یہ ہے کہ منادیٰ معرّف باللّام ہو جیسے اَلرَّجُلُ یا اَلطِّفْلَةُ ان پر جب حرفِ ندا داخل ہوتا ہے تو مذکّر کے ساتھ اَيُّهَا اور مؤنّث کے ساتھ اَيَّتُهَا کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے یَا اَيُّهَا الرَّجُلُ (اے مرد)، یَا اَيَّتُهَا الطِّفْلَةُ (اے بچی)۔

20:4 تیسری صورت یہ ہے کہ منادیٰ مرکبِ اضافی ہو۔ جیسے عَبْدُ اللهِ، عَبْدُ الرَّحْمٰنِ۔ ان پر جب حرفِ ندا داخل ہوتا ہے تو مضاف کو نصب دیتا ہے۔ جیسے یَا عَبْدَ اللهِ، یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ۔ بعض اوقات حرفِ ندا "یَا" کے بغیر صرف عَبْدَ الرَّحْمٰنِ آتا ہے تب بھی اسے منادیٰ مانا جاتا ہے۔ یہ اسلوب اردو میں بھی موجود ہے۔ اکثر ہم لفظ "اے" کے بغیر صرف "عبد الرّحمٰن۔ن۔ن" کو ذرا کھینچ کر بولتے ہیں تو سننے والے سمجھ جاتے ہیں کہ اسے پکارا گیا ہے۔ اسی طرح عربی میں یَا کے بغیر عَبْدَ الرَّحْمٰنِ نصب کے ساتھ ہو تو اسے منادیٰ سمجھا جاتا ہے۔ اسی لیے رَبَّنَا کا ترجمہ ہے "اے ہمارے رب" جبکہ رَبُّنَا کا مطلب ہے "ہمارا رب"۔

20:5 عربی میں میم مشدد (مّ) بھی حرفِ ندا ہے۔ البتہ اس کے متعلق دو باتیں نوٹ کر لیں۔ ایک یہ کہ لفظ "یَا" منادیٰ سے پہلے آتا ہے، جبکہ میم مشدد منادیٰ کے بعد آتا ہے۔ دوسری اور زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اسلام کے آغاز سے پہلے بھی عربی میں میم مشدد صرف اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے لیے مخصوص تھا اور آج تک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ اللہ کے علاوہ کسی اور لفظ کے ساتھ اس کا استعمال آپ کو نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے لیے اصل میں لفظ بنتا ہے "اَللّٰهُ مَّ"۔ پھر اس کو ملا کر اَللّٰهُمَّ لکھتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے "اے اللہ"۔

مشق نمبر - 19

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں اور ان کے نیچے دیئے ہوئے جملوں کا ترجمہ کریں۔

مَعْشَرٌ	جماعت، گروہ	سَارِقٌ	چور
اَلْعِیْرُ	قافلہ	فَاطِرٌ	پیدا کرنے والا

اردو میں ترجمہ کریں

1. یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ
2. فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
3. یَا اَیُّھَا الرَّجُلُ! مَا اسْمُكَ؟
4. یَا سَیِّدِیْ! اِسْمِیْ عَبْدُ اللّٰهِ
5. یَا عَبْدَ اللّٰهِ! هَلْ اَنْتَ خَیَّاطٌ اَوْ نَجَّارٌ
6. مَا اَنَا خَیَّاطًا اَوْ نَجَّارًا یَا سَیِّدِیْ! بَلْ اَنَا بَوَّابٌ
7. یَا اَبَانَا اَنْتَ کَرِیْمٌ
8. یَا زَیْدُ! دُرُوْسُ کِتَابِ الْعَرَبِیِّ سَھْلَةٌ جِدًّا

عربی میں ترجمہ کریں

1. اسرائیل کے بیٹے
2. اے اسرائیل کے بیٹو!
3. اے لڑکے! اُس (مؤنث) کا نام کیا ہے؟
4. اُس کا نام فاطمہ ہے۔

5. عبد الرحمٰن! کیا تمہارے پاس قیامت کا علم ہے؟ 6. نہیں میرے آقا! بلکہ وہ اللہ کے پاس ہے۔

قرآنی مثالیں

1. يَاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (الفجر:٢٧)

2. يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ (الرحمٰن:٣٣)

3. يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ (الأعراف:١٥٨)

4. اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ (آل عمران:٢٦)

5. عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (الزمر:٤٦)

6. اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ (يوسف:٧٠)

مرکب جاری
(Genitive Compound)

21:1 عربی میں کچھ حروف ایسے ہیں کہ جب وہ کسی اسم پر داخل ہوتے ہیں تو اسے حالتِ جر میں لے آتے ہیں۔ مثلاً ان میں سے ایک حرف "فِيْ" ہے جس کے معنی ہیں "میں"۔ یہ جب "اَلْمَسْجِدُ" پر داخل ہو گا تو ہم "فِي الْمَسْجِدِ" (مسجد میں) کہیں گے۔ ایسے حرف کو حرفِ جارّ کہتے ہیں اور ان کے کسی اسم پر داخل ہونے سے جو مرکب وجود میں آتا ہے اسے مرکب جاری کہتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ مثال میں "فِيْ" حرفِ جار ہے اور "فِي الْمَسْجِدِ" مرکب جاری ہے۔

21:2 آپ پڑھ چکے ہیں کہ صفت و موصوف مل کر مرکب توصیفی اور مضاف و مضاف الیہ مل کر مرکبِ اضافی بنتا ہے۔ اسی طرح مرکب جاری میں حرفِ جار کو "جار" کہتے ہیں اور جس اسم پر یہ حرف داخل ہو اسے "مجرور" کہتے ہیں۔ چنانچہ جار و مجرور مل کر مرکب جاری بنتا ہے۔

21:3 اس سبق میں ہم حروفِ جارّہ کے معنی یاد کریں گے اور ان کی مشق کریں گے۔ مشق کرتے وقت صرف یہ اصول یاد رکھیں کہ کوئی حرفِ جار جب کسی اسم پر داخل کریں تو اسے حالتِ جر میں لے آئیں۔ اس کے علاوہ گزشتہ اسباق میں اب تک آپ جو قواعد پڑھ چکے ہیں انہیں ذہن میں تازہ کر لیں کیونکہ مرکب جاری کی مشق کرتے وقت ان میں سے بھی کسی کے اطلاق کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

21:4 مندرجہ ذیل چند حروف جارّہ کے معانی یاد کریں:

حروف	معنی	مثالیں
بِ	میں۔سے۔کو۔ساتھ	بِرَجُلٍ (ایک مرد کے ساتھ)، بِالْقَلَمِ (قلم سے)
فِيْ	میں	فِيْ بَيْتٍ (کسی گھر میں)، فِي الْبُسْتَانِ (باغ میں)
عَلٰى	پر	عَلٰى جَبَلٍ (کسی پہاڑ پر)، عَلَى الْعَرْشِ (عرش پر)
اِلٰى	کی طرف۔تک	اِلٰى بَلَدٍ (کسی شہر کی طرف)، اِلَى الْمَدْرَسَةِ (مدرسہ تک)
مِنْ	سے	مِنْ زَيْدٍ (زید سے)، مِنَ الْمَسْجِدِ (مسجد سے)

لِ	کے واسطے۔کو۔کے	لِزَيْدٍ (زید کے واسطے)
كَ	مانند۔جیسا	كَرَجُلٍ (کسی مرد کی مانند)، كَالْاَسَدِ (شیر کے جیسا)
عَنْ	کی طرف سے	عَنْ زَيْدٍ (زید کی طرف سے)

21:5 حرفِ جار "لِ" کے متعلق ایک بات ذہن نشین کرلیں۔ یہ حرف جب کسی معرّف باللّام پر داخل ہوتا ہے تو اس کا ہمزۃ الوصل لکھنے میں بھی گرجاتا ہے۔ مثلاً اَلْمُتَّقُوْنَ (متقی لوگ) پر جب لِ داخل ہوگا تو اسے لِالْمُتَّقِيْنَ لکھنا غلط ہوگا بلکہ اسے لِلْمُتَّقِيْنَ (متقی لوگوں کے لیے) لکھا جائے گا۔ اسی طرح اَلرِّجَالُ سے لِلرِّجَالِ اور اَللّٰهُ سے لِلّٰهِ ہوگا۔ مزید برآں "لِ" جب ضمائر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو لام پر زیر کے بجائے زبر آتا ہے جیسے لَهٗ، لَهُمْ، لَكُمْ، لَنَا وغیرہ۔ البتہ 'ی' کی ضمیر پر زیر کے ساتھ ہی استعمال ہوتا ہے۔

مشق نمبر - 20

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں:

حَدِيْقَةٌ	باغ	تُرَابٌ	مٹی
بِرٌّ	نیکی	ظُلْمَةٌ	اندھیرا
يَمِيْنٌ	داہنے طرف	شِمَالٌ	بائیں طرف
مَعَ (مضاف آتا ہے)	ساتھ	ظِلٌّ	سایہ

اردو میں ترجمہ کریں

1. فِيْ حَدِيْقَةٍ ______
2. فِي الْحَدِيْقَةِ ______
3. مِنْ تُرَابٍ ______
4. مِنَ التُّرَابِ ______
5. بِالْوَالِدَيْنِ ______
6. عَلٰى صِرَاطٍ ______

7. اِلَی الْمَسْجِدِ
8. لِعَرُوْسٍ
9. لِلْعَرُوْسِ

10. کَشَجَرَةٍ
11. کَظُلُمٰتٍ
12. لَكَ

13. لِیْ
14. مِنِّیْ
15. اِلَیَّ

16. عَلَیْنَا
17. بِیْ
18. عَلَی الْبِرِّ

اردو میں ترجمہ کریں

1. بِسْمِ اللّٰهِ
2. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

3. مِنْ رَّبِّكَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
4. اَلْمُحْسِنُ قَرِیْبٌ مِّنَ الْخَیْرِ وَبَعِیْدٌ مِّنَ الشَّرِّ

5. طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ (ح)

6. لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ

7. هُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ

عربی میں ترجمہ کریں

1. قیامت کے دن تک

2. اندھیروں سے نور کی طرف

3. ایک نور پر ایک نور

4. داہنے اور بائیں طرف سے

5. جنت متقی لوگوں کے لیے ہے۔

6. بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

7. یقیناً اللہ کافروں کے واسطے دشمن ہے۔

8. جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

9. بے شک تیرے رب کی رحمت مومنوں سے قریب ہے اور کافروں سے دور ہے۔

قرآنی مثالیں

1. بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (البقرة:۱۵۳)

2. عَلٰى قَلْبِكَ (البقرة:۹۷)

3. عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ (الرعد:۴۰)

4. فِيْهِمَا عَيْنٰنِ (الرحمٰن:۵۰)

5. اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا (البقرة:۲۱۹)

6. لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (الأنفال:۴)

7. فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (البقرة:۱۰)

8. عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ (ق:۱۷)

9. اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (الأعراف:٥٦)

10. هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرة:١٨٧)

مرکب اشاری (حصہ اول)
(Demonstrative Compound-1)

22:1 ہر زبان میں کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے کچھ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے اردو میں "یہ۔وہ۔اِس۔اُس" وغیرہ ہیں۔ عربی میں ایسے الفاظ کو اسماء الاشارہ کہتے ہیں۔اسماء اشارہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ (i) قریب کے لیے جیسے اردو میں "یہ" اور "اِس" (This/These) ہیں۔(ii) بعید کے لیے جیسے اردو میں "وہ" اور "اُس" (That/Those) ہیں۔

22:2 اشارہ قریب اور اشارہ بعید کے لیے استعمال ہونے والے عربی اسماء یہاں دیئے جا رہے ہیں۔ پہلے آپ انہیں یاد کرلیں، پھر ہم ان کے کچھ قواعد پڑھیں گے اور مشق کریں گے۔

اشارہ قریب

		رفع	نصب	جر	ترجمہ
مذکر	واحد	هٰذَا	هٰذَا	هٰذَا	یہ ایک مذکر
	مثنّٰی	هٰذَانِ	هٰذَيْنِ	هٰذَيْنِ	یہ دو مذکر
	جمع	هٰٓؤُلَآءِ	هٰٓؤُلَآءِ	هٰٓؤُلَآءِ	یہ سب مذکر
مؤنث	واحد	هٰذِهٖ	هٰذِهٖ	هٰذِهٖ	یہ ایک مؤنث
	مثنّٰی	هَاتَانِ	هَاتَيْنِ	هَاتَيْنِ	یہ دو مؤنث
	جمع	هٰٓؤُلَآءِ	هٰٓؤُلَآءِ	هٰٓؤُلَآءِ	یہ سب مؤنث

اشارہ بعید

		رفع	نصب	جر	ترجمہ
مذکر	واحد	ذٰلِكَ	ذٰلِكَ	ذٰلِكَ	وہ ایک مذکر
	مثنّٰی	ذٰنِكَ	ذَيْنِكَ	ذَيْنِكَ	وہ دو مذکر
	جمع	اُولٰٓئِكَ	اُولٰٓئِكَ	اُولٰٓئِكَ	وہ سب مذکر

مؤنث	واحد	تِلْكَ	تِلْكَ	تِلْكَ	وہ ایک مؤنث
	مثنّٰی	تَانِكَ	تَيْنِكَ	تَيْنِكَ	وہ دو مؤنث
	جمع	أُولٰٓئِكَ	أُولٰٓئِكَ	أُولٰٓئِكَ	وہ سب مؤنث

22:3 امید ہے کہ اوپر دیئے ہوئے اسماء اشارہ میں آپ نے یہ بات نوٹ کرلی ہوگی کہ مثنّٰی کے علاوہ بقیہ صیغوں میں یعنی واحد اور جمع میں تمام اسماءِ اشارہ مبنی ہیں۔ اسی طرح اب پیراگراف 6:4 جز(iii) میں پڑھا ہوا یہ سبق بھی دوبارہ ذہن نشین کرلیں کہ تمام اسماءِ اشارہ معرفہ ہوتے ہیں۔

22:4 اسم اشارہ کے ذریعہ جس چیز کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اسے "مُشَارٌ اِلَيْهِ" کہتے ہیں۔ جیسے ہم کہتے ہیں "یہ کتاب"۔ اس میں کتاب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے تو "کتاب" مشار الیہ ہے اور "یہ" اسم اشارہ ہے۔ اس طرح اشارہ و مشار الیہ مل کر مرکبِ اشاری بنتا ہے۔

22:5 عربی میں مشار الیہ عموماً معرف باللّام ہوتا ہے جیسے هٰذَا الْكِتَابُ (یہ کتاب)۔ یہاں یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ هٰذَا معرفہ ہے اور اَلْكِتَابُ معرف باللّام ہے اور چونکہ مشار الیہ معرف باللّام ہوتا ہے، اس لیے هٰذَا الْكِتَابُ کو مرکب اشاری مان کر ترجمہ کیا گیا "یہ کتاب"۔

22:6 یہ بات نوٹ کرلیں کہ اسم اشارہ کے بعد والا اسم اگر نکرہ ہو تو اسے مرکب اشاری نہیں بلکہ جملہ اسمیہ مانیں گے۔ چنانچہ "هٰذَا كِتَابٌ" کا ترجمہ ہوگا "یہ ایک کتاب ہے"۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ هٰذَا معرفہ ہے اور مبتدا عموماً معرفہ ہوتا ہے كِتَابٌ نکرہ ہے اور خبر عموماً نکرہ ہوتی ہے اس لیے "هٰذَا كِتَابٌ" کو جملہ اسمیہ مان کر اس کا ترجمہ کیا گیا "یہ ایک کتاب ہے"۔ اسی طرح تِلْكَ الطِّفْلَةُ مرکب اشاری ہے۔ اس کا ترجمہ ہوگا "وہ بچی" اور تِلْكَ طِفْلَةٌ جملہ اسمیہ ہے اس کا ترجمہ ہوگا "وہ ایک بچی ہے"۔ مرکب اشاری کے کچھ اور قواعد بھی ہیں جن کو ہم آئندہ اسباق میں سمجھیں گے۔ فی الحال ضروری ہے کہ مرکب اشاری اور جملہ اسمیہ کے فرق کو ذہن نشین کرنے کے لیے ہم کچھ مشق کرلیں۔ البتہ مشق کرنے سے پہلے نوٹ کرلیں کہ جنس، عدد اور حالت میں اشارہ اور مشار الیہ میں مطابقت ہوتی ہے۔ اگر مشار الیہ غیر عاقل کی جمع ہو تو اشارہ عموماً واحد مؤنث لایا جاتا ہے مثلاً تِلْكَ الْكُتُبُ (وہ کتابیں) وغیرہ۔

مشق نمبر - 21

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں:

أُمَّةٌ	امّت	فَاكِهَةٌ (ج فَوَاكِهُ)	پھل
سَيَّارَةٌ	موٹر کار	صُوْرَةٌ	تصویر
عُصْفُوْرٌ	چڑیا	دَرَّاجَةٌ	سائیکل
سَبُّوْرَةٌ	بلیک بورڈ	شُبَّاكٌ ۔ نَافِذَةٌ	کھڑکی
حِزْبٌ (ج أَحْزَابٌ)	گروہ۔لشکر	سَاحِرٌ (ج سَحَرَةٌ)	جادوگر

اردو میں ترجمہ کریں

1. هٰذَا الصِّرَاطُ
2. هٰذَا صِرَاطٌ
3. تِلْكَ الْأُمَّةُ
4. تِلْكَ أُمَّةٌ
5. هٰذِهٖ فَاكِهَةٌ
6. هٰذَانِ رَجُلَانِ
7. هٰؤُلَآءِ الرِّجَالُ
8. ذَانِكَ دَرْسَانِ
9. هٰذَانِ الدَّرْسَانِ
10. هَاتَانِ النَّافِذَتَانِ
11. هٰذَانِ شُبَّاكَانِ

عربی میں ترجمہ کریں

1. وہ قلم
2. یہ دو قلم ہیں۔
3. وہ ایک موٹر کار ہے۔
4. یہ موٹر کار
5. یہ تصویر
6. یہ دو استانیاں

7. وہ کچھ استانیاں ہیں۔ 8. یہ ایک کھڑکی ہے۔ 9. یہ ایک چڑیا ہے۔

10. وہ چڑیا 11. یہ سائیکل 12. وہ ایک بلیک بورڈ ہے۔

13. یہ موٹر کاریں 14. وہ کچھ موٹر کاریں ہیں۔ 15. یہ کچھ پھل ہیں۔

قرآنی مثالیں

1. هٰذِهٖ جَهَنَّمُ (یٰسٓ:٦٣)

2. هٰذٰنِ خَصْمٰنِ (الحج:١٩)

3. فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ (القصص:٣٢)

4. هٰذَا غُلٰمٌ (یوسف:١٩)

5. مَا هٰذَا بَشَرًا (یوسف:٣١)

6. اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ (صٓ:١٣)

7. اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ (المزمل:١٩)

8. هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ (النحل:١١٦)

9. ذٰلِكَ الْكِتٰبُ (البقرة:٢)

10. تِلْكَ الْجَنَّةُ (مریم:٦٣)

مرکب اشاری (حصہ دوم)
(Demonstrative Compound-2)

23:1 پچھلے سبق میں ہم نے دیکھا کہ اسم اشارہ کے بعد آنے والا اسم اگر معرف باللّام ہوتا ہے تو وہ اس کا مشار الیہ ہوتا ہے اور اگر نکرہ ہوتا ہے تو اس کی خبر ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں گزشتہ سبق میں ہم نے جو مشق کی ہے اس کی ایک خاص بات یہ تھی کہ اسم اشارہ کے بعد آنے والے تمام اسماء مفرد تھے مثلاً هٰذَا الصِّرَاطُ اور هٰذَا صِرَاطٌ میں صِرَاطٌ مفرد اسم ہے۔ اب یہ سمجھ لیں کہ ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا۔

23:2 کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسم اشارہ کے بعد آنے والا مشار الیہ یا خبر اسم مفرد کے بجائے کوئی مرکب ہوتا ہے۔ مثلاً "یہ مرد" کہنے کے بجائے اگر ہم کہیں "یہ سچا مرد" تو یہاں "سچا مرد" مرکب توصیفی ہے اور اسم اشارہ "یہ" کا مشار الیہ ہے۔ اس کو عربی میں ہم کہیں گے هٰذَا الرَّجُلُ الصَّادِقُ۔ اب یہاں اَلرَّجُلُ الصَّادِقُ مرکب توصیفی ہے اور هٰذَا کا مشار الیہ ہونے کی وجہ سے معرف باللّام ہے۔

23:3 اوپر دی گئی مثال میں مرکب توصیفی اگر نکرہ ہو جائے یعنی رَجُلٌ صَادِقٌ ہو جائے تو اب یہ هٰذَا کا مشار الیہ نہیں ہو گا بلکہ نکرہ ہونے کی وجہ سے هٰذَا کی خبر بنے گا۔ یہی وجہ ہے کہ هٰذَا رَجُلٌ صَادِقٌ کا ترجمہ ہو گا "یہ ایک سچا مرد ہے"۔

23:4 اب تک ہم نے دیکھا ہے کہ اسم اشارہ کے بعد آنے والا اسم مفرد یا مرکب توصیفی اگر نکرہ ہو تو وہ خبر ہوتا ہے اور اسم اشارہ مبتدا ہوتا ہے۔ مثلا تِلْكَ طِفْلَةٌ میں تِلْكَ مبتدا ہے۔ اب یہ بات سمجھ لیں کہ کبھی تو مفرد اسم اشارہ مبتدا بن کر آتا ہے جیسے اوپر کی مثال میں تِلْكَ ہے اور کبھی پورا مرکب اشاری مبتدا بن کر آتا ہے جیسے تِلْكَ الطِّفْلَةُ جَمِيْلَةٌ۔ اس میں دیکھیں تِلْكَ الطِّفْلَةُ مرکب اشاری ہے اور مبتدا ہے۔ اس کے آگے جَمِيْلَةٌ اس کی خبر نکرہ آرہی ہے۔ اس لیے اس کا ترجمہ ہو گا "وہ بچی خوبصورت ہے"۔ اسی طرح هٰذَا الرَّجُلُ الصَّادِقُ جَمِيْلٌ کا ترجمہ ہو گا "یہ سچا مرد خوبصورت ہے"۔

23:5 ایک بات یہ بھی ذہن نشین کر لیں کہ اگر اسم اشارہ مبتدا ہو اور خبر غیر عاقل کی جمع ہو تو تب بھی اسم اشارہ عموماً واحد مؤنث آئے گا۔ مثلاً هٰذِهٖ كُتُبٌ (یہ کتابیں ہیں)۔

مشق نمبر - 22

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں:

رَخِيْصٌ	سستا	ثَمِيْنٌ	مہنگا۔ قیمتی
لَذِيْذٌ	لذیذ۔ خوش ذائقہ	مُفِيْدٌ	فائدہ مند
دَوَآءٌ	دوا	بَلَاغٌ	پیغام
غُرْفَةٌ	کمرہ	ضَيِّقٌ	تنگ
سَرِيْعٌ	تیز رفتار	شِرْذِمَةٌ	گروہ

اردو میں ترجمہ کریں

1. هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ

2. هٰذَا الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ

3. هٰذَا الصِّرَاطُ مُسْتَقِيْمٌ

4. هَاتَانِ الْفَاكِهَتَانِ اللَّذِيْذَتَانِ

5. هَاتَانِ الْفَاكِهَتَانِ لَذِيْذَتَانِ

6. هَاتَانِ فَاكِهَتَانِ لَذِيْذَتَانِ

7. تِلْكَ الْكُتُبُ ثَمِيْنَةٌ

8. تِلْكَ كُتُبٌ ثَمِيْنَةٌ

9. تِلْكَ الْكُتُبُ الثَّمِيْنَةُ نَافِعَةٌ جِدًّا

10. هٰذِهِ الشَّجَرَةُ قَصِيْرَةٌ

11. تِلْكَ شَجَرَةٌ طَوِيْلَةٌ

12. ذٰلِكَ الدَّوَآءُ الْمُرُّ مُفِيْدٌ

13. هٰذَا بَلَاغٌ مُّبِيْنٌ

14. هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ

عربی میں ترجمہ کریں

1. یہ کچھ مہنگے قلم ہیں۔
2. وہ قلم سستے ہیں۔
3. وہ تیز رفتار موٹر کار تنگ ہے۔
4. وہ دو میٹھے پھل ہیں۔
5. یہ دوا کڑوی ہے اور وہ میٹھی دوا ہے۔

قرآنی مثالیں

1. هٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ (الأنبياء:٥٠)
2. اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ (الأعراف:١٠٩)
3. اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ (الصّٰفّٰت:١٠٦)
4. اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ (هود:٧٢)
5. هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (النور:١٦)
6. هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ (النحل:١٠٣)
7. هٰذِهِ الْاَنْهٰرُ (الزخرف:٥١)
8. هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (النمل:١٣)
9. وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ (التين:٣)
10. تِلْكَ الْاَمْثَالُ (الحشر:٢١)
11. تِلْكَ الْقُرٰى (الكهف:٥٩)
12. اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ (الشعراء:٥٤)

مرکب اشاری (حصہ سوم)
(Demonstrative Compound-3)

24:1 گزشتہ اسباق میں ہم دو باتیں سمجھ چکے ہیں۔(i) اسم اشارہ کے بعد اسم مفرد اگر معرّف باللّام ہو تو وہ اس کا مشار الیہ ہوتا ہے اور اگر نکرہ ہو تو اس کی خبر ہوتا ہے (ii) اسم اشارہ کے بعد مرکب توصیفی اگر معرف باللّام ہو تو وہ اس کا مشار الیہ ہوتا ہے اور اگر نکرہ ہو تو اس کی خبر ہوتا ہے۔

24:2 اس سبق میں ہم نے یہ سمجھنا ہے کہ اسم اشارہ کے بعد اگر مرکب اضافی آرہا ہو تو ہم کیسے تمیز کریں گے کہ وہ اسم اشارہ کا مشار الیہ ہے یا خبر ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے پہلے اردو کے جملوں پر غور کریں۔ مثلاً ہم کہتے ہیں "لڑکے کی یہ کتاب"۔ یہ بات سن کر ہمیں معلوم ہو گیا کہ بات ابھی مکمل نہیں ہوئی ہے اس لیے یہ ایک مرکب ہے اور اس میں لفظ "یہ" اسم اشارہ ہے جو لفظ "کتاب" کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اس طرح اس کو ہم نے مرکب اشاری مان لیا۔ اب اگر ہم کہیں "یہ لڑکے کی کتاب ہے" تو اس میں لفظ "ہے" کی وجہ سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ بات مکمل ہو گئی ہے اس لیے یہاں اسم اشارہ "یہ" مبتدا ہے اور مرکب اضافی "لڑکے کی کتاب" اس کی خبر ہے۔ لیکن یہ سہولت ہمیں عربی میں حاصل نہیں ہوگی۔ وہاں مشار الیہ اور خبر میں تمیز کئے بغیر نہ تو صحیح ترجمہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ مذکورہ عبارت مرکب اشاری ہے یا جملہ اسمیہ۔

24:3 اب تک ہم نے یہ پڑھا کہ عربی میں مشار الیہ معرف باللاّم ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے "لڑکے کی یہ کتاب" کا ترجمہ ہونا چاہئے "هٰذَا الْكِتَابُ وَلَدٍ" یا "هٰذَا الْكِتَابُ الْوَلَدِ" لیکن یہ دونوں ترجمے غلط ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ "كِتَابُ الْوَلَدِ" مرکب اضافی ہے جس میں "كِتَابُ" مضاف ہے جس پر لامِ تعریف داخل نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مرکب اضافی اگر مشار الیہ ہو تو اسم اشارہ اس کے بعد لاتے ہیں۔ چنانچہ "لڑکے کی یہ کتاب" کا صحیح ترجمہ ہو گا "كِتَابُ الْوَلَدِ هٰذَا" اب یہ بات یاد کر لیں کہ اسم اشارہ اگر مرکب اضافی کے بعد آرہا ہو تو اسے مرکب اشاری مان کر اسی لحاظ سے اس کا ترجمہ کریں گے۔

24:4 دوسری بات یہ یاد کر لیں کہ اسم اشارہ اگر مرکب اضافی سے پہلے آرہا ہو تو اسے جملہ اسمیہ مان کر اسی لحاظ سے اس کا ترجمہ کریں گے۔ چنانچہ "هٰذَا كِتَابُ الْوَلَدِ" کا ترجمہ ہو گا "یہ لڑکے کی کتاب ہے"۔

24:5 مرکب اشاری کے ضمن میں آخری بات سمجھنے کے لیے اس مرکب پر ایک مرتبہ پھر غور کریں۔ "كِتَابُ الْوَلَدِ هٰذَا" (لڑکے کی یہ کتاب)۔ اس میں اشارہ مضاف یعنی "كِتَابُ" کی طرف کرنا مقصود ہے اور مضاف پر لامِ تعریف داخل

نہیں ہوتا اس لیے ہمیں دقت پیش آئی اور اسم اشارہ کو مرکب اضافی کے بعد لانا پڑا۔ فرض کریں کہ اشارہ مضاف الیہ یعنی "اَلْوَلَدُ" (لڑکے) کی طرف کرنا مقصود ہو۔ مثلاً ہم کہنا چاہتے ہیں "اِس لڑکے کی کتاب"۔ اس صورت میں آپ کو معلوم ہے کہ مشار الیہ پر لام تعریف داخل ہوتا ہے اس لیے اسم اشارہ مضاف الیہ سے پہلے آئے گا۔ چنانچہ "اِس لڑکے کی کتاب" کا ترجمہ ہوگا "کِتَابُ ھٰذَا الْوَلَدِ"۔

24:6 آپ کو یاد ہوگا کہ مرکب اضافی کے سبق (پیراگراف 17:2) میں ہم نے یہ قاعدہ پڑھا تھا کہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان کوئی لفظ نہیں آتا۔ "کِتَابُ ھٰذَا الْوَلَدِ" میں اسم اشارہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان آیا ہے۔ تو اب یہ بات بھی نوٹ کرلیں کہ یہ صورت مذکورہ قاعدہ کا ایک استثناء ہے۔

24:7 مرکبِ اضافی سے متعلق اسمِ اشارہ کے قواعد کا خلاصہ مندرجہ ذیل طریقہ سے یاد کرلیں تو ان شاءاللہ آپ کو آسانی ہوگی:

i) اسم اشارہ اگر مرکب اضافی سے پہلے آئے تو وہ مبتدا ہوتا ہے۔

ii) اسم اشارہ اگر مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان آئے تو وہ مضاف الیہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

iii) اسم اشارہ اگر مرکب اضافی کے بعد آئے تو وہ مضاف کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

مشق نمبر - 23

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں:

اُسْتَاذٌ	استاد	ذَكِيٌّ	ذہین
نَاقَةٌ	اونٹنی	عَمٌّ	چچا
عَمَّةٌ	پھوپھی	خَالٌ	ماموں
خَالَةٌ	خالہ	وَسِخٌ	میلا۔ گندہ
اِمَامٌ	پیشوا	اَمَامَ (مضاف آتا ہے)	سامنے
تِيْنٌ	انجیر	هُدًى	ہدایت

اردو میں ترجمہ کریں

1. شُبَّاكُ الْغُرْفَةِ هٰذَا

2. هٰذَا شُبَّاكُ الْغُرْفَةِ

3. هٰذِهٖ سَيَّارَةُ مُعَلِّمِيْ

4. سَيَّارَةُ مُعَلِّمِيْ هٰذِهٖ

5. سَبُّوْرَةُ الْمَدْرَسَةِ تِلْكَ كَبِيْرَةٌ

6. سَبُّوْرَةُ تِلْكَ الْمَدْرَسَةِ صَغِيْرَةٌ

7. اَاَخُوْكَ هٰذَا عَالِمٌ؟

8. تَمْرُ تِلْكَ الشَّجَرَةِ حُلْوٌ

9. هٰذَا الرَّجُلُ خَالِيْ وَتِلْكَ الْمَرْءَةُ خَالَتِيْ وَهٰذِهٖ عَمَّتِيْ

10. تِلْمِيْذُ الْمَدْرَسَةِ هٰذَا ذَكِيٌّ وَّهُوَ اِمَامُ الْجَمَاعَةِ

عربی میں ترجمہ کریں

1. اُس باغ کی انجیر میٹھی ہے۔

2. میرا یہ شاگرد محنتی ہے۔

3. استاد کا یہ لڑکا نیک ہے۔

4. اِس استاد کا لڑکا کلاس کا مانیٹر ہے۔

5. استاد کی وہ سائیکل تیز رفتار ہے۔

6. کیا یہ تمہاری پھوپھی ہیں؟

7. کھجور کا یہ درخت بہت پرانا ہے۔

8. اے عبد الرحمن، کیا وہ مرد تیرا اماموں ہے؟

9. اِس مدرسہ کا ذہین شاگرد مسجد کے سامنے کھڑا ہے۔

10. مدرسہ کی یہ شاگردہ نیک ہے اور ویسی ہی اِس کی استانی۔

قرآنی مثالیں

1. هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ (الأعراف:۷۳)

2. اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ (يوسف:۹۰)

3. هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ (يوسف:۱۰۸)

4. تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ (البقرة:۱۸۷)

5. هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى (طٰه:۸۸)

6. كَبِيْرُهُمْ هٰذَا (الأنبياء:۶۳)

7. هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ (الأنعام:۷۸)

8. اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ (طٰه:۱۱۷)

9. تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ (هود:۴۹)

10. كِتٰبِيْ هٰذَا (النمل:۲۸)

11. ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ (الأعراف:۱۷۶)

12. تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ (القصص:۸۳)

13. هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ (هود:۷۸)

اسماءاستفہام (حصہ اول)

(Interogative Pronouns-1)

25:1 پیراگراف نمبر 12:3 میں ہم نے پڑھا تھا کہ کسی جملہ کو سوالیہ جملہ بنانے کے لیے اس کے شروع میں أَ (کیا) یاھَلْ (کیا) کا اضافہ کرتے ہیں۔ اب یہ بات نوٹ کرلیں کہ ان کو حروفِ استفہام کہتے ہیں۔ یہ حروف جملہ میں معنوی تبدیلی کے علاوہ نہ تو اعرابی تبدیلی لاتے ہیں اور نہ ہی یہ جملہ میں مبتدا یا فاعل بنتے ہیں۔

25:2 اس سبق میں ہم کچھ مزید الفاظ پڑھیں گے جو کسی جملہ کو سوالیہ جملہ بناتے ہیں۔ ان کو اسماءِ استفہام کہا جاتا ہے۔ یہ جملہ میں مبتدا، خبر یا مفعول بن کر آتے ہیں۔ اس کی مثال ہم اسی سبق میں آگے چل کر دیکھیں گے۔ فی الحال آپ اسماءِ استفہام اور ان کے معانی یاد کرلیں۔

مَا۔مَاذَا	کیا (What)	کَمْ	کتنا (How much)
مَنْ	کون (Who)	اَیْنَ	کہاں (Where)
کَیْفَ (حال پوچھنے کے لیے)	کیسا (How)	اَنّٰی	کہاں سے۔کس طرح سے (From where)
اَیٌّ	کونسا (Which)	اَیَّةٌ	کونسی (Which)
مَتٰی (زمانے سے متعلق)	کب (When)	اَیَّانَ	کب (When)

مذکورہ بالا اسماءِ استفہام میں یہ بات نوٹ کرلیں کہ اَیٌّ اور اَیَّةٌ کے علاوہ باقی اسماءِ استفہام مبنی ہیں۔

25:3 اسماءِ استفہام اپنے بعد والے اسم کے ساتھ مل کر جملہ پورا کردیتے ہیں۔ مثلاً "مَاھٰذَا؟" اس کا ترجمہ ہوگا "یہ کیا ہے؟" اسی طرح مَنْ اَبُوْكَ؟ (تیرا باپ کون ہے؟) اَیْنَ اَخُوْكَ؟ (تیرا بھائی کہاں ہے؟) وغیرہ۔ یہاں نوٹ کریں کہ چونکہ اردو میں اسماءِ استفہام شروع میں نہیں آتے لہٰذا ان کا ترجمہ بعد میں کیا گیا ہے۔

25:4 اَیٌّ اور اَیَّةٌ عام طور پر مضاف بن کر آیا کرتے ہیں اور بعد والے اسم سے مل کر مرکّبِ اضافی بناتے ہیں جس کا ترجمہ میں لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً اَیُّ رَجُلٍ (کون سا مرد)۔ اَیَّةُ النِّسَاءِ (کون سی عورتیں) وغیرہ۔

25:5 اسماءِ استفہام کے چند قواعد مزید ہیں جن کا مطالعہ ہم ان شاء اللہ اگلے اسباق میں کریں گے۔ فی الحال ہم اب تک پڑھے ہوئے قواعد کی مشق کر لیتے ہیں۔

مشق نمبر - 24

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں:

حِبْرٌ	روشنائی۔ سیاہی	قَلَمُ الْحِبْرِ	روشنائی کا قلم۔ فونٹین پین
رَصَاصٌ	سیسہ	قَلَمُ الرَّصَاصِ	سیسہ کا قلم۔ پنسل
ذَهَبَ	وہ گیا	جَآءَ	وہ آیا
اَلَا	سنو۔ آگاہ ہو جاؤ	اَلْئٰنَ	ابھی
دَوَاةٌ	سیاہی کی شیشی	يَسَارٌ	بایاں ہاتھ۔ بائیں
عَصَا	لاٹھی	وَرَآءَ (مضاف آتا ہے)	پیچھے

اردو میں ترجمہ کریں

1. مَا ذٰلِكَ؟ ذٰلِكَ قَلَمُ الْحِبْرِ

2. مَا هٰذِهٖ؟ هٰذِهٖ دَوَاةٌ

3. وَمَا ذَا فِي الدَّوَاةِ؟ فِي الدَّوَاةِ حِبْرٌ

4. مَنْ هٰذَا؟ هٰذَا وَلَدٌ

5. مَا اسْمُ الْوَلَدِ؟ اِسْمُ الْوَلَدِ مَحْمُوْدٌ

6. كَيْفَ حَالُ مَحْمُوْدٍ؟ هُوَ بِخَيْرٍ

7. اَیْنَ اَخُوْكَ الصَّغِيْرُ؟ هُوَ ذَهَبَ اِلَى الْمَدْرَسَةِ

8. مَتٰى ذَهَبَ؟ ذَهَبَ قَبْلَ سَاعَتَيْنِ

9. مَتٰى نَصْرُ اللهِ؟ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللهِ قَرِيْبٌ

عربی میں ترجمہ کریں

1. وہ کیا ہے؟ وہ محمود کی کار ہے۔

2. یہ کیا ہے؟ یہ ایک لڑکے کی سائیکل ہے۔

3. تیرا بڑا لڑکا کہاں ہے؟ وہ گھر میں ہے۔

4. وہ بازار سے کب آیا؟ وہ ابھی آیا ہے۔

اسماء استفہام (حصہ دوم)

(Interogative Pronouns-2)

26:1 اسماءِ استفہام کے شروع میں حروفِ جارّہ لگانے سے ان کے مفہوم میں حروفِ جارّہ کی مناسبت سے کچھ تبدیلی ہو جاتی ہے۔ آپ ان کو یاد کرلیں۔ ان الفاظ کو دائیں سے بائیں پڑھیں تو انہیں سمجھنے اور یاد کرنے میں آسانی ہو گی۔

لِمَا ۔ لِمَاذَا	کس لیے ۔ کیوں	مِمَّا (مِنْ مَا)	کس چیز سے
فِيْمَا	کس چیز میں	عَمَّا (عَنْ مَا)	کس چیز کی نسبت سے کس چیز کے بارے میں
لِمَنْ	کس کا ۔ کس کے لیے	مِمَّنْ (مِنْ مَنْ)	کس شخص سے
مِنْ اَيْنَ	کہاں سے	اِلٰى اَيْنَ	کہاں کو
اِلٰى مَتٰى	کب تک	بِكَمْ	کتنے میں

26:2 اس سبق کا قاعدہ سمجھنے سے پہلے ایک بات اور نوٹ کرلیں۔ مَا پر جب حروفِ جارّہ داخل ہوتے ہیں تو کبھی مَا الف کے بغیر بھی لکھا اور بولا جاتا ہے۔ چنانچہ لِمَا سے لِمَ، فِيْمَا سے فِيْمَ، عَمَّا سے عَمَّ ہو جاتا ہے۔

مشق نمبر - 25

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں:

سَاعَةٌ	گھڑی ۔ گھنٹہ	حَدِيْقَةُ الْحَيْوَانَاتِ	چڑیا گھر
رَاكِبٌ	سواری کرنے والا ۔ سوار	سَمِيْنٌ	موٹا تازہ ۔ فربہ

اردو میں ترجمہ کریں

1. لِمَنْ هٰذَا الْكِتَابُ؟ هٰذَا الْكِتَابُ لِوَلَدٍ

2. بِكَمْ هٰذِهِ الْبَقَرَةُ السَّمِيْنَةُ؟

3. لِمَ اَنْتَ جَالِسٌ فِی الْبَیْتِ؟

4. فِیْمَ مَشْغُوْلٌ اِمَامُ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ؟

5. قَالَ یَا مَرْیَمُ اَنّٰی لَكِ هٰذَا؟ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

6. لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ؟ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

7. اِلٰی اَیْنَ اَنْتَ ذَاهِبٌ؟ اَنَا ذَاهِبٌ اِلَی الْمَكْتَبَةِ

8. مِنْ اَیْنَ اَنْتِ؟ اَنَا مِنْ بَاكِسْتَانَ

اسماءاستفہام (حصہ سوم)

(Interogative Pronouns-3)

27:1 لفظ کَمْ کے دو استعمال ہیں۔ایک تو یہ اسمِ استفہام کے طور پر آتا ہے۔اس وقت اس کے معنی ہوتے ہیں "کتنا یا کتنے"۔دوسرے یہ خبر کے طور پر آتا ہے جسے "کَمْ خبریہ "کہتے ہیں۔اس وقت اس کے معنی ہوتے ہیں "کتنے ہی یا بہت سے"۔

27:2 کَمْ جب استفہام کے لیے آتا ہے تو اس کے بعد والا اسم منصوب، نکرہ اور واحد ہوتا ہے مثلاً کَمْ دِرْهَمًا عِنْدَكُمْ؟ (تمہارے پاس کتنے درہم ہیں؟) کَمْ سَنَةً عُمْرُكَ؟ (تیری عمر کتنے سال ہے؟) چنانچہ کسی جملہ میں اگر کَمْ کے بعد والا اسم منصوب اور واحد ہے تو ہمیں سمجھ جانا چاہیے کہ یہ کَمْ استفہامیہ ہے۔

27:3 "کَمْ" جب خبر کے لیے آتا ہے تو اس کے بعد والا اسم حالتِ جر میں ہوتا ہے۔ یہ واحد بھی ہو سکتا ہے اور جمع بھی۔ مثلاً کَمْ عَبْدٍ اَعْتَقْتُ (کتنے ہی غلام میں نے آزاد کئے)، کَمْ مِّنْ دَنَانِيْرَ اَنْفَقْتُ عَلَى الْفُقَرَاءِ (بہت سے دینار میں نے فقیروں پر خرچ کئے)۔ چنانچہ کسی جملہ میں اگر کَمْ کے بعد والا اسم مجرور ہے، خواہ وہ واحد ہو یا جمع، تو ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ یہ کَمْ خبریہ ہے۔

مشق نمبر - 26

مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی یاد کریں:

سَقِيْمٌ	بیمار	ذَبَحْتُ	میں نے ذبح کیا
شَاةٌ (ج شِيَاهٌ)	بکری	مَعْدُوْدَةٌ	گنی ہوئی۔ گنتی کی چند

اردو میں ترجمہ کریں

1. كَمْ وَلَدًا لَكَ يَا خَالِدُ؟

____

2. لِيْ وَلَدَانِ وَبِنْتٌ وَّاحِدَةٌ

____

3. كَمْ تِلْمِيْذًا حَاضِرٌ فِي الْمَدْرَسَةِ؟

____

4. كَمْ تِلْمِيْذًا غَيْرُ حَاضِرٍ مِّنَ الْمَدْرَسَةِ؟

____

5. لِمَاذَا؟ كَمْ تِلْمِيْذٍ سَقِيْمٌ

____

6. كَمْ شَاةً عِنْدَكَ يَا أُسْتَاذِيْ؟

____

7. عِنْدِیْ شِیَاہٌ مَّعْدُوْدَۃٌ

8. لِمَاذَا؟ کَمْ مِّنْ شَاۃٍ ذَبَحْتُ لِلْفُقَرَاءِ

قرآنی مثالیں

1. مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَی اللّٰہِ (الصف:۱۴)

2. مَا لَوْنُھَا (البقرۃ:۶۹)

3. اَیْنَ الْمَفَرُّ (القیامۃ:۱۰)

4. اَیُّھُمْ بِذٰلِكَ زَعِیْمٌ (القلم:۴۰)

5. مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ (یونس:۴۸)

6. اَیْنَ شُرَكَآءِیَ (القصص:۶۲)

7. فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ (الأنعام:۸۱)

8. اَنّٰی لَهُ الذِّكْرٰی (الفجر:۲۳)

9. مَتٰی ھُوَ (بنی اسرائیل:۵۱)

10. فَمَنْ رَّبُّكُمَا (طٰہٰ:۴۹)

11. لِمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْھَا (المؤمنون:۸۴)

12. مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الرعد:۱۶)

13. وَمَا تِلْكَ بِیَمِیْنِكَ یٰمُوْسٰی (طٰہٰ:۱۷)

مادّہ اور وزن

(Root Word and Pattern)

28:1 اب تک تقریباً گیارہ اسباق میں، جو ذیلی تقسیم کے ساتھ کل ستائیس اسباق پر مشتمل تھے، ہم نے اسم اور اس پر مبنی مرکبات اور جملہ اسمیہ کے بارے میں پڑھا ہے۔ اب ہم عربی زبان میں فعل کے استعمال کے بارے میں کچھ بتانا شروع کریں گے۔ لیکن فعل کے بیان سے پہلے ضروری ہے کہ آپ کو "مادّہ" اور "وزن" کے بارے میں کچھ بتادیا جائے۔ کیونکہ ان دو اصطلاحات کا ذکر بار بار آئے گا۔ نیز یہ کہ اگر آپ نے عربی زبان میں "مادّہ" اور "وزن" کے نظام کو سمجھ لیا تو پھر آپ کے لیے افعال کے استعمالات کو سمجھنا اور انہیں یاد رکھنا آسان ہو جائے گا۔

28:2 "مادّہ" اور "وزن" پر بات شروع کرنے سے پہلے مناسب ہو گا اگر آپ پہلے ذرا درج ذیل مجموعہ ہائے کلمات کو غور سے دیکھیں۔ یہ عربی الفاظ ہیں لیکن چونکہ ان میں سے بیشتر اردو میں بھی استعمال ہوتے ہیں اس لیے امید ہے کہ آپ کو ان کے معانی معلوم کر لینے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔

i) عِلْمٌ ۔ مَعْلُوْمٌ ۔ عَالِمٌ ۔ تَعْلِيْمٌ ۔ عَلَّامَةٌ ۔ مُعَلِّمٌ ۔ اِعْلَامٌ ۔ عُلُوْمٌ ۔

ii) قِبْلَةٌ ۔ قَبُوْلٌ ۔ قَابِلٌ ۔ مَقْبُوْلٌ ۔ اِسْتِقْبَالٌ ۔ اِقْبَالٌ ۔ مُقَابَلَةٌ ۔ تَقَابُلٌ ۔

iii) ضَرْبٌ ۔ ضَارِبٌ ۔ مَضْرُوْبٌ ۔ مُضَارَبَةٌ ۔ مِضْرَابٌ ۔ اِضْطِرَابٌ ۔

iv) كِتَابٌ ۔ كَاتِبٌ ۔ مَكْتُوْبٌ ۔ كِتَابَةٌ ۔ مَكْتَبٌ ۔ مَكْتَبَةٌ ۔ كُتُبَةٌ ۔

v) قَادِرٌ ۔ تَقْدِيْرٌ ۔ مَقْدُوْرٌ ۔ قُدْرَةٌ ۔ قَدِيْرٌ ۔ مِقْدَارٌ ۔ مُقْتَدِرٌ ۔

مندرجہ بالا پانچ گروپوں کے الفاظ پر غور کیجئے اور بتایئے کہ ہر ایک گروپ کے الفاظ میں کون سے ایسے حروف ہیں جو اس گروپ کے تمام الفاظ میں پائے جاتے ہیں یعنی مشترک ہیں۔ اگر آپ ایک گروپ کے الفاظ پر نظر ڈال کر ہی ان کے مشترک حروف بتا سکتے ہیں تو ماشاء اللہ آپ ذہین ہیں۔

28:3 دوسرا طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک گروپ کے ہر ہر لفظ کے حروف الگ الگ کر کے لکھ لیں۔ مثلاً:

گروپ نمبر1	گروپ نمبر2	گروپ نمبر3	گروپ نمبر4	گروپ نمبر5
ع ل م	ق ب ل	ض ر ب	ك ت ا ب	ق ا د ر
م ع ل و م	ق ب و ل	ض ا ر ب	ك ا ت ب	ت ق د ی ر
ع ا ل م	ق ا ب ل	م ض ر و ب	م ك ت و ب	م ق د و ر
ت ع ل ی م	م ق ب و ل	م ض ا ر ب ة	ك ت ا ب ة	ق د ر ة
ع لّ ا م ة	ا س ت ق ب ا ل	م ض ر ا ب	م ك ت ب	ق د ی ر
م ع لّ م	ا ق ب ا ل	ا ض ط ر ا ب	م ك ت ب ة	م ق د ا ر
ا ع ل ا م	ت ق ا ب ل		ك ت ب ة	م ق ت د ر
ع ل و م				

اب آپ ہر کالم کے الفاظ کے ان تمام حروف کو "کراس" (x) لگادیں جو تمام الفاظ میں نہیں پائے جاتے، بلکہ بعض میں ہیں اور بعض میں نہیں ہیں، تو آپ کے پاس ہر لفظ کے صرف وہ حروف بچ جائیں گے جو تمام الفاظ میں مشترک ہیں۔
بہر حال آپ جس طرح بھی معلوم کریں بالآخر آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ:

i) گروپ نمبر1 کے تمام الفاظ میں مشترک حروف "ع ل م" ہیں۔
ii) گروپ نمبر2 کے تمام الفاظ میں مشترک حروف "ق ب ل" ہیں۔
iii) گروپ نمبر3 کے تمام الفاظ میں مشترک حروف "ض ر ب" ہیں۔
iv) گروپ نمبر4 کے تمام الفاظ میں مشترک حروف "ك ت ب" ہیں۔
v) گروپ نمبر5 کے تمام الفاظ میں مشترک حروف "ق د ر" ہیں۔

گویا ہر گروپ کے الفاظ بنیادی طور پر ان تین حروف سے بنائے گئے ہیں جو ان میں مشترک ہیں۔ ان مشترک حروف کو ان الفاظ کا "مادّہ" کہتے ہیں۔ یعنی گروپ نمبر1 کے تمام الفاظ کا مادّہ "ع ل م" ہے۔ اس سے ہم پر یہ بات واضح ہوگئی کہ عربی زبان میں تقریباً تمام کلمات (اسم ہوں یا فعل) کی بنیاد ایک تین حرفی "مادّہ" ہوتا ہے۔

28:4 عربی زبان کی تعلیم خصوصاً "علم الصرف" میں اس "مادّہ" کی بڑی اہمیت ہے۔ علم الصرف کا موضوع اور مقصد ہی یہ ہے کہ ایک مادّہ سے مختلف الفاظ (اسماء اور افعال) کیسے بنائے جاتے ہیں۔ کسی مادّہ سے جو مختلف الفاظ بنتے ہیں ان میں سے بیشتر تو مقررہ قواعد کے تحت بنتے ہیں۔ یعنی ایک مادّہ سے ایک خاص معنی دینے والا لفظ جس طرح ایک مادّہ سے بنے گا، تمام مادّوں

سے اسی قاعدے کے مطابق اس طرح کا لفظ بنایا جاسکتا ہے۔ اس مقصد کے لیے مادّہ کے حروف پر نہ صرف بعض حرکات لگانی پڑتی ہیں بلکہ بعض حروف کا اضافہ بھی ہو جاتا ہے۔ جسے آپ پیراگراف 28:2 میں دیے گئے الفاظ پر نظر ڈال کر معلوم کرسکتے ہیں کیونکہ ان الفاظ کے مادے آپ کو بتائے جاچکے ہیں۔ مثلاً "ع ل م" مادّہ سے لفظ "تَعْلِيْمٌ" بنانے کا طریقہ یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ پہلے "تَ" لگاؤ۔ اسکے بعد مادّہ کے پہلے حرف "ع" کو سکون دے کر لکھو۔ "تَعْ" بن گیا۔ اب اس کے بعد مادہ کے دوسرے (درمیانی) حرف "ل" کو زیر دے کر لکھو اور اس کے بعد ایک ساکن "یْ" لگاؤ۔ یہاں تک لفظ "تَعْلِیْ" بن گیا۔ اب آخر پر مادّہ کا آخری حرف "م" لکھ کر اس پر تنوین رفع (ـٌ) لگادیں لفظ "تَعْلِيْمٌ" بن گیا۔

28:5 آپ نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ کسی مادہ سے لفظ بنانے کا طریقہ اس طرح سمجھانا تو بڑا مشکل، طویل، اور پیچیدہ کام ہے۔ عربی زبان کے قواعد بنانے والوں نے اسی مشکل کو آسان کرنے کے لیے یہ طریقہ نکالا کہ انہوں نے مادّہ کے تین حرفوں (1، 2، 3) کا نام (ف ع ل) مقرر کردیا ہے۔ یعنی مادوں کے حرفوں کو نمبر لگا کر 1، 2، 3 کہنے یا پہلا، درمیانی اور آخری کہنے کے بجائے نمبر 1 یا پہلے حرف کو "ف"، نمبر 2 یا درمیانی کو "ع" اور نمبر 3 یا آخری کو "ل" کہتے ہیں۔ مثلاً "قدر" میں فا کلمہ "ق" ہے، عین کلمہ "د" ہے اور لام کلمہ "ر" ہے۔ جس مادہ سے کوئی لفظ بنانا ہو تو پہلے "ف ع ل" سے اس طرح کا لفظ بطور نمونہ بنالیا جاتا ہے اور پھر کسی بھی متعلقہ مادّہ سے اس "نمونے" کے مطابق لفظ بنایا جاسکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ نمونے کی "ف" کی جگہ مادّہ کا پہلا حرف، "ع" کی جگہ مادّہ کا دوسرا حرف اور "ل" کی جگہ تیسرا حرف رکھ دیں باقی حرکات اور زائد حروف "نمونے" کے مطابق لگادیں۔ مثلاً **فَاعِلٌ** اور **مَفْعُوْلٌ** کے نمونے پر مختلف مادّوں سے جو الفاظ بنتے ہیں ان کی مثال درج ذیل ہے:

مادہ	نمونے	
ف ع ل	فَ ا عِ لٌ	مَ فْ عُ وْ لٌ
ع ل م	عَالِمٌ	مَعْلُوْمٌ
ق ب ل	قَابِلٌ	مَقْبُوْلٌ
ض ر ب	ضَارِبٌ	مَضْرُوْبٌ
ك ت ب	كَاتِبٌ	مَكْتُوْبٌ
ق د ر	قَادِرٌ	مَقْدُوْرٌ

28:6 اب ذرا یہ بات بھی سمجھ لیجئے بلکہ یاد رکھئے کہ "ف ع ل" سے نمونے کے طور پر بننے والے لفظ کو عربی گرامر کی زبان میں "وزن" کہتے ہیں۔ یعنی "**فَاعِلٌ**" ایک وزن ہے اور "**مَفْعُوْلٌ**" بھی ایک وزن ہے۔ اب آپ نے یہی سیکھنا ہے کہ کسی مادّہ سے مختلف اوزان (وزن کی جمع) کے مطابق لفظ کس طرح بناتے ہیں۔ مادّہ اور وزن کی اس پہچان کا تعلق عربی ڈکشنری یعنی لغت کے استعمال سے بھی ہے۔ جس پر آگے چل کر بات کریں گے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

مشق نمبر- 27 (الف)

ذیل میں کچھ مادّے اور ان کے ساتھ کچھ اوزان دیے جارہے ہیں۔ آپ کو ہر مادّہ سے اس گروپ میں دیئے گئے تمام اوزان کے مطابق الفاظ بنانے ہیں۔

	مادّے	اوزان	الفاظ
گروپ نمبر1	ر ف ع	فَعَلَ	
	ج ر ح	يَفْعَلُ	
	ذ ہ ب	فَعَلْتُمْ	
	ج ح د	يَفْعَلُوْنَ	
	ق ط ع	اِفْعَلْ	
گروپ نمبر2	ش ر ب	فَعِلَ	
	ح م د	فَعِلَتْ	
	ل ب ث	تَفْعَلُ	
	ف ہ م	تَفْعَلِيْنَ	
	ض ح ك	اَفْعَلُ	

گروپ نمبر3	ق ر ب	فَعُلَ	
	ب ع د	فَعُلْنَ	
	ث ق ل	تَفْعُلْنَ	
	ح س ن	تَفْعُلَانِ	
	ع ظ م	اَفْعُلُ	

مشق نمبر- 27 (ب)

پیراگراف28:2 میں الفاظ کے پانچ گروپ دیے گئے ہیں۔ ہر گروپ کا مادّہ پیراگراف 28:3 میں آپ کو بتادیا گیا ہے۔ اس علم کی بنیاد پر اب آپ ہر گروپ کے ہر لفظ کا وزن لکھیں۔ مثلاً پیراگراف28:2 کے گروپ نمبر4 میں ایک لفظ "مَكْتَبَةٌ" ہے۔ اور آپ کو بتادیا گیا ہے کہ اس گروپ کے تمام الفاظ کا مادّہ "ك ت ب" ہے۔ اب آپ کو کرنا یہ ہے کہ لفظ " مَكْتَبَةٌ " میں مادے کے پہلے حرف "ك" کو "ف" سے تبدیل کر دیں۔ اسی طرح مادے کے دوسرے حرف "ت" کو "ع" سے اور آخری حرف "ب" کو "ل" سے تبدیل کر دیں۔ بقیہ حروف اپنی اپنی جگہ رہنے دیں اور زبر، زیر، پیش میں کوئی تبدیلی نہ کریں۔ اس طرح آپ کو لفظ کا وزن معلوم ہو جائے گا۔ یہ کام اس طرح کریں:

مَ كْ تَ بَ ةٌ = مَكْتَبَةٌ　　　　مَ فْ عَ لَ ةٌ = مَفْعَلَةٌ

____

____

____

____

ضروری ہدایت:

مذکورہ بالا مشقیں کرتے وقت الفاظ کے معانی کی بالکل فکر نہ کریں۔ آگے چل کر ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے معانی بھی معلوم ہو جائیں گے۔ فی الحال مادہ اور وزن کے نظام(System) کو سمجھنے اور اس کی مشق کرنے پر اپنی پوری توجہ کو مرکوز رکھیں۔ الفاظ کے معانی سمجھے بغیر اس نظام کی مشق کرنے سے آپ بہت جلد اس پر گرفت حاصل کر لیں گے۔

فعل ماضی معروف

(Past Tense Active Voice)

تعریف، وزن اور گردان

(Definition, Pattern and Conjugation)

29:1 گزشتہ سبق میں مادّہ اور وزن کا مفہوم سمجھنے کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ اندازہ بھی ہو گیا ہو گا کہ مختلف مادّوں سے جو مختلف الفاظ (اسماء و افعال) بنتے ہیں ان کے مخصوص اوزان ہیں۔ عربی میں ایسے اوزان کی تعداد تو خاصی ہے لیکن خوش قسمتی سے زیادہ استعمال ہونے والے اوزان نسبتاً کم ہیں۔ ان کو یاد کر لینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے اور آہستہ آہستہ بکثرت استعمال ہونے والے اوزان سے آپ کو آگاہ کرنا ہی ہمارا مقصد ہے۔

29:2 گزشتہ سبق میں آپ نے ملاحظہ کیا ہو گا کہ کسی مادّے سے الفاظ بناتے وقت مادّہ کے حروف میں کچھ زائد حروف کا اضافہ کرنا پڑتا ہے اور حرکات لگانی ہوتی ہیں۔ مثلاً "ق ب ل" مادّہ سے "قَابِلٌ" بنانے میں حرکات کے علاوہ ایک حرف "الف" کا اضافہ ہوا ہے۔ مگر اسی مادّہ سے لفظ "اِسْتِقْبَالٌ" بنانے میں حرکات کے علاوہ "ا س ت ا" کا اضافہ کرنا پڑا ہے۔ اِس صورت حال کے پیش نظر ایک طالبِ علم کے ذہن میں اُلجھن پیدا ہوتی ہے کہ وہ کس طرح معلوم کرے کہ کسی فعل یا اسم میں اس کے مادّے کے حروف کون سے ہیں؟ اِس اُلجھن کے حل کے لیے یہ بات یاد کر لیں کہ ایسا لفظ جس میں مادّے کے حروف سے زائد کوئی حرف نہ ہو عموماً فعل ماضی کا پہلا صیغہ ہوتا ہے۔ فعل ماضی کے پہلے صیغے کے متعلق اسی سبق میں آگے چل کر بات ہو گی۔

29:3 اب ہم "فعل" پر بحث کا باقاعدہ آغاز کر رہے ہیں۔ چنانچہ اب ہم مختلف مادّوں سے فعل بنانا سیکھیں گے اور مختلف افعال کے اوزان پڑھیں گے۔ لیکن اس سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عربی زبان میں فعل کے استعمال کی چند بنیادی باتیں بیان کر دی جائیں۔

29:4 اس کتاب کے پیراگراف 1:8 میں ہم آپ کو بتا چکے ہیں کہ ایسا لفظ بھی اسم ہوتا ہے جس کے معنی میں کوئی کام کرنے کا مفہوم ہو لیکن اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ نہ پایا جاتا ہو۔ ایسے اسم کو "مصدر" کہتے ہیں۔ اس حوالے سے یہ بات دوبارہ ذہن نشین کر لیں کہ ہر زبان کی طرح عربی زبان کے افعال میں بھی وقت اور زمانہ کا مفہوم ہوتا ہے۔ محض کام کرنے کا مفہوم کافی نہیں ہے۔ مثلاً عِلْمٌ کے معنی ہیں "جاننا" اور ضَرْبٌ کے معنی ہیں "مارنا"۔ مگر عِلْمٌ یا

ضَرْبٌ فعل نہیں ہیں بلکہ یہ اسم ہی ہیں اور ان کے آخر پر اسم کی علامت "تنوین" بھی موجود ہے۔ لیکن جب ہم کہتے ہیں عَلِمَ جس کے معنی ہیں "اس نے جان لیا" یا یَضْرِبُ جس کے معنی ہیں "وہ مارتا ہے"۔ تو اب عَلِمَ اور یَضْرِبُ فعل کہلائیں گے کیونکہ ایک میں گزشتہ وقت کا اور دوسرے میں موجودہ وقت کا تصوّر موجود ہے۔

29:5 دنیا کی دیگر زبانوں کی طرح عربی میں بھی بلحاظ زمانہ فعل کی تقسیم سہ گانہ ہے یعنی

i) **فعل ماضی**: جس میں کسی کام کے گزشتہ زمانہ میں ہونے کا مفہوم ہو۔

ii) **فعل حال**: جس میں کسی فعل کے موجودہ زمانہ میں ہونے کا مفہوم ہو اور

iii) **فعل مستقبل**: جس میں کسی کام کے آئندہ آنے والے زمانہ میں ہونے یا کرنے کا مفہوم ہو۔

فعل کی بلحاظ زمانہ یہی تقسیم اردو اور فارسی میں بھی مستعمل ہے اور انگریزی میں اسی کو *Past Tense*، *Present Tense* اور *Future Tense* کہتے ہیں۔ کسی فعل سے مختلف زمانوں کا مفہوم رکھنے والے مختلف الفاظ (جنہیں صیغے کہتے ہیں) بنانا کسی زبان کو سیکھنے کا نہایت اہم حصّہ ہے۔ جس پر بہر حال طلبہ کو خاصی محنت کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ اب ہم عربی زبان کے فعل ماضی کے صیغوں پر بات کرتے ہیں۔ فعل حال اور مستقبل پر ان شاء اللہ آگے چل کر بات ہوگی۔

29:6 اس کتاب کے پیرا گراف *14:3* میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ عربی میں ضمائر کے استعمال میں نہ صرف غائب، مخاطب اور متکلم کا فرق ملحوظ رکھا جاتا ہے بلکہ جنس اور عدد کی بھی تفریق ہوتی ہے۔ پھر عدد کے لیے واحد اور جمع کے علاوہ تثنیٰ کے لیے بھی الگ ضمیریں ہوتی ہیں۔ اس طرح عربی میں ضمائر کی کل تعداد *14* ہے۔ اسی طرح عربی میں فعل کے مختلف صیغوں کی تعداد بھی *14* ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا بھر کی زبانوں میں کسی فعل کے مختلف صیغوں کی تعداد اس زبان میں استعمال ہونے والی ضمیروں کے مطابق ہی ہوتی ہے۔ کسی زبان میں ضمیروں کے مطابق فعل کے صیغے بنانے کو اردو اور فارسی میں فعل کی "گردان" کہتے ہیں۔ عربی میں اسے فعل کی "تصریف" کہتے ہیں جبکہ انگریزی میں اسے *Conjugation* یا *Persons of Verb* کا نام دیا گیا ہے۔

29:7 دنیا کی بعض زبانوں میں فعل کی گردان میں ہر صیغے *(Persons of Verb)* کے فعل کو ایک مقررہ شکل کے ساتھ ہر دفعہ ضمیر بھی مذکور ہوتی ہے۔ مثلاً اردو میں ماضی کی گردان عموماً یوں ہوتی ہے:

وہ گیا۔ وہ گئے۔ تو گیا۔ تم گئے۔ میں گیا۔ ہم گئے۔

وہ گئی۔ وہ گئیں۔ تو گئی۔ تم گئیں۔ میں گئی۔ ہم گئیں۔

جبکہ بعض افعال کی گردان اس طرح ہوتی ہے کہ مذکر مونث یکساں رہتا ہے۔ مثلاً: اس نے مارا۔ انہوں نے مارا۔ تو نے

مارا۔ تم نے مارا۔ میں نے مارا۔ ہم نے مارا۔ انگریزی میں ماضی کی گردان یوں ہوتی ہے:

I WENT - WE WENT - YOU WENT - HE WENT - THEY WENT

آپ نے نوٹ کر لیا ہو گا کہ اردو گردان غائب کی ضمیروں سے شروع ہو کر متکلم کی ضمیروں پر ختم کرتے ہیں۔ اس کے برعکس انگریزی میں متکلم سے شروع کر کے غائب پر ختم کرنے کا رواج ہے۔

29:8 بعض زبانوں میں گردان کے ہر صیغے کے ساتھ بار بار ظاہراً ضمیر نہیں لائی جاتی۔ بلکہ صیغے ہی اس طرح بنائے جاتے ہیں کہ ہر صیغے میں فاعل کی ضمیر اس صیغے کی بناوٹ سے سمجھی جاسکتی ہے۔ عربی اور فارسی میں فعل کی گردان اسی طریقے پر کی جاتی ہے۔ چنانچہ عربی میں ضمیروں کی مستعمل تعداد کے مطابق فعل کی گردان بھی چودہ صیغوں میں کی جاتی ہے۔ بظاہر یہ تعداد زیادہ نظر آتی ہے لیکن جب آپ اس کی یکسانیت اور باقاعدگی کا مقابلہ اردو افعال کی بے قاعدہ گردانوں اور انگریزی میں افعال کی بکثرت اور پیچیدہ صورتوں (TENSES) کے ساتھ کریں گے تو اسے بدرجہا آسان پائیں گے۔

29:9 عربی میں فعل ماضی کی گردان مختلف ضمیروں کے فاعل ہونے کے لحاظ سے یوں ہو گی۔

گردان فعل ماضی معروف

		واحد	مثنیٰ	جمع
غائب	مذکر	فَعَلَ	فَعَلَا	فَعَلُوْا
		اس (ایک مذکر) نے کیا	ان (دو مذکروں) نے کیا	ان (بہت سے مذکروں) نے کیا
	مؤنث	فَعَلَتْ	فَعَلَتَا	فَعَلْنَ
		اس (ایک مؤنث) نے کیا	ان (دو مؤنث) نے کیا	ان (بہت سی مؤنث) نے کیا
مخاطب	مذکر	فَعَلْتَ	فَعَلْتُمَا	فَعَلْتُمْ
		تو (ایک مذکر) نے کیا	تم (دو مذکر) نے کیا	تم (بہت سے مذکر) نے کیا
	مؤنث	فَعَلْتِ	فَعَلْتُمَا	فَعَلْتُنَّ
		تو (ایک مؤنث) نے کیا	تم (دو مؤنث) نے کیا	تم (بہت سی مؤنث) نے کیا
متکلم	مذکر	فَعَلْتُ	فَعَلْنَا	فَعَلْنَا
	مؤنث	میں نے کیا	ہم دو نے کیا	ہم سب نے کیا

29:10 اس گردان کو یاد کرنے اور ذہن میں بٹھانے کے لیے اسے کئی دفعہ زبان سے دہرانا بھی ضروری ہے۔ مگر ہر ایک صیغے میں ہونے والی تبدیلی کو ذیل کے نقشے کی مدد سے بھی ذہن میں رکھا جاسکتا ہے۔ اس نقشے میں ف ع ل کلمات کو تین چھوٹی لکیروں سے ظاہر کیا گیا ہے۔ اس سے آپ تینوں کلمات کی حرکات (یعنی زبر، زیر وغیرہ) اور ان کے ساتھ ہر صیغے میں ہونے والے اضافے کو سمجھ سکتے ہیں۔

		واحد	مثنیٰ	جمع
غائب	مذکر	ـَـَـَ	ـَـَـَا	ـَـَـُوْا
	مؤنث	ـَـَـَتْ	ـَـَـَتَا	ـَـَـْنَ
مخاطب	مذکر	ـَـَـْتَ	ـَـَـْتُمَا	ـَـَـْتُمْ
	مؤنث	ـَـَـْتِ	ـَـَـْتُمَا	ـَـَـْتُنَّ
متکلم	مذکر و مؤنث	ـَـَـْتُ	ـَـَـْنَا	ـَـَـْنَا

29:11 اس نقشہ میں آپ نوٹ کریں کہ پہلے پانچ صیغوں میں لام کلمہ متحرک ہے۔ اس کے چھٹے صیغے سے جب لام کلمہ ساکن ہوتا ہے تو پھر آخر تک ساکن ہی رہتا ہے۔ اس کے علاوہ ضمائر مرفوعہ میں مخاطب کی چھ ضمیروں کو ذہن میں تازہ کریں، جو یہ ہیں: اَنْتَ، اَنْتُمَا، اَنْتُمْ، اَنْتِ، اَنْتُمَا، اَنْتُنَّ۔ اب نوٹ کریں کہ مذکورہ گردان میں مخاطب کے صیغوں میں انہی ضمائر کے آخری حروف کا اضافہ ہوا ہے۔

29:12 اسی سبق کے پیراگراف 29:2 میں ہم نے کہا تھا کہ کسی لفظ کے مادّوں کی پہچان فعل ماضی کے پہلے صیغے سے ممکن ہوتی ہے۔ اب اس نقشے پر غور کرنے سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اس میں صرف پہلا یعنی واحد مذکر غائب کا صیغہ ایسا ہے جس میں ف ع ل کلمات یعنی مادے کے حروف کے ساتھ کسی اور حرف کا اضافہ نہیں ہوا ہے، اسی لیے الفاظ کے مادّوں کی پہچان اس کے فعل ماضی کے پہلے صیغے سے کی جاتی ہے، جیسے **طَلَبَ** "اس (ایک مذکر) نے طلب کیا" کا مادّہ ط ل ب ہے۔ **فَتَحَ** "اس (ایک مذکر) نے کھولا" کا مادّہ ف ت ح ہے وغیرہ۔

29:13 دوسری بات یہ سمجھ لیں کہ فعل ماضی کے تین اوزان ہیں: **فَعَلَ**، **فَعِلَ**، **فَعُلَ** اوپر صرف **فَعَلَ** کی گردان دی گئی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کو تین گردانیں یاد کرنی ہوں گی۔ گردان تو صرف ایک یاد کرنی ہے۔ اس لیے کہ گردان کا طریقہ ایک ہی ہے۔ بس یہ خیال رکھنا ہوتا ہے کہ جو فعل **فَعِلَ** کے وزن پر آتا ہے اس کے تمام صیغوں میں مادے کے دوسرے حرف یعنی عین کلمہ پر کسرہ یعنی زیر (ـِ) لگانی اور پڑھنی ہو گی، جیسے **فَعِلَ**۔ **فَعِلَا**۔

فَعِلُوْا سے آخر تک۔ اسی طرح **فَعُلَ** کے وزن میں ہر جگہ عین کلمے پر پیش (ُ) لگے گا۔ **فَعُلَ - فَعُلَا - فَعُلُوْا** سے آخر تک۔

29:14 ضمنی طور پر ایک بات اور سمجھ لیں کہ عربی میں زیادہ تر افعال تین حروف پر مشتمل ہوتے ہیں جنہیں "ثُلاثی" کہتے ہیں جبکہ کچھ افعال ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا اصل مادّہ ہی چار حروف پر مشتمل ہوتا ہے، ان کو "رُباعی" کہتے ہیں۔ چونکہ عربی کے تقریباً 90 فیصد افعال سہ حرفی مادّوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس لیے فی الحال ہم خود کو ثلاثی تک ہی محدود رکھیں گے۔

مشق نمبر- 28

مندرجہ ذیل افعال کی ماضی کی گردان لکھیں اور صیغہ کے معانی بھی لکھیں۔ گردان لکھتے وقت عین کلمے کی حرکت کا خیال رکھیں۔

دَخَلَ	وہ داخل ہوا	فَرِحَ	وہ خوش ہوا
غَلَبَ	وہ غالب ہوا	ضَحِكَ	وہ ہنسا
قَرُبَ	وہ قریب ہوا	بَعُدَ	وہ دور ہوا

فعل ماضی کے ساتھ فاعل کا استعمال
(Use of Subject with Past Tense)

30:1 اس مرحلے پر ضروری ہے کہ ہم چند ایسے جملوں کی مشق کریں جس میں فعل ماضی استعمال ہوا ہو۔ لیکن اس سے پہلے درج ذیل چند باتیں سمجھنا ضروری ہیں تاکہ آپ کو جملے بنانے میں آسانی ہو۔

30:2 اس کتاب کے پیراگراف 7:5 میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ جس جملہ کی ابتدا کسی اسم سے ہو وہ جملہ اسمیہ ہوتا ہے اور جس کی ابتدا کسی فعل سے ہو وہ جملہ فعلیہ ہوتا ہے۔ اب یہ بھی سمجھ لیں کہ جس طرح جملہ اسمیہ کے کم از کم دو حصّے (مبتدا اور خبر) ہوتے ہیں اسی طرح ہر ایک جملہ فعلیہ کے بھی کم از کم دو حصّے ہوتے ہیں یعنی فعل اور فاعل۔ کسی جملہ کے دو سے زیادہ حصّے ہوسکتے ہیں لیکن کم از کم دو ضروری ہیں، جملہ اسمیہ میں مبتدا، خبر اور جملہ فعلیہ میں فعل، فاعل۔

30:3 اب آپ غور کریں کہ گردان کے جو چودہ صیغے آپ نے یاد کیے ہیں ان میں سے ہر ایک صیغہ مستقل جملہ فعلیہ ہے۔ اس لیے کہ ان میں سے ہر ایک میں فعل کے علاوہ فاعل بصورت ضمیر موجود ہے۔ گردان کے دوسرے نقشے میں مادے ف ع ل کے بعد جہاں کہیں "ا"، "تَ"، "نَا" وغیرہ آئے ہیں تو وہ دراصل متعلقہ فاعلی ضمیر کی علامت ہیں۔ اور ان صیغوں کا ترجمہ کرتے وقت اس ضمیر کا ترجمہ ساتھ کیا جاتا ہے۔ اور اگر فاعلی ضمیر والے اردو جملہ کا عربی میں ترجمہ کرنا ہو تو فعل کا متعلقہ صیغہ بنالینا ہی کافی ہے۔ مثلاً "ہم خوش ہوئے"۔ فَرِحْنَا "تو بیٹھا"۔ جَلَسْتَ وغیرہ۔

30:4 لیکن اکثر صورت یہ ہوتی ہے کہ فاعل کوئی اسم ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی ضمیر کے بجائے کسی شخص یا چیز کا نام ہوتا ہے۔ نوٹ کرلیں کہ ایسی صورت میں عموماً فاعل، فعل کے بعد آتا ہے اور وہ ہمیشہ حالتِ رفع میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً فَرِحَ الْوَلَدُ (لڑکا خوش ہوا)۔ سَمِعَ اللّٰهُ (اللہ نے سن لیا) وغیرہ۔

30:5 فعل ماضی پر "مَا" لگا دینے سے اس میں نفی کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً مَا فَرِحَ "وہ (ایک مذکر) خوش نہیں ہوا"۔ مَا كَتَبْتَ "تو نے نہیں لکھا"۔ مَا كَتَبَتِ الْمُعَلِّمَةُ (اُستانی نے نہیں لکھا) جو دراصل كَتَبَتْ الْمُعَلِّمَةُ تھا، جس میں اَلْمُعَلِّمَةُ کے ہمزۃ الوصل کی وجہ سے كَتَبَتْ کی ساکن "ت" کو آگے ملانے کے لیے حسبِ قاعدہ کسرہ (زیر) دیا گیا ہے۔ یہ قاعدہ آپ پیراگراف 7:9 میں پڑھ چکے ہیں۔

ذخیرہَ الفاظ

قَرَءَ	اس (ایک مذکر) نے پڑھا	کَتَبَ	اس(ایک مذکر) نے لکھا
فَتَحَ	اس(ایک مذکر) نے کھولا	اَکَلَ	اس(ایک مذکر) نے کھایا
سَمِعَ	اس(ایک مذکر) نے سنا	اَلْاٰنَ	اب، ابھی (نصب پر مبنی ہے)
اِلَی الْاٰنَ	اب تک	لِمَ	کیوں

مشق نمبر - 29

اردو میں ترجمہ کریں:

1. دَخَلَ مُعَلِّمٌ

2. فَرِحْتُنَّ

3. ضَحِكْتَا

4. كَتَبَ الْمُعَلِّمُ

5. لِمَ مَا اَكَلُوْا اِلَى الْاٰنَ

6. فَتَحَ الْبَوَّابُ

7. قَرَاَتْ فَاطِمَةُ

8. فَرِحْتُ الْاٰنَ

9. لِمَ بَعُدْتُمْ

10. كَتَبْنَ

11. غَلَبْتُمَا

12. اَكَلَتْ طِفْلَةٌ

13. قَرُبَ بَوَّابٌ

14. ضَحِكَتِ الْاُمُّ

15. مَا ضَحِكَتِ الْمُعَلِّمَةُ

16. لِمَ مَا كَتَبْتُمْ اِلَى الْاٰنَ

عربی میں ترجمہ کریں:

1. ہم سب لوگ ہنسے۔
2. تو خوش ہوئی۔
3. ایک استانی نے پڑھا۔
4. تم لوگوں نے کیوں کھایا؟
5. ایک دربان دور ہوا۔
6. میں نے کھولا۔
7. تم سب داخل ہوئیں۔
8. جماعت غالب ہوئی۔

جملہ فعلیہ کے مزید قواعد
(More Rules of Verbal Sentence)

31:1 گزشتہ سبق میں آپ نے سادہ جملہ فعلیہ کی کچھ مشق کرلی ہے۔ آپ جملہ فعلیہ کا ایک اہم قاعدہ یاد کرلیں اور وہ یہ کہ جب فاعل کوئی اسم ظاہر ہو تو جملہ فعلیہ میں فعل ہمیشہ صیغہ واحد میں آئے گا۔ فاعل چاہے واحد ہو، مثنّٰی ہو، یا جمع ہو۔ یہ بات آپ آگے دی ہوئی مثالوں کی مدد سے خوب ذہن نشین کرلیں۔

31:2 مثلاً ہم کہیں گے دَخَلَ الْمُعَلِّمُ (استاد داخل ہوا)، دَخَلَ الْمُعَلِّمَانِ (دو استاد داخل ہوئے)، دَخَلَ الْمُعَلِّمُوْنَ (اساتذہ داخل ہوئے)۔ ان جملوں میں فاعل اسم ظاہر ہے اور وہ ہے لفظ "اَلْمُعَلِّمُ"۔ پہلے جملے میں یہ واحد ہے، دوسرے میں مثنّٰی اور تیسرے میں جمع۔ اب آپ غور کریں کہ تینوں جملوں میں فعل صیغہ واحد میں آیا ہے۔

31:3 مذکورہ بالا قاعدہ میں فعل واحد تو آئے گا لیکن جنس میں اس کا صیغہ فاعل کی جنس کے مطابق ہوگا۔ یعنی فاعل اگر مذکر ہے تو فعل واحد مذکر آئے گا۔ جیسا کہ اوپر کی مثالوں میں ہے۔ لیکن فاعل اگر مؤنث ہے تو فعل واحد مؤنث آئے گا۔ مثلاً كَتَبَتْ مُعَلِّمَةٌ (ایک استانی نے لکھا)، كَتَبَتْ مُعَلِّمَتَانِ (کوئی سی دو استانیوں نے لکھا) اور كَتَبَتْ مُعَلِّمَاتٌ (کچھ استانیوں نے لکھا)۔ مندرجہ بالا مثالوں میں فاعل کے معرفہ یا نکرہ ہونے کا فرق نوٹ کرلیں۔

31:4 اب مذکورہ قاعدہ کے دو استثناء بھی نوٹ کرلیں۔ اوّلاً یہ کہ اسم ظاہر (فاعل) اگر غیر عاقل کی جمع ہو تو فعل عموماً واحد مؤنث آیا کرتا ہے۔ مثلاً ذَهَبَتِ الْجِمَالُ (اونٹ گئے)، ذَهَبَتِ النُّوْقُ (اونٹنیاں گئیں) وغیرہ۔ ثانیاً یہ کہ تین صورتیں ایسی ہیں جب فعل واحد مذکر یا واحد مؤنث، دونوں میں سے کسی طرح بھی لانا جائز ہوتا ہے۔ وہ صورتیں حسبِ ذیل ہیں:

i) اگر اسم ظاہر (فاعل) کسی عاقل کی جمع ہو۔ مثلاً طَلَبَ الرِّجَالُ یا طَلَبَتِ الرِّجَالُ (مردوں نے طلب کیا) اور طَلَبَ نِسْوَةٌ یا طَلَبَتْ نِسْوَةٌ (کچھ عورتوں نے طلب کیا) وغیرہ، یہ دونوں جملے درست ہیں۔

ii) اگر اسم ظاہر (فاعل) کوئی اسمِ جمع ہو۔ مثلاً غَلَبَ الْقَوْمُ یا غَلَبَتِ الْقَوْمُ (قوم غالب ہوئی)۔ دونوں جملے درست ہیں۔

iii) اگر اسم ظاہر (فاعل) مؤنث غیر حقیقی ہو۔ مثلاً طَلَعَ الشَّمْسُ یا طَلَعَتِ الشَّمْسُ (سورج طلوع ہوا)۔ یہ دونوں جملے درست ہیں۔

31:5 ایک اہم بات یہ بھی نوٹ کرلیں کہ فاعل اگر فعل سے پہلے آئے تو وہ جملہ اسمیہ ہو گا اور ایسی صورت میں فعل، عدد اور جنس دونوں پہلوؤں سے فاعل کے مطابق ہو گا۔ مثلاً اَلْمُعَلِّمُ ضَرَبَ (استاد نے مارا)، اَلْمُعَلِّمَانِ ضَرَبَا (دواستادوں نے مارا)، اَلْمُعَلِّمَاتُ ضَرَبْنَ (استانیوں نے مارا)۔ ان مثالوں میں اسم "اَلْمُعَلِّمُ" مبتدا ہے اور ضَرَبَ اس کی خبر ہے۔ دراصل ضَرَبَ فعل اور پوشیدہ ضمیر فاعلی کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ ہے اور یہ پورا جملہ فعلیہ خبر بن رہا ہے۔ اسی لیے صیغہ فعل عدد اور جنس دونوں لحاظ سے مبتدا کے مطابق ہوتا ہے۔

31:6 امید ہے اوپر دی گئی مثالوں میں آپ نے یہ بات نوٹ کرلی ہو گی کہ فاعل چاہے فعل سے پہلے آئے یا بعد میں، ترجمہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مثلاً ضَحِكَ الرَّجُلَانِ اور اَلرَّجُلَانِ ضَحِكَا دونوں کا ترجمہ ایک ہی ہے یعنی "دو آدمی ہنسے"۔ البتہ دونوں میں یہ باریک فرق ضرور ہے کہ ضَحِكَ الرَّجُلَانِ جملہ فعلیہ ہے اور اس سوال کا جواب ہے کہ کون ہنسا؟ جبکہ اَلرَّجُلَانِ ضَحِكَا جملہ اسمیہ ہے اور اس سوال کا جواب ہے کہ دو مردوں نے کیا کیا؟

31:7 یہ قاعدہ بھی نوٹ کرلیں کہ اگر فاعل ایک سے زیادہ (مثنّٰی یا جمع) ہوں اور ان کے ایک کام کے بعد دوسرے کام کا بھی ذکر ہو تو پہلے کام کے لیے تو فعل کا صیغہ واحد رہے گا کیونکہ وہ جملے کے شروع میں آرہا ہے مگر دوسرے کام کے لیے "فاعلوں کے مطابق" صیغہ لگے گا مثلاً جَلَسَ الرِّجَالُ وَاَكَلُوْا "مرد بیٹھے اور انہوں نے کھایا" اور كَتَبَتِ الْبَنَاتُ ثُمَّ قَرَأْنَ "لڑکیوں نے لکھا پھر پڑھا" وغیرہ۔

ذخیرۂ الفاظ

جَلَسَ	وہ ایک مذکر بیٹھا	ذَهَبَ	وہ ایک مذکر گیا
قَدِمَ	وہ ایک مذکر آیا	نَجَحَ	وہ ایک مذکر کامیاب ہوا
مَرِضَ	وہ ایک مذکر بیمار ہوا	وَفْدٌ (ج وُفُوْدٌ)	وفد
ثُمَّ	پھر	عَدُوٌّ (ج اَعْدَاءٌ)	دشمن

مشق نمبر - 30

اردو میں ترجمہ کریں اور ترجمہ میں معرفہ اور نکرہ کا فرق ضرور واضح کریں۔

1. قَرُبَ الْاَوْلِيَاءُ
2. اَلْاَوْلِيَاءُ قَرُبُوْا

3. دَخَلَ الْوَلَدَانِ الصَّالِحَانِ

4. اَلْوَلَدَانِ الصَّالِحَانِ دَخَلَا

5. نَجَحَتِ الْبَنَاتُ فِی الْاِمْتِحَانِ وَ فَرِحْنَ جِدًّا

6. قَدِمَتِ الْوُفُوْدُ فِی الْمَدْرَسَةِ

7. اَلْمُعَلِّمَةُ الْمُجْتَهِدَةُ جَلَسَتْ عَلَى الْكُرْسِیِّ

8. جَلَسَتْ مُعَلِّمَةٌ مُّجْتَهِدَةٌ عَلَى الْكُرْسِیِّ

9. كَتَبَ الْمُعَلِّمُوْنَ عَلَى الْوَرَقِ ثُمَّ قَرَءُوْا

10. دَخَلَ فَاطِمَةُ وَزَيْنَبُ وَحَامِدٌ فِی الْبَيْتِ وَجَلَسُوْا عَلَى الْفَرْشِ

قوسین میں دی گئی ہدایت کے مطابق عربی میں ترجمہ کریں۔

1. دشمن (جمع) دور ہوئے۔ (جملہ اسمیہ و فعلیہ)

2. محنتی درزی بیمار ہوئے۔ (جملہ اسمیہ و فعلیہ)

3. دو نیک لڑکیاں آئیں پھر وہ بازار کی طرف گئیں۔ (جملہ اسمیہ و فعلیہ)

4. دل خوش ہوئے۔ (جملہ فعلیہ)

فعل لازم اور فعل متعدی

(Intransitive and Transitive Verb)

32:1 بعض فعل ایسے ہوتے ہیں جنہیں بات مکمل کرنے کے لیے کسی مفعول کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مثلاً جَلَسَ (وہ بیٹھا) ایسے افعال کو "فعل لازم" کہتے ہیں۔ جبکہ بعض فعل بات مکمل کرنے کے لیے ایک مفعول بھی چاہتے ہیں جیسے ضَرَبَ (اس نے مارا) ایسے افعال کو "فعل متعدی" کہتے ہیں۔

32:2 اسی بات کو عام فہم بنانے کی غرض سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس فعل میں کام کا اثر خود فاعل پر ہو رہا ہو وہ فعل لازم ہوتا ہے، جیسے جَلَسَ (وہ بیٹھا) میں بیٹھنے کا اثر خود بیٹھنے والے پر ہو رہا ہے۔ اس لیے یہاں بات مفعول کے بغیر مکمل ہو جاتی ہے۔ لیکن جس فعل میں کام کا اثر فاعل کے بجائے کسی دوسرے پر ہو رہا ہو تو وہ فعل متعدی ہے، جیسے ضَرَبَ (اس نے مارا) میں مارنے والا کوئی اور ہے اور جس کو مارا جا رہا ہے وہ کوئی اور ہے۔ اس لیے یہاں پر بات مفعول کے ذکر کے بغیر نامکمل رہے گی۔

32:3 اردو زبان میں کسی فعل کے بارے میں یہ جاننا کہ وہ لازم ہے یا متعدی، بہت آسان ہے بلکہ درج بالا مثالوں کے مشاہدے سے آپ نے نوٹ بھی کر لیا ہو گا کہ اردو میں فعل لازم کے لیے غائب کے صیغوں میں "وہ" آتا ہے۔ جیسے "وہ بیٹھا"۔ جبکہ فعل متعدی کے لیے "اُس نے" آتا ہے۔ جیسے "اُس نے مارا"۔ دونوں قسم کے افعال کو پہچاننے کا ایک دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ آپ فعل پر "کس کو؟" کا سوال کریں۔ اگر جواب ممکن ہے تو وہ فعل متعدی ہے ورنہ لازم۔ مثلاً جَلَسَ (وہ بیٹھا) پر سوال کریں "کس کو؟" اس کا جواب ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ جَلَسَ فعل لازم ہے۔ جب کہ ضَرَبَ (اس نے مارا) پر سوال کریں "کس کو؟" یہاں جواب ممکن ہے کہ فلاں کو مارا۔ اس طرح معلوم ہو گیا کہ ضَرَبَ فعل متعدی ہے۔ انگریزی گرامر میں فعل لازم کو Intransitive Verb اور فعل متعدی کو Transitive Verb کہتے ہیں۔

32:4 پیراگراف نمبر 30:2 میں ہم آپ کو بتا چکے ہیں کہ کسی جملے کے کم از کم دو اجزاء ہوتے ہیں۔ جملہ اسمیہ میں مبتدا اور خبر کے علاوہ کچھ اور اجزا بھی ہوتے ہیں، جنہیں "متعلق خبر" کہتے ہیں۔ اسی طرح کوئی جملہ فعلیہ اگر فعل لازم سے شروع ہو رہا ہے تو اس میں بات مفعول کے بغیر مکمل ہو جائے گی۔ ایسے جملے میں اگر کچھ مزید اجزاء ہوں گے تو وہ "متعلق فعل" کہلائیں گے۔ مثلاً جَلَسَ زَيْدٌ عَلَى الْكُرْسِيِّ (زید کرسی پر بیٹھا) اس جملے میں عَلَى الْكُرْسِيِّ (مرکب جاری) متعلق فعل ہے۔ لیکن کوئی جملہ فعلیہ اگر فعل متعدی سے شروع ہو گا تو اس میں فاعل کے ساتھ کسی مفعول کی بھی ضرورت ہو گی۔ ایسے جملے میں فاعل اور مفعول کے علاوہ جو اجزاء ہوں گے وہ متعلق فعل کہلائیں گے۔

32:5 اب آپ دو باتیں ذہن نشین کر لیں۔ اوّلاً یہ کہ مفعول ہمیشہ حالت نصب میں ہو گا۔ ثانیاً یہ کہ جملہ فعلیہ میں عام طور پر پہلے فعل آتا ہے پھر فاعل اور اس کے بعد مفعول، اور جملے میں اگر کوئی متعلق فعل ہو تو وہ مفعول کے بعد آتا ہے، مثلاً ضَرَبَ زَيْدٌ وَلَدًا بِالسَّوْطِ (زید نے ایک لڑکے کو کوڑے سے مارا) اس جملے میں ضَرَبَ فعل ہے۔ زَيْدٌ حالت رفع میں ہے اس لیے فاعل ہے۔ وَلَدًا حالت نصب میں ہے اس لیے مفعول ہے۔ اور بِالسَّوْطِ مرکب جاری ہے اور متعلق فعل ہے۔

32:6 آپ کے ذہن میں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ جملہ فعلیہ کی جو ترتیب آپ کو اوپر بتائی گئی ہے وہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ طرزِ تحریر یا طرزِ خطاب کی مناسبت سے یا کسی اور وجہ سے یہ ترتیب حسبِ ضرورت بدل دی جاتی ہے۔ لیکن سادہ جملہ میں ترتیب عموماً وہی ہوتی ہے جو آپ کو بتائی گئی ہے چنانچہ اس وقت ہم اپنی مشق کو سادہ جملوں تک محدود رکھیں گے تاکہ جملوں کے مختلف اجزاء کی پہچان ہو جائے۔ اس کے بعد جملوں میں یہ اجزاء کسی بھی ترتیب سے آئیں آپ کو انہیں شناخت کرنے میں اور جملے کا صحیح مفہوم سمجھنے میں مشکل نہیں ہو گی۔

32:7 آخری بات یہ ہے کہ گزشتہ اسباق میں افعال کے معانی ہم نے صیغے کے مطابق لکھے تھے، لیکن اب ہم افعال کے سامنے ان کے "مصدری" معانی لکھا کریں گے، مثلاً دَخَلَ کے معنی "وہ ایک مذکر داخل ہوا" کے بجائے "داخل ہونا" لکھیں گے۔ اس طرح مصدر کے معنی یاد کرنے سے آپ کو صیغہ کے مطابق ترجمہ کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہو گی۔ ان شاءاللہ۔

ذخیرہ الفاظ

گزشتہ اسباق میں آپ نے جتنے افعال یاد کیے ہیں ان ہی کو ذیل میں دوبارہ لکھ کر ان کے سامنے ان کے مصدری معنی دیئے گئے ہیں۔ نیز ان میں جو افعال لازم ہیں ان کے سامنے قوسین میں لام (ل) اور جو متعدی ہیں ان کے سامنے میم (م) بھی لکھ دیا گیا ہے تاکہ آپ نوٹ کر لیں کہ کون سا فعل لازم ہے اور کون سا متعدی۔ نیز ان کے مابین کے فرق کو بھی آپ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔

دَخَلَ (ل)	داخل ہونا	فَرِحَ (ل)	خوش ہونا
غَلَبَ (ل)	غالب ہونا	ضَحِكَ (ل)	ہنسنا
قَرُبَ (ل)	قریب ہونا	بَعُدَ (ل)	دور ہونا
قَرَءَ (م)	پڑھنا	فَتَحَ (م)	کھولنا

كَتَبَ (م)	لکھنا	اَكَلَ (م)	کھانا
جَلَسَ (ل)	بیٹھنا	نَجَحَ (ل)	کامیاب ہونا
قَدِمَ (ل)	آنا	ذَهَبَ (ل)	جانا
مَرِضَ (ل)	بیمار ہونا	وَجَدَ (م)	پانا

مشق نمبر - 31

افعال کے صیغے اور جملوں کے اجزاء کی وضاحت کریں پھر ترجمہ کریں:

مثال: (۱) قَرَءَ اِبْرَاهِيْمُ الْقُرْاٰنَ فِي الْبَيْتِ

قَرَءَ: فعل ماضی ہے۔ صیغہ واحد مذکر غائب

اِبْرَاهِيْمُ: فاعل ہے۔ اس لیے حالت رفع میں ہے۔

اَلْقُرْاٰنَ: مفعول ہے۔ اس لیے حالت نصب میں ہے۔

فِي الْبَيْتِ: مرکب جاری ہے اور متعلق فعل ہے۔

یہ جملہ فعلیہ ہے۔ ترجمہ: ابراہیم نے گھر میں قرآن پڑھا۔

مثال: (۲) اِبْرَاهِيْمُ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ فِي الْبَيْتِ

اِبْرَاهِيْمُ: مبتدا ہے۔

قَرَءَ: فعل ماضی ہے اور ضمیر فاعل هُوَ اس میں شامل ہے۔

اَلْقُرْاٰنَ: مفعول ہے۔ حالت نصب میں ہے۔

فِي الْبَيْتِ: مرکب جاری ہے اور متعلق فعل ہے۔ فعل، فاعل، مفعول اور متعلق فعل مل کر جملہ فعلیہ بن کر اِبْرَاهِيْمُ کی خبر ہے۔ عدد اور جنس کے لحاظ سے خبر مبتدا کے مطابق ہوتی ہے، اس لیے فعل کا صیغہ واحد مذکر آیا ہے۔

یہ جملہ اسمیہ ہے۔ ترجمہ: ابراہیم نے گھر میں قرآن پڑھا۔

1. كَتَبَ مُعَلِّمٌ كِتَابًا بِقَلَمِ الرَّصَاصِ

2. قَرَأَتِ الرِّجَالُ الْقُرْاٰنَ فِي الْمَسَاجِدِ

3. اَلرِّجَالُ قَرَءُوا الْقُرْاٰنَ فِی الْمَسَاجِدِ

4. ذَهَبَ النِّسَاءُ اِلَی السُّوْقِ

5. اَلنِّسَاءُ ذَهَبْنَ اِلَی السُّوْقِ

6. اَقَرَئْتُنَّ الْقُرْاٰنَ الْيَوْمَ؟

7. نَعَمْ! قَرَئْنَا الْقُرْاٰنَ الْيَوْمَ

8. اَفَتَحْتِ الْبَابَ؟ لَا! مَا فَتَحْتُ الْبَابَ

9. اَفَتَحْتِ الْبَابَ؟ نَعَمْ! فَتَحْتِ الْبَابَ

10. قَدِمَ الْاَوْلَادُ فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ ذَهَبُوْا بَعْدَ الصَّلٰوةِ

11. دَخَلَتْ فَاطِمَةُ وَزَيْنَبُ فِی الْبَيْتِ وَاَكَلَتَا الطَّعَامَ

12. فَاطِمَةُ وَحَامِدٌ دَخَلَا فِی الْبَيْتِ وَاَكَلَا الطَّعَامَ

عربی میں ترجمہ کریں

1. دربان آیا اور اس نے دروازہ کھولا۔ (جملہ اسمیہ و فعلیہ)

2. اساتذہ مسجد میں آئے اور انہوں نے قرآن پڑھا پھر وہ لوگ نماز کے بعد گئے۔ (جملہ فعلیہ و اسمیہ)

3. بچوں نے انجیر کھائی۔(جملہ اسمیہ وفعلیہ)

4. کیا تو نے انار کھایا؟ جی نہیں، میں نے نہیں کھایا۔(جملہ فعلیہ)

قرآنی مثالیں

1. فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ (الحجر:۳۰)

2. ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا (إبراهيم:۲۴)

3. صَدَقَ اللّٰهُ (آل عمران:۹۵)

4. وَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا (الكهف:۷۷)

5. قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ (البقرة:۲۵۱)

6. نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا (مريم:۲۶)

7. وَجَدَ اللّٰهَ (النور:۳۹)

8. خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ (البقرة:۷)

9. خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (العلق:۲)

10. لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ (النسآء:۷۷)

11. وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا (البقرة:۱۰۲)

جملہ فعلیہ میں مرکبات کا استعمال

(Use of Compounds in Verbal Sentence)

33:1 گزشتہ سبق میں آپ نے سادہ جملہ فعلیہ میں اس کے اجزاء کی ترتیب سمجھی تھی۔ اس ضمن میں یہ بھی نوٹ کر لیں کہ جملہ فعلیہ میں فاعل، مفعول کبھی مفرد الفاظ ہوتے ہیں۔ مثلاً "استاد نے ایک لڑکے کو بلایا" کا عربی ترجمہ طَلَبَ الْاُسْتَاذُ وَلَدًا ہے اور اس میں اَلْاُسْتَاذُ اور وَلَدًا دونوں مفرد الفاظ ہیں۔ اَلْاُسْتَاذُ فاعل ہونے کی وجہ سے رفع میں ہے اور وَلَدًا مفعول ہونے کی وجہ سے نصب میں ہے۔ لیکن ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ کبھی مرکبات بھی فاعل یا مفعول ہوتے ہیں۔

33:2 اگر کسی جملہ فعلیہ میں مرکبات فاعل یا مفعول کے طور پر آرہے ہوں تو ان کی اعرابی حالت بھی اسی لحاظ سے تبدیل ہوگی مثلاً طَلَبَ الْاُسْتَاذُ الصَّالِحُ وَلَدًا صَالِحًا (نیک استاد نے ایک نیک لڑکے کو بلایا) میں اَلْاُسْتَاذُ الصَّالِحُ مرکبِ توصیفی ہے اور فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے جب کہ وَلَدًا صَالِحًا بھی مرکب توصیفی ہے اور مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

33:3 مرکبِ توصیفی کا اعراب معلوم کرنے میں عموماً مشکل پیش نہیں آتی۔ البتہ مرکبِ اضافی کا اعراب معلوم کرنے کے لیے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ مرکبِ اضافی کا اعراب صرف مضاف پر ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً "اسکول کے لڑکے نے محلے کے لڑکے کو مارا" اس کا ترجمہ ہو گا ضَرَبَ وَلَدُ الْمَدْرَسَةِ وَلَدَ الْحَارَةِ۔ اس مثال میں وَلَدُ الْمَدْرَسَةِ میں وَلَدُ کا رفع بتا رہا ہے کہ پورا مرکبِ اضافی حالت رفع میں ہے اس لیے فاعل ہے اور وَلَدَ الْحَارَةِ میں وَلَدَ کا نصب بتا رہا ہے کہ پورا مرکبِ اضافی نصب میں ہے اس لیے مفعول ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ مرکبِ اضافی کے واحد، مثنّٰی یا جمع ہونے کا فیصلہ بھی مضاف کے عدد سے کیا جاتا ہے۔

33:4 ہم پڑھ چکے ہیں کہ فعل کے ہر صیغے میں فاعل کی ضمیر پوشیدہ ہوتی ہے۔ مثلاً ضَرَبَ کے معنی ہیں (اُس ایک مذکر نے مارا) اس میں هُوَ کی ضمیر پوشیدہ ہے۔ اسی طرح ضَرَبُوْا میں هُمْ اور ضَرَبْتَ میں اَنْتَ کی ضمیریں پوشیدہ ہیں۔ چنانچہ آپ نوٹ کر لیں کہ پیراگراف نمبر 14:4 میں جو ضمائر مرفوعہ دی ہوئی ہیں وہ کبھی بطور فاعل بھی استعمال ہوتی ہیں۔

33:5 کسی جملہ فعلیہ میں اگر مفعول کی جگہ اس کی ضمیر استعمال کرنی ہو تو پیراگراف نمبر 19:2 میں دی گئی ضمائر استعمال ہوتی ہیں۔ یہ ضمائر جب بطور مفعول استعمال ہوتی ہیں تو موقع محل کے لحاظ سے یعنی محلاً منصوب مانی جاتی ہیں، اس لیے ان کو "ضمائر متصلہ منصوبہ" بھی کہتے ہیں۔ مثلاً ضَرَبَهٗ (اُس ایک مذکر نے اُس ایک مذکر کو مارا)، ضَرَبَهَا (اُس ایک مذکر نے اُس ایک مؤنث کو مارا) اور ضَرَبَكِ (اُس ایک مذکر نے تجھ ایک مؤنث کو مارا) وغیرہ۔

33:6 ضمائر کے بطور مفعول استعمال کے سلسلے میں دو باتیں مزید نوٹ کرلیں۔(1) اگر یہ کہنا ہو کہ "تم لوگوں نے اس ایک مذکر کی مدد کی" تو اس کا ترجمہ نَصَرْتُمْ هُ نہیں بلکہ نَصَرْتُمُوْهُ ہو گا یعنی مفعولی ضمیر کے استعمال کے لیے جمع مخاطب مذکر کی ضمیر "تُمْ" سے "تُمُوْ" ہو جاتی ہے۔ البتہ اگر مفعول اسم ظاہر ہو تو صیغۂ فعل اصلی حالت میں رہے گا۔ مثلاً "نَصَرْتُمْ زَيْدًا" وغیرہ۔(2) واحد متکلم کی ضمیر مفعولی "ی" کے بجائے "نِيْ" لگائی جاتی ہے۔ مثلاً "نَصَرَنِيْ" (اس ایک مذکر نے میری مدد کی) وغیرہ۔

ذخیرۂ الفاظ

قَعَدَ (ل)	بیٹھنا	مَكْتُوْبٌ	خط
رَفَعَ (م)	اٹھانا۔ بلند کرنا	طَعَامٌ	کھانا
ذَكَرَ (م)	یاد کرنا۔ یاد کرانا	فَ	پس۔ تو
سَمِعَ (م)	سننا	اِنَّا (اِنَّ نَا)	بے شک ہم نے
حَمِدَ (م)	تعریف کرنا	ذِكْرٌ	یاد
حَسِبَ (م)	گمان کرنا	اِنَّمَا ۔ اَنَّمَا	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ
خَلَقَ (م)	پیدا کرنا	عَبَثٌ	بے کار۔ بے مقصد
شَرِبَ (م)	پینا	مُفْسِدٌ	فسادی۔ شرارتی

مشق نمبر - 32

اردو میں ترجمہ کریں

1. وَلَدُ الْمُعَلِّمَةِ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ

2. قَرَءَ الْاَوْلَادُ الصَّالِحُوْنَ الْقُرْاٰنَ

3. وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

4. سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ

5. قَدِمَ بَوَّابُ الْمَدْرَسَةِ وَفَتَحَ اَبْوَابَ الْمَدْرَسَةِ

---

6. هَلْ اَكَلْتِ طَعَامَكِ؟ نَعَمْ! اَكَلْتُ طَعَامِيْ

---

7. هَلْ كَتَبْتُمْ دَرْسَكُمْ وَقَرَءْتُمُوْهُ؟ نَعَمْ! كَتَبْنَا دَرْسَنَا لٰكِنْ مَّا قَرَئْنَاهُ اِلَى الْاٰنَ

---

8. لِمَ ضَرَبْتُمُوْنِيْ؟ ضَرَبْنَاكَ بِالْحَقِّ

---

9. ذَهَبْتُمْ اِلٰى حَدِيْقَةِ الْحَيْوَانَاتِ وَضَحِكْتُمْ عَلٰى نَاقَةٍ سَمِيْنَةٍ

---

10. اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ جَلَسَ فِى الدِّيْوَانِ اَمَامَ الرِّجَالِ

---

11. لِمَ قَعَدْتَ اَمَامَ بَابِ الْحَدِيْقَةِ؟ ذَهَبَ بَوَّابُهَا اِلَى السُّوْقِ فَقَعَدْتُّ اَمَامَهٗ

---

12. اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا

عربی میں ترجمہ کریں

1. نیک بچی نے اپنا سبق پڑھا۔ (جملہ اسمیہ)

---

2. محلہ کی عورتیں مدرسہ میں داخل ہوئیں اور انہوں نے قرآن پڑھا۔ (جملہ فعلیہ)

---

3. مدرسہ کے اِس لڑکے نے اُس مدرسہ کے لڑکے کو مارا۔ (جملہ فعلیہ)

4. حامد اور محمود مدرسہ میں آئے اور اپنا سبق پڑھا۔ (جملہ اسمیہ وفعلیہ)

5. دو شاگرد اپنے مدرسہ سے نکلے۔ (جملہ فعلیہ)

6. کچھ مرد آئے پھر وہ بیٹھے اور انہوں نے دودھ پیا۔ (جملہ فعلیہ)

قرآنی مثالیں

1. دَخَلْتَ جَنَّتَكَ (الکهف:٣٩)

2. سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ (النسآء:١٤٠)

3. اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ (الرعد:٢)

4. حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ (البقرة:٢١٧)

5. خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ (الأعراف:١٢)

فعل ماضی مجہول

(Passive Past Tense)

گردان اور نائب فاعل کا تصور

(Conjugation and Concept of Symbolic Subject)

34:1 اب تک ہم نے جتنے افعال پڑھے ہیں وہ "فعل معروف" یا "فعل معلوم" کہلاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے افعال کا فاعل جانا پہچانا ہوتا ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں "حامد نے ایک خط لکھا" (كَتَبَ حَامِدٌ مَكْتُوبًا)۔ یہاں ہمیں معلوم ہے کہ خط لکھنے والا یعنی فاعل حامد ہے۔ اسی طرح جب ہم کہتے ہیں "اس نے ایک خط لکھا" (كَتَبَ مَكْتُوبًا) تو یہاں (هُوَ) "اُس نے" کی ضمیر بتا رہی ہے کہ فاعل یعنی خط لکھنے والا کون ہے۔ لیکن اگر ہمیں یہ معلوم نہ ہو کہ خط لکھنے والا کون ہے۔ صرف اتنا معلوم ہو کہ "خط لکھا گیا" تو اس جملے میں فاعل نامعلوم یعنی مجہول ہے۔ اس لیے ایسے فعل کو "فعل مجہول" کہتے ہیں۔ انگریزی زبان میں "فعل معروف" کو Active Voice اور "فعل مجہول" کو Passive Voice کہا جاتا ہے۔

34:2 کسی فعل کا ماضی مجہول بنانا بہت ہی آسان ہے، اس لیے کہ عربی میں ماضی مجہول کا ایک ہی وزن ہے اور وہ ہے "فُعِلَ" یعنی ماضی معروف کا کوئی بھی وزن ہو، مجہول ہمیشہ فُعِلَ کے وزن پر ہی آئے گا۔ مثلاً نَصَرَ (اُس نے مدد کی) سے نُصِرَ (اُس کی مدد کی گئی) وغیرہ۔

34:3 فعل مجہول میں چونکہ فاعل مذکور نہیں ہوتا بلکہ اس کے بجائے مفعول کا ذکر ہوتا ہے، اس لیے عربی گرامر میں مجہول کے ساتھ مذکور مفعول کو مختصراً "نائب الفاعل" کہہ دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فقرہ میں وہ فاعل کی طرح فعل کے بعد آتا ہے یعنی اسکی جگہ لیتا ہے۔ ویسے عربی گرامر میں نائب الفاعل کو "مَفْعُوْلٌ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ" کہتے ہیں۔ یعنی وہ مفعول جس کے فاعل کا نام نہ لیا گیا ہو۔

34:4 یہ بات یاد رکھیں کہ نائب الفاعل، فاعل کی طرح حالت رفع میں ہوتا ہے۔ مثلاً كُتِبَ مَكْتُوْبٌ (ایک خط لکھا گیا) وغیرہ۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ اگر جملہ میں یہ مذکور ہو کہ فاعل کون ہے تو اس صورت میں مفعول کو نائب الفاعل نہیں کہتے بلکہ اس صورت میں مفعول حالت نصب میں ہی آتا ہے۔ مثلاً كَتَبَ زَيْدٌ مَكْتُوبًا میں فاعل "زَيْدٌ" مذکور ہے۔ یا كَتَبْتُ مَكْتُوبًا میں پوشیدہ ضمیر اَنَا (میں نے) بتا رہی ہے کہ فاعل کون ہے۔ اسی طرح كَتَبْتَ مَكْتُوبًا میں اَنْتَ (تو نے) کی ضمیر جبکہ كَتَبَ مَكْتُوبًا میں هُوَ (اس نے) کی ضمیر فاعل کی نشاندہی کر رہی ہے۔ اسی لیے ان سب

جملوں میں مَكْتُوْبًا مفعول ہے اور حالت نصب میں ہے۔

34:5 چنانچہ مذکورہ مثالوں کو ذہن میں رکھ کر یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ مَكْتُوْبٌ صرف اور صرف اس حالت میں نائب الفاعل کہلائے گا جب اس سے پہلے کوئی فعل مجہول ہو۔ مثلاً كُتِبَ (لکھا گیا)، سُمِعَ (سنا گیا)، قُرِءَ (پڑھا گیا)، فُهِمَ (سمجھا گیا) وغیرہ کے بعد اگر (مَكْتُوْبٌ) آئے گا تو یہ نائب الفاعل کہلائے گا اور یہ ہمیشہ حالت رفع میں ہو گا۔

34:6 یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں کہ کسی جملہ میں اگر نائب الفاعل مذکور نہ ہو تو مجہول صیغہ میں موجود ضمائر ہی نائب الفاعل کی نشاندہی کریں گی۔ مثلاً شُرِبَ مَاءٌ (پانی پیا گیا) میں تو مَاءٌ نائب الفاعل ہے لیکن اگر ہم صرف شُرِبَ کہیں جس کا مطلب ہے (وہ پیا گیا)۔ تو یہاں "وہ" کی ضمیر اس چیز کی نشاندہی کررہی ہے جو پی گئی ہے۔ اس لیے شُرِبَ میں هُوَ (وہ) کی ضمیر نائب الفاعل ہے۔ اسی طرح ضُرِبْتَ (تو مارا گیا) میں اَنْتَ (تو) کی ضمیر نائب الفاعل ہے۔

34:7 آپ ماضی معروف کی گردان سیکھ چکے ہیں، اب نوٹ کرلیں کہ ماضی مجہول کی گردان بھی اسی طرح کی جاتی ہے بلکہ اس میں یہ آسانی بھی ہے کہ صرف ایک ہی وزن فُعِلَ کی گردان ہو گی۔ یعنی فُعِلَ، فُعِلَا، فُعِلُوْا، فُعِلَتْ، فُعِلَتَا، فُعِلْنَ سے لے کر فُعِلْتُ، فُعِلْنَا تک۔ دوبارہ نوٹ کرلیں کہ ماضی معروف کی گردان کے ہر صیغہ میں موجود ضمیر فاعل کا کام دیتی ہے اور ماضی مجہول کے ہر صیغہ میں موجود ضمیر نائب الفاعل کا کام دے رہی ہوتی ہے۔

ذخیرہ الفاظ

عَسْكَرِيٌّ	فوجی۔ سپاہی	اَلْيَوْمَ	آج
مُحَارَبَةٌ	لڑائی	غَدًا	کل (آنے والا)
حُوْتٌ	مچھلی	بَعَثَ	اٹھانا۔ بھیجنا
اَرُزٌّ	چاول	ذَبَحَ	ذبح کرنا
بِالْاَمْسِ	کل (گزرا ہوا)	نَفَخَ	پھونک مارنا

مشق نمبر - 33 (الف)

مندرجہ ذیل افعال سے مجہول کی گردان کریں اور ہر صیغہ کا ترجمہ لکھیں:

1. طَلَبَ 2. حَمِدَ 3. نَصَرَ

مشق نمبر - 33 (ب)

مندرجہ ذیل افعال کے متعلق بتائیں کہ وہ لازم ہیں یا متعدی، معروف ہیں یا مجہول، اور ان کا صیغہ کیا ہے، پھر ان کا ترجمہ کریں۔

1. شَرِبْنَا
2. خُلِقَا
3. حُمِدْتَّ

4. طُلِبْنَ
5. قَعَدْتُّ
6. خَلَقْتَ

7. أُكِلَ التَّمْرُ
8. اَكَلْنَا الْحُوْتَ وَالْاَرُزَّ الْيَوْمَ
9. بُعِثَ وَلَدُهٗ اِلٰى لَاهَوْرَ

10. هَلْ فُتِحَ بَابَا الْمَدْرَسَةِ
11. نَعَمْ! فَتَحَ الْبَوَّابُ بَابَيِ الْمَدْرَسَةِ

قرآنی مثالیں

1. يٰاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ (الحج: ٧٣)
2. كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ (البقرة: ٢١٦)

3. طُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (التوبة: ٨٧)
4. وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ (الكهف: ٩٩)

5. وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ (الغاشية: ١٨-٢٠)

دو مفعول والے متعدی افعال کی مشق

(Exercise with Ditransitive Verb)

35:1 پیراگراف نمبر 32:1 میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ فعلِ لازم میں مفعول کے بغیر صرف فاعل سے بات پوری ہو جاتی ہے، جبکہ فعلِ متعدی میں مفعول کے بغیر بات پوری نہیں ہوتی۔ اب نوٹ کر لیں کہ بعض متعدی افعال ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں بات پوری کرنے کے لیے دو مفعول کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً اگر ہم کہیں کہ حامد نے گمان کیا (حَسِبَ حَامِدٌ) تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس کے متعلق گمان کیا؟ اب اگر ہم کہیں کہ حامد نے محمود کو گمان کیا (حَسِبَ حَامِدٌ مَحْمُوْدًا) تب بھی بات ادھوری رہتی ہے۔ سوال باقی رہتا ہے کہ محمود کو کیا گمان کیا؟ جب ہم کہتے ہیں کہ حامد نے محمود کو عالم گمان کیا (حَسِبَ حَامِدٌ مَحْمُوْدًا عَالِمًا) تب بات پوری ہوتی ہے۔ ایسے افعال کو اَلْمُتَعَدِّیْ اِلٰی مَفْعُوْلَیْنِ کہتے ہیں اور دوسرا مفعول بھی حالت نصب میں ہوتا ہے۔

35:2 اب یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ دو مفعول والے متعدی افعال کے لیے جب مجہول کا صیغہ آتا ہے تو پہلا مفعول قاعدے کے مطابق نائب الفاعل بن کر حالت رفع میں آتا ہے لیکن دوسرا مفعول بدستور حالت نصب میں ہی رہتا ہے۔ جیسے حُسِبَ مَحْمُوْدٌ عَالِمًا (محمود کو عالم گمان کیا گیا) وغیرہ۔

35:3 فعل لازم کی تعریف ایک مرتبہ پھر ذہن میں تازہ کریں۔ یعنی فعل لازم وہ فعل ہے جس کے ساتھ مفعول آ ہی نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ فعل لازم کا مجہولی صیغہ بھی نہیں آتا۔

35:4 خیال رہے کہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ کسی فعل متعدی کا مفعول مذکور نہ ہو، مگر فعل لازم کے ساتھ تو مفعول آ ہی نہیں سکتا۔ مثلاً بَعَثَ مُعَلِّمٌ (ایک استاد نے بھیجا) ایک جملہ ہے مگر ہم اس میں مفعول کا اضافہ کر کے بَعَثَ مُعَلِّمٌ وَلَدًا (ایک استاد نے ایک لڑکے کو بھیجا) کہہ سکتے ہیں مگر جَلَسَ الْمُعَلِّمُ (استاد بیٹھا) کے بعد کوئی مفعول نہیں لگایا جا سکتا۔ اس لیے کہ جَلَسَ فعل لازم ہے۔ چنانچہ جَلَسَ کا مجہولی صیغہ جُلِسَ استعمال نہیں ہو سکتا۔ جبکہ بَعَثَ چونکہ فعل متعدی ہے اس لیے اس کا مجہول بُعِثَ استعمال کیا جا سکتا ہے باوجود اس کے کہ جملے میں اس کا مفعول نہ آیا ہو۔

35:5 اب آپ نوٹ کریں کہ مشق نمبر 33 (الف) میں آپ سے فَعَلَ اور فَعِلَ کے وزن پر آنے والے افعال کی مجہولی گردان کرائی گئی لیکن فَعُلَ کے وزن پر آنے والے کسی فعل کی مجہولی گردان نہیں کرائی گئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فَعُلَ کے وزن پر آنے والے تمام افعال ہمیشہ لازم ہوتے ہیں جبکہ فَعَلَ اور فَعِلَ کے وزن پر لازم اور متعدی دونوں طرح

کے افعال آتے ہیں۔ مثلاً جَلَسَ (وہ بیٹھا) لازم ہے اور رَفَعَ (اُس نے بلند کیا) متعدی ہے۔ اسی طرح فَرِحَ (وہ خوش ہوا) لازم ہے اور شَرِبَ (اُس نے پیا) متعدی ہے۔ لیکن فَعُلَ کے وزن پر آنے والے تمام افعال لازم ہوتے ہیں مثلاً بَعُدَ (وہ دور ہوا)، ثَقُلَ (وہ بھاری ہوا) وغیرہ۔ اس لیے اس وزن پر آنے والے کسی فعل کا مجہول استعمال نہیں ہوتا۔

ذخیرہ الفاظ

سَئَلَ	پوچھنا۔ مانگنا	صِیَامٌ	روزہ رکھنا
وَجِلَ	خوف محسوس کرنا	مَسْکَنَۃٌ	فقیری۔ کمزوری
شَھَادَۃٌ	گواہی	اِذَا	جب بھی
وَاجِبَاتُ الْمَدْرَسَۃِ	ہوم ورک	مَوْؤُوْدَۃٌ	زندہ دفن کی ہوئی لڑکی

مشق نمبر - 34

اردو میں ترجمہ کریں

1. حَسِبُوْا حَامِدًا عَالِمًا
2. حُسِبَ حَامِدٌ عَالِمًا

____

3. اَاَنْتَ شَرِبْتَ لَبَنًا؟
4. شُرِبَ لَبَنٌ

____

5. هَلْ طَلَبْتَنِیْ فِی الدِّیْوَانِ ؟لَا ! مَا طَلَبْتُكَ فِی الدِّیْوَانِ

____

6. كَتَبَ وَلَدُكَ وَوَلَدُهٗ وَاجِبَاتِ الْمَدْرَسَةِ ثُمَّ بُعِثَا اِلَی السُّوْقِ

____

7. لِمَ طُلِبْتَ فِی الدِّیْوَانِ ؟ طُلِبْتُ لِلشَّهَادَةِ

____

8. كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

9. ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ

10. اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ

11. وَاِذَا الْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ

عربی میں ترجمہ کریں

1. ایک شخص نے ایک بڑے شیر کو قتل کیا۔
2. ایک بڑا شیر قتل کیا گیا۔
3. میں نے حامد کے لڑکے کو طلب کیا۔
4. حامد کا لڑکا طلب کیا گیا۔
5. حامد نے محمود کو نیک گمان کیا۔
6. محمود کو نیک گمان کیا گیا۔

فعل مضارع

(Imperfective Tense)

مضارع معروف کی گردان اور اوزان

(Conjugation of Active Voice and Patterns)

36:1 سبق نمبر 29 کے پیراگراف 29:5 میں ہم نے آپ کو بتایا تھا کہ عربی میں بھی بلحاظ زمانہ فعل کی تقسیم سہ گانہ ہے یعنی ماضی، حال اور مستقبل۔ اس کے بعد ہم نے فعل ماضی کے متعلق کچھ باتیں سمجھی تھیں۔ اب ہم نے حال اور مستقبل کے متعلق کچھ باتیں سمجھنی ہیں۔ اس ضمن میں سب سے پہلی بات یہ نوٹ کرلیں کہ عربی میں حال اور مستقبل دونوں کے لیے ایک ہی فعل استعمال ہوتا ہے جسے "فعل مضارع" کہتے ہیں۔ مثلاً فعل ماضی **"فَتَحَ"** (اس نے کھولا) کا مضارع **يَفْتَحُ** بنتا ہے اور اس کے معنی ہیں "وہ کھولتا ہے یا وہ کھولے گا"۔ گویا فعل مضارع میں بیک وقت حال اور مستقبل دونوں کا مفہوم شامل ہوتا ہے۔

36:2 فعل ماضی سے فعل مضارع بنانے کے لیے کچھ علامتیں استعمال ہوتی ہیں جو چار ہیں یعنی ی، ت، ا، ن (ان کو ملاکر "يَتَانِ" کہتے ہیں)۔ کس صیغے پر کون سی علامت لگائی جاتی ہے، اس کا علم آپ کو ذیل میں دی گئی فعل مضارع کی گردان سے ہوگا۔ اس لیے پہلے آپ گردان کا مطالعہ کرلیں پھر اس کے حوالہ سے کچھ باتیں آپ کو سمجھنی ہوں گی۔

گردان فعل مضارع معروف

		واحد	تثنیہ	جمع
غائب	مذکر	يَفْعَلُ	يَفْعَلَانِ	يَفْعَلُوْنَ
		وہ ایک (مذکر) کرتا ہے یا کرے گا	وہ دو (مذکر) کرتے ہیں یا کریں گے	وہ سب (مذکر) کرتے ہیں یا کریں گے
	مؤنث	تَفْعَلُ	تَفْعَلَانِ	يَفْعَلْنَ
		وہ ایک (مؤنث) کرتی ہے یا کرے گی	وہ دو (مؤنث) کرتی ہیں یا کریں گی	وہ سب (مؤنث) کرتی ہیں یا کریں گی

مخاطب	مذکر	تَفْعَلُ	تَفْعَلَانِ	تَفْعَلُوْنَ
		تو ایک (مذکر) کرتا ہے یا کرے گا	تم دو (مذکر) کرتے ہو یا کرو گے	تم سب (مذکر) کرتے ہو یا کرو گے
	مؤنث	تَفْعَلِیْنَ	تَفْعَلَانِ	تَفْعَلْنَ
		تو ایک (مؤنث) کرتی ہے یا کرے گی	تم دو (مؤنث) کرتی ہو یا کرو گی	تم سب (مؤنث) کرتی ہو یا کرو گی
متکلم	مذکر و مؤنث	اَفْعَلُ	نَفْعَلُ	نَفْعَلُ
		میں کرتا / کرتی ہوں یا کروں گا / گی	ہم دو کرتے / کرتی ہیں یا کریں گے / گی	ہم سب کرتے / کرتی ہیں یا کریں گے / گی

36:3 اب ذیل میں دیے ہوئے نقشے پر غور کر کے مختلف صیغوں میں ہونے والی تبدیلیوں کو ذہن نشین کر لیں۔ حسب معمول اس میں ف ع ل کلمات کو تین چھوٹی لکیروں سے ظاہر کیا گیا ہے۔

		واحد	مثنیٰ	جمع
غائب	مذکر	یَـْـَـُ	یَـْـَـَانِ	یَـْـَـُوْنَ
	مؤنث	تَـْـَـُ	تَـْـَـَانِ	یَـْـَـْنَ
مخاطب	مذکر	تَـْـَـُ	تَـْـَـَانِ	تَـْـَـُوْنَ
	مؤنث	تَـْـَـِیْنَ	تَـْـَـَانِ	تَـْـَـْنَ
متکلم	مذکر و مؤنث	اَـْـَـُ	نَـْـَـُ	نَـْـَـُ

36:4 مذکورہ نقشے پر غور کرنے سے ایک بات یہ سمجھنی چاہیے کہ ماضی سے فعل مضارع کا پہلا صیغہ بنانے کے لیے ماضی پر علامت مضارع "ی" لگا کر فا کلمہ کو جزم دیتے ہیں اور لام کلمہ پر ضمہ (ـُ) لگاتے ہیں۔ صیغوں کی تبدیلی کی وجہ سے لام کلمہ کی

حرکات میں تبدیلی ہوتی ہے لیکن علامت مضارع کا فتحہ (ـَ) اور فا کلمہ کا جزم برقرار رہتے ہیں، جبکہ عین کلمہ پر تینوں حرکتیں یعنی ضمہ (ـُ)، فتحہ (ـَ) اور کسرہ (ـِ) آتی ہیں۔ گویا جس طرح ماضی کے تین اوزان **فَعَلَ**، **فَعِلَ** اور **فَعُلَ** تھے، اسی طرح مضارع کے بھی تین اوزان **يَفْعَلُ**، **يَفْعِلُ** اور **يَفْعُلُ** ہیں۔ جن کے متعلق تفصیلی بات ان شاء اللہ اگلے سبق میں ہو گی۔ (اس سبق کی مشق کرتے وقت آپ مشق میں دیے گئے فعل مضارع کی عین کلمہ کی حرکت کا خاص خیال رکھیں اور اس کے مطابق گردان کریں۔)

36:5 مذکورہ بالا نقشہ کی مدد سے دوسری بات یہ نوٹ کریں کہ علامت مضارع "ی" مذکر غائب کے تینوں صیغوں کے علاوہ صرف جمع مؤنث غائب کے صیغہ میں لگائی جاتی ہے جبکہ علامت "ا" صرف واحد متکلم اور علامت "ن" ثنیٰ متکلم اور جمع متکلم میں لگتی ہے۔ باقی آٹھ صیغوں میں علامت "ت" لگتی ہے۔

36:6 امید ہے کہ آپ نے یہ بھی نوٹ کر لیا ہو گا کہ گردان میں "**تَفْعَلُ**" دو صیغوں میں اور **تَفْعَلَانِ** تین صیغوں میں مشترک ہے۔ اس کی وجہ سے پریشان نہ ہوں کیونکہ یہ جب جملوں میں استعمال ہوتے ہیں تو عبارت کے سیاق و سباق *(Context)* کی مدد سے صحیح صیغہ کے تعین میں مشکل پیش نہیں آتی۔

36:7 فعل مضارع کے متعلق مزید باتیں سمجھنے سے پہلے ضروری ہے کہ آپ مضارع کی گردان یاد کر لیں اور اس کی مشق کر لیں۔

مشق نمبر - 35

ذیل میں چھ افعال مضارع ایسے دیئے جا رہے ہیں جن کے ماضی کے معنی آپ پڑھ چکے ہیں۔ ان سب کی مضارع کی گردان (مع ترجمہ) کرتے وقت عین کلمہ کی حرکت کا خاص خیال رکھیں۔

1. **يَبْعَثُ**	2. **يَفْرَحُ**	3. **يَحْسِبُ**
4. **يَغْلِبُ**	5. **يَدْخُلُ**	6. **يَقْرَبُ**

مضارع میں صرف مستقبل یا نفی کے معنی پیدا کرنا اور مضارع مجہول بنانا

(Future Tense, Negative of Imperfect and Imperfect Passive)

37:1 مضارع کی گردان یاد کر لینے اور اس کے صیغوں کو پہچان لینے کے بعد مناسب ہے کہ آپ ان کو جملوں میں استعمال کرنے کی مشق کر لیں۔ لیکن مشق شروع کرنے سے پہلے مضارع کے متعلق چند مزید باتیں ذہن نشین کر لیں۔

37:2 اگر فعل مضارع میں مستقبل کے معنی مخصوص کرنے ہوں تو مضارع سے پہلے سَ لگا دیتے ہیں، مثلاً **يَفْتَحُ** کے معنی ہیں "وہ کھولتا ہے یا کھولے گا"۔ لیکن **سَيَفْتَحُ** کے صرف ایک معنی ہیں "وہ کھولے گا"۔

37:3 مضارع کو مستقبل سے مخصوص کرنے کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ اس سے قبل **سَوْفَ** کا اضافہ کر دیتے ہیں جس کے معنی ہیں "عنقریب"، مثلاً **سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ** (عنقریب یعنی جلد ہی تم جان لوگے) وغیرہ۔

37:4 ماضی میں اگر نفی کے معنی پیدا کرنے ہوں تو اس سے پہلے **مَا** لگاتے تھے، جیسے **مَا ذَهَبْتُ** (میں نہیں گیا)۔ اب نوٹ کریں مضارع میں نفی کے معنی پیدا کرنے کے لیے **لَا** لگایا جاتا ہے، مثلاً **لَا تَذْهَبُ** (تو نہیں جاتا ہے یا نہیں جائے گا)۔ استثنائی صورتوں میں **مَا** بھی لگا دیا جاتا ہے، جیسے **مَا يَعْلَمُ** (وہ نہیں جانتا ہے یا نہیں جانے گا)۔

37:5 مضارع کا مجہول بنانے میں بھی وہی آسانی ہے جو ماضی مجہول میں ہے یعنی مضارع معروف تو **يَفْعَلُ**، **يَفْعِلُ** اور **يَفْعُلُ**، میں سے کسی وزن پر بھی آئے ان سب کے مجہول کا ایک ہی وزن **يُفْعَلُ** ہو گا، مثلاً **يَفْتَحُ** (وہ کھولتا ہے یا کھولے گا) سے **يُفْتَحُ** (وہ کھولا جاتا ہے یا کھولا جائے گا)، **يَضْرِبُ** (وہ مارتا ہے یا مارے گا) سے **يُضْرَبُ** (وہ مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا)، **يَنْصُرُ** (وہ مدد کرتا ہے یا مدد کرے گا) سے **يُنْصَرُ** (وہ مدد کیا جاتا ہے یا مدد کیا جائے گا) وغیرہ۔

مشق نمبر - 36

اردو میں ترجمہ کریں

1. هَلْ تَفْهَمُ الْقُرْاٰنَ؟ لَا اَفْهَمُ الْقُرْاٰنَ

____

2. هَلْ يَفْهَمُوْنَ اللِّسَانَ الْعَرَبِيَّ؟ نَعَمْ! يَفْهَمُوْنَهٗ

____

3. هَلْ كَتَبْتُمْ وَاجِبَاتِ الْمَدْرَسَةِ ؟ لَا ! بَلْ سَوْفَ نَكْتُبُهَا

4. هَلْ تَشْرَبْنَ الْقَهْوَةَ ؟ نَحْنُ لَا نَشْرَبُ الْقَهْوَةَ

5. هَلْ بُعِثْتُمَا اِلَى الدِّيْوَانِ الْيَوْمَ ؟ لَا ! بَلْ نُبْعَثُ غَدًا

6. اَلنَّجْمُ وَ الشَّجَرُ يَسْجُدَانِ

7. فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

8. اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا

9. قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ

عربی میں ترجمہ کریں

1. آج باغ کا دروازہ کھولا جائے گا۔

2. آج باغ کا دروازہ نہیں کھولا جائے گا۔

3. دربان کہاں گیا؟ میں نہیں جانتا وہ کہاں گیا۔

4. تم لوگ کس کی عبادت کرتے ہو؟ ہم سب اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

5. کیا تو جانتا ہے کس نے تجھ کو خلق کیا؟ میں جانتا ہوں اللہ نے مجھ کو خلق کیا۔

6. تم لوگ جانتے ہو جو میں کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں جو تم لوگ کرتے ہو۔

قرآنی مثالیں

1. يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ (إبراهيم:٢٥)

2. وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (البقرة:٢١٦)

3. اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ (هود:٧٣)

4. وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا (مريم:٦٠)

5. يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ (الرحمٰن:٤١)

6. فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ (التوبة:١١١)

7. اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ (الصّٰفّٰت:١٠٢)

8. اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا (الزمر:٥٣)

9. نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ (الأنعام:١٥١)

10. يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (البقرة:٦١)

11. يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ (الحشر:٨)

12. وَ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ (الأنعام:٣)

13. مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا (لقمان:٣٤)

14. وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ (الأنعام:٣١)

15. وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (البقرة:٤٨)

ابواب ثلاثی مجرد

(Groups of Trilateral Verbs)

38:1 گزشتہ اسباق میں آپ نے یہ سمجھا تھا کہ عین کلمہ پر حرکات کی تبدیلی کی وجہ سے ماضی کے تین وزن بنتے ہیں یعنی **فَعَلَ، فَعِلَ** اور **فَعُلَ**۔ اور اسی طرح مضارع کے بھی تین وزن بنتے ہیں یعنی **یَفْعَلُ، یَفْعِلُ** اور **یَفْعُلُ**۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی فعل کا ماضی ہمیں معلوم ہو تو اس کا مضارع ہم کس وزن پر بنائیں؟ اس سبق میں ہم نے یہی بات سمجھنی اور سیکھنی ہے۔

38:2 اگر ایسا ہوتا کہ ماضی میں عین کلمہ پر جو حرکت ہے مضارع میں بھی وہی رہتی یعنی **فَعَلَ** سے **یَفْعَلُ، فَعِلَ** سے **یَفْعِلُ** اور **فَعُلَ** سے **یَفْعُلُ** بنتا تو ہمارا اور آپ کا کام بہت آسان ہو جاتا۔ لیکن صورت حال ایسی نہیں ہے۔ بلکہ حقیقی صورتحال کچھ اس طرح ہے کہ مثال کے طور پر جو افعال ماضی میں **فَعَلَ** کے وزن پر آتے ہیں ان میں سے کچھ کا مضارع تو **یَفْعَلُ** کے وزن پر ہی آتا ہے لیکن کچھ کا **یَفْعِلُ** اور کچھ کا **یَفْعُلُ** کے وزن پر بھی آتا ہے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر طلبہ کی اکثریت پریشان ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ اتنی پریشانی کی بات نہیں ہے۔ اس سبق میں ہمارا مقصد ہی یہ ہے کہ آپ کی پریشانی دور کی جائے اور آپ کو بتایا جائے کہ آپ مضارع کا وزن کیسے معلوم کریں گے اور اسے کیسے یاد رکھیں گے۔ لیکن یہ طریقہ سمجھنے سے پہلے ضروری ہے کہ آپ اطمینان سے اور پوری توجہ کے ساتھ حقیقی صورت حال کا مکمل خاکہ ذہن نشین کر لیں۔ پھر ان شاء اللہ آپ کو مشکل پیش نہیں آئے گی۔

38:3 اوپر دی ہوئی مثال میں آپ نے دیکھا کہ **فَعَلَ** کے وزن پر آنے والے ماضی کے تمام افعال تین گروپ میں تقسیم ہو جاتے ہیں اور یہ تقسیم ان کے مضارع کے وزن کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ یعنی (1) **فَعَلَ، یَفْعَلُ** (2) **فَعَلَ، یَفْعِلُ** اور (3) **فَعَلَ، یَفْعُلُ**۔ اسی طرح اگر ہم **فَعِلَ** اور **فَعُلَ** کے وزن پر آنے والے ماضی کے تمام افعال تین تین کے گروپ میں تقسیم کر لیں تو کل نو (9) گروپ وجود میں آتے ہیں۔ یعنی (4) **فَعِلَ، یَفْعَلُ** (5) **فَعِلَ، یَفْعِلُ** (6) **فَعِلَ، یَفْعُلُ** اور (7) **فَعُلَ، یَفْعَلُ** (8) **فَعُلَ، یَفْعِلُ** (9) **فَعُلَ، یَفْعُلُ**۔ لیکن نوٹ کر لیں کہ عربی میں نو (9) نہیں بلکہ صرف چھ (6) گروپ استعمال ہوتے ہیں۔

38:4 اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا نو گروپ میں سے کون سے چھ گروپ استعمال ہوتے ہیں اور کون سے

تین گروپ استعمال نہیں ہوتے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل باتوں کو سمجھ کر ذہن نشین کرلیں تو ان شاء اللہ باقی باتیں سمجھنا اور یاد رکھنا آسان ہو جائیں گی۔

i) **فَعَلَ** کے وزن پر آنے والے ماضی کے مضارع میں تینوں گروپ استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی (۱) **فَعَلَ، یَفْعَلُ** (۲) **فَعَلَ، یَفْعِلُ** اور (۳) **فَعَلَ، یَفْعُلُ**۔

ii) **فَعِلَ** کے وزن پر آنے والے ماضی کے مضارع میں دو گروپ استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی (۴) **فَعِلَ، یَفْعَلُ** اور (۵) **فَعِلَ، یَفْعِلُ**۔ جبکہ **فَعِلَ، یَفْعُلُ** استعمال نہیں ہوتا۔

iii) **فَعُلَ** کے وزن پر آنے والے ماضی کے مضارع میں صرف ایک گروپ استعمال ہوتا ہے۔ یعنی (۶) **فَعُلَ، یَفْعُلُ** جبکہ **فَعُلَ، یَفْعَلُ** اور **فَعُلَ، یَفْعِلُ** استعمال نہیں ہوتے۔

38:5 اب مسئلہ آتا ہے چھ میں سے ہر گروپ کی پہچان مقرر کرنے کا۔ اس کا ایک طریقہ یہ تھا کہ اگر ہمیں بتایا جاتا کہ مادہ **ف ت ح** گروپ نمبر 1 سے متعلق ہے تو ہم سمجھ جاتے کہ اس کا ماضی **فَتَحَ** اور مضارع **یَفْتَحُ** آئے گا۔ اسی طرح اگر بتایا جائے کہ **ض ر ب** کا تعلق گروپ نمبر 2 سے ہے تو ہم ماضی **ضَرَبَ** اور مضارع **یَضْرِبُ** بنالیتے۔ علیٰ ھٰذا القیاس

38:6 لیکن عربی قواعد مرتب کرنے والوں نے طریقہ یہ اختیار کیا کہ ہر گروپ کا نام "باب" رکھا اور ہر باب میں استعمال ہونے والے افعال میں سے کسی ایک فعل کو منتخب کر کے اسے اس باب (گروپ) کا نمائندہ مقرر کر دیا اور اسی پر اس باب کا نام رکھ دیا۔ مثلاً گروپ نمبر 1 کا نام باب **فَتَحَ** اور گروپ نمبر 2 کا باب **ضَرَبَ** رکھ دیا وغیرہ۔ اب ذیل میں ہر "مستعمل گروپ" کے مقرر کردہ نام دیئے جا رہے ہیں اور ہر ایک باب کے ساتھ اس کے لیے استعمال کی جانے والی مختصر علامت بھی دی جا رہی ہے جو کہ متعلقہ باب کے نام کا پہلا حرف ہی ہے۔ ان کو مجموعی طور پر "**اَبْوَاب ثُلَاثِی مُجَرَّد**" (صرف مادّے کے تین حروف سے بننے والے ابواب) کا نام دیا گیا ہے۔

گروپ نمبر	وزن	عین کلمہ کی حرکت		باب کا نام	علامت
		ماضی	مضارع		
.1	فَعَلَ - يَفْعَلُ	ـَ	ـَ	فَتَحَ—يَفْتَحُ	(ف)
.2	فَعَلَ - يَفْعِلُ	ـَ	ـِ	ضَرَبَ - يَضْرِبُ	(ض)
.3	فَعَلَ - يَفْعُلُ	ـَ	ـُ	نَصَرَ - يَنْصُرُ	(ن)
.4	فَعِلَ - يَفْعَلُ	ـِ	ـَ	سَمِعَ - يَسْمَعُ	(س)
.5	فَعِلَ - يَفْعِلُ	ـِ	ـِ	حَسِبَ - يَحْسِبُ	(ح)
.6	فَعُلَ - يَفْعُلُ	ـُ	ـُ	كَرُمَ - يَكْرُمُ	(ک)

38:7 ثلاثی مجرّد کے ابواب کا نام عموماً ماضی اور مضارع کا پہلا پہلا صیغہ بول کر لیا جاتا ہے، جیسا کہ اوپر نقشے میں لکھا گیا ہے۔ تاہم اختصار کے لیے کبھی صرف ماضی کا صیغہ بول دینا ہی کافی سمجھا جاتا ہے مثلاً باب نَصَرَ، باب سَمِعَ وغیرہ۔ گویا یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ سننے والا ماضی کے صیغے سے اس کا مضارع سمجھ جاتا ہے۔ اس لیے آپ ان ابواب کو مندرجہ بالا نقشے کی مدد سے خوب اچھی طرح یاد کر لیں۔ کیونکہ ان کی آگے کافی ضرورت پڑے گی۔

38:8 امید ہے عربی میں استعمال ہونے والے افعال کے چھ گروپ یا چھ ابواب کا خاکہ آپ کے ذہن میں واضح ہو گیا ہو گا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں یہ کس طرح معلوم ہو کہ کوئی فعل کس باب سے آتا ہے یعنی ماضی اور مضارع میں اس کے عین کلمہ کی حرکت کیا ہو گی؟ تو اب نوٹ کر لیجیے کہ اس علم کا ذریعہ اہل زبان ہیں۔ یعنی وہ کسی فعل کا ماضی اور مضارع جس طرح استعمال کرتے ہیں، ہمیں اسی طرح سیکھنا اور یاد کرنا ہوتا ہے۔ اس کی مثال انگریزی کے فعل کی تین شکلیں ہیں جو اہل زبان کے استعمال کے مطابق یاد کرنی پڑتی ہیں اور اہل زبان کے اس استعمال کا پتہ لغت یعنی ڈکشنری سے چلتا ہے۔ ڈکشنری سے جہاں ہم کسی فعل کے معنی یاد کرتے ہیں وہیں اس کا باب بھی یاد کر لیتے ہیں اور اگر کسی فعل کے معنی اور باب ہم نے کسی کتاب وغیرہ سے یاد کیے تھے لیکن بھول گئے یا شبہہ میں پڑ گئے، تو اس وقت بھی ڈکشنری سے مدد لے لیتے ہیں۔

38:9 عربی لغت کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس میں الفاظ حروف تہجی کی ترتیب سے نہیں لکھے ہوتے بلکہ ان کے

مادے حروف تہجّی کی ترتیب سے دیے ہوتے ہیں۔ مثلاً تَفْرَحْنَ کا لفظ آپ کو "ت" کی پٹی میں نہیں ملے گا۔ اس کا مادہ ف ر ح ہے۔ اس لیے یہ آپ کو ف کی پٹی میں مادہ "ف ر ح" کے تحت ملے گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ نشاندہی بھی موجود ہوگی کہ یہ مادہ کس باب سے آتا ہے۔

38:10 عربی لغت میں مادہ کے ساتھ باب کا نام ظاہر کرنے کے دو طریقے ہیں۔ (1) پرانی ڈکشنریوں میں عموماً مادہ کے ساتھ قوسین (بریکٹ) میں متعلقہ باب کی علامت لکھ دی جاتی ہے۔ مثلاً فرح (س) خوش ہونا، یعنی باب سَمِعَ یَسْمَعُ سے فَرِحَ یَفْرَحُ آتا ہے۔ اب آپ گردان کے صیغے کو سمجھ کر تَفْرَحْنَ کا ترجمہ "تم سب عورتیں خوش ہوں گی" کر لیں گے۔ (2) جدید ڈکشنریوں میں ماضی کا صیغہ تو عین کلمہ کی حرکت سے لکھتے ہیں پھر ایک لکیر دے کر اس پر مضارع کی عین کلمہ کی حرکت لکھ دیتے ہیں۔ مثلاً فَرِحَ۔َ کا مطلب بھی فَرِحَ یَفْرَحُ ہے۔ ہم اس کتاب میں آپ کو کسی فعل کا باب بتانے کے لیے پہلا طریقہ استعمال کریں گے مثلاً فَرِحَ کے آگے (س) لکھا ہوگا اور معنی لکھے ہوں گے "خوش ہونا" اور (س) دیکھ کر آپ سمجھ جائیں گے کہ اس کا ماضی فَرِحَ اور مضارع یَفْرَحُ ہے۔ اسی طرح باب فَتَحَ کے لیے (ف)، ضَرَبَ کے لیے (ض) وغیرہ لکھا ہوا ملے گا۔ اس سبق کے ذخیرۂ الفاظ میں ہم گزشتہ اسباق کے افعال دوبارہ لکھ کر ان کے ابواب کی نشاندہی کر رہے ہیں تاکہ ان کے معانی آپ اس طریقہ سے یاد کریں جو آپ کو بتایا جا رہا ہے۔

38:11 اب ہم اس سوال پر آگئے ہیں کہ کسی فعل کے باب کو یاد کرنے کا بہتر طریقہ کیا ہے؟ تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اب آپ افعال کے معنی پرانے طریقے سے یاد نہ کریں۔ یعنی یوں نہ کہیں کہ "فَرِحَ" کے معنی خوش ہونا اور "کَتَبَ" کے معنی لکھنا وغیرہ، بلکہ اس کا ماضی مضارع دونوں بول کر "مصدری" معنی بولیں۔ یعنی یوں کہیں کہ "فَرِحَ یَفْرَحُ کے معنی خوش ہونا۔ کَتَبَ یَکْتُبُ کے معنی لکھنا" وغیرہ۔ ذخیرۂ الفاظ میں لکھا ہوگا "دَخَلَ (ن) داخل ہونا"۔ لیکن آپ اس کو اس طرح یاد کریں "دَخَلَ یَدْخُلُ کے معنی داخل ہونا"۔ کہیں بھول چوک لگ جائے تو ڈکشنری دیکھیں۔ گویا اب آپ ڈکشنری دیکھنے کے قابل ہوگئے ہیں۔ مَا شَاءَ اللّٰہُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ ابھی سے لغت کے استعمال کو عادت بنالیں۔

38:12 اگرچہ یہ سبق کافی طویل ہوگیا ہے لیکن آپ کی دلچسپی اور سہولت کی خاطر چند ابواب کی خصوصیات کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ نوٹ کرلیں کہ باب سَمِعَ سے آنے والے ابواب میں زیادہ تر (ہمیشہ نہیں) کسی ایسی صفت یا بات کا ذکر ہوتا ہے جو وقتی اور عارضی ہوتی ہیں۔ مثلاً فَرِحَ (خوش ہونا)۔ حَزِنَ (غمگین ہونا) وغیرہ۔ نیز یہ کہ اس باب میں آنے والے افعال زیادہ تر (تمام نہیں) لازم ہوتے ہیں جبکہ باب کَرُمَ سے آنے والے افعال میں کسی ایسی صفت

یا بات کا ذکر ہوتا ہے جو عارضی نہیں بلکہ دائمی ہوتی ہیں مثلاً حَسُنَ (خوبصورت ہونا)۔ شَجُعَ (بہادر ہونا)۔ نیز یہ کہ اس باب سے آنے والے تمام افعال لازم ہوتے ہیں۔ باب فَتَحَ کی خصوصیت کا تعلق مادہ کے حروف سے ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں عین کلمہ یا لام کلمہ کی جگہ حروف حلقی (ء، ھ، ع، ح، غ، خ) میں سے کوئی ایک حرف ضرور ہوتا ہے۔ صرف چند مادے اس سے مستثنیٰ ہیں۔ باب حَسِبَ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سے گنتی کے صرف چند افعال آتے ہیں، اس لیے اس کا استعمال بہت کم ہے۔

ذخیرہ الفاظ

دَخَلَ (ن)	داخل ہونا	فَرِحَ (س)	خوش ہونا
غَلَبَ (ض)	غالب ہونا	ضَحِكَ (س)	ہنسنا
قَرُبَ (ک)	قریب ہونا	بَعُدَ (ک)	دور ہونا
قَرَءَ (ف)	پڑھنا	فَتَحَ (ف)	کھولنا
كَتَبَ (ن)	لکھنا	أَكَلَ (ن)	کھانا
جَلَسَ (ض)	بیٹھنا	نَجَحَ (ف)	کامیاب ہونا
قَدِمَ (س)	آنا	مَرِضَ (س)	بیمار ہونا، مریض ہونا
ذَهَبَ (ف)	جانا	ضَرَبَ (ض)	مارنا
قَعَدَ (ن)	بیٹھنا	رَفَعَ (ف)	بلند کرنا
ذَكَرَ (ن)	یاد کرنا	سَمِعَ (س)	سننا
حَمِدَ (س)	تعریف کرنا	حَسِبَ (س)	گمان کرنا
خَلَقَ (ن)	پیدا کرنا	شَرِبَ (س)	پینا
بَعَثَ (ف)	بھیجنا	ذَبَحَ (ف)	ذبح کرنا

سَئَلَ (ف)	سوال کرنا، مانگنا	وَجِلَ (س)	خوف محسوس کرنا
طَلَعَ (ن)	طلوع ہونا، چڑھنا	شَكَرَ (ن)	شکر کرنا
مَنَحَ (ف)	عطا کرنا	طَلَبَ (ن)	مانگنا
عَلِمَ (س)	جانا	لَبِثَ (س)	قیام کرنا، ٹھہرنا
نَهَضَ (ف)	اُٹھ جانا	صَدَقَ (ن)	سچ کہنا
لَعِبَ (س)	کھیلنا	هَزَمَ (ض)	شکست دینا
رَزَقَ (ن)	دینا، عطا کرنا	فَطُوْرٌ / فُطُوْرٌ	ناشتہ
صَيْفٌ	گرمی کا موسم	شِتَاءٌ	سردی کا موسم
جَائِزَةٌ	انعام	اِعَانَةٌ	مدد

مشق نمبر - 37

مندرجہ ذیل جملوں میں سے نمبر (1) افعال کا مادہ بتائیں۔ نمبر (2) ماضی / مضارع اور معروف / مجہول کی وضاحت کریں۔ نمبر (3) صیغہ بتائیں اور جہاں ایک سے زیادہ کا امکان ہو وہاں تمام ممکنہ صیغے لکھیں۔ اور نمبر (4) پھر اسی لحاظ سے ترجمہ کریں۔

نمبر	افعال	مادہ	زمانہ	معروف / مجہول	صیغہ	ترجمہ
.1	تَفْتَحَانِ					
.2	نَصْدُقُ					
.3	يَلْعَبْنَ					
.4	طَلَبْتُمُوْهُمْ					
.5	هَزَمْتُمُوْنِيْ					
.6	تُرْزَقِيْنَ					

7.	تَطْلُعُ الشَّمْسُ					
8.	رُزِقُوْا					
9.	طَلَبْنَا					
10.	طَلَبْنَا					
11.	طُلِبْنَ					
12.	دَخَلْتَ					
13.	سَيَغْلِبُوْنَ					
14.	ذُكِرَ					
15.	ثَقُلَتْ					

ماضی کی اقسام (حصہ اول)

(Types of Past Tense-1)

39:1 آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ماضی کے بعد تو مضارع شروع ہو گیا تھا۔ لیکن اب درمیان میں پھر ماضی کا سبق کیوں آگیا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ چونکہ ماضی کی مختلف اقسام میں ایک خاص فعل استعمال ہوتا ہے، جس کا ماضی ہے كَانَ (وہ تھا) اور مضارع ہے يَكُوْنُ (وہ ہوتا ہے یا ہو گا)۔ اس لیے ضروری تھا کہ آپ کو كَانَ سے متعارف کرانے سے قبل مضارع بھی سمجھا دیا جائے۔

39:2 دوسری وجہ یہ تھی کہ كَانَ يَكُوْنُ کی گردانیں ماضی، مضارع کی عام گردانوں سے تھوڑی سی مختلف ہیں، ایسا کیوں ہے۔ اس کی وجہ تو ان شاء اللہ آپ کو اس وقت سمجھ میں آئے گی جب آپ "حروفِ علّت" اور ان کے قواعد پڑھ لیں گے۔ فی الحال آپ معمولی فرق کے ساتھ ہی ان کی گردانیں یاد کر لیں تا کہ اگلے سبق میں آپ ماضی کی اقسام کے بیان میں ان کا استعمال سمجھ سکیں۔

فعل ماضی كَانَ کی گردان

		واحد	مثنیٰ	جمع
غائب	مذکر	كَانَ	كَانَا	كَانُوْا
		وہ ایک (مذکر) تھا	وہ دو (مذکر) تھے	وہ سب (مذکر) تھے
	مؤنث	كَانَتْ	كَانَتَا	كُنَّ
		وہ ایک (مؤنث) تھی	وہ دو (مؤنث) تھیں	وہ سب (مؤنث) تھیں
مخاطب	مذکر	كُنْتَ	كُنْتُمَا	كُنْتُمْ
		تو ایک (مذکر) تھا	تم دو (مذکر) تھے	تم سب (مذکر) تھے
	مؤنث	كُنْتِ	كُنْتُمَا	كُنْتُنَّ
		تو ایک (مؤنث) تھی	تم دو (مؤنث) تھیں	تم سب (مؤنث) تھیں
متکلم	مذکر و مؤنث	كُنْتُ	كُنَّا	كُنَّا
		میں تھا / تھی	ہم دو تھے / تھیں	ہم سب تھے / تھیں

فعل مضارع یَکُوْنُ کی گردان

		واحد	مثنیٰ	جمع
غائب	مذکر	يَكُوْنُ	يَكُوْنَانِ	يَكُوْنُوْنَ
		وہ ایک (مذکر) ہوگا	وہ دو (مذکر) ہوں گے	وہ سب (مذکر) ہوں گے
	مؤنث	تَكُوْنُ	تَكُوْنَانِ	يَكُنَّ
		وہ ایک (مؤنث) ہوگی	وہ دو (مؤنث) ہوں گی	وہ سب (مؤنث) ہوں گی
مخاطب	مذکر	تَكُوْنُ	تَكُوْنَانِ	تَكُوْنُوْنَ
		تو ایک (مذکر) ہوگا	تم دو (مذکر) ہوگے	تم سب (مذکر) ہوگے
	مؤنث	تَكُوْنِيْنَ	تَكُوْنَانِ	تَكُنَّ
		تو ایک (مؤنث) ہوگی	تم دو (مؤنث) ہوگی	تم سب (مؤنث) ہوگی
متکلم	مذکر و مؤنث	اَكُوْنُ	نَكُوْنُ	نَكُوْنُ
		میں ہوں گا / گی	ہم دو ہوں گے / گی	ہم سب ہوں گے / گی

39:3 یاد رکھئے کہ کَانَ (ماضی) بمعنی "تھا" عموماً ماضی ہی کے لیے استعمال ہوتا ہے اور یَکُوْنُ (مضارع) بمعنی "ہوگا یا ہوجائے گا" عموماً صرف مستقبل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی حال کے لیے بمعنی "ہے" "یَکُوْنُ استعمال نہیں ہوتا، بلکہ اس کے لیے زیادہ تر جملہ اسمیہ استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً "زید بیمار تھا" کے لیے آپ کَانَ استعمال کریں گے اور "زید بیمار ہوجائے گا" کے لیے یَکُوْنُ استعمال ہوگا۔ (کَانَ یَکُوْنُ) کے استعمال کے کچھ قواعد ہیں جو آپ آگے چل کر پڑھیں گے۔ مگر "زید بیمار ہے" کا ترجمہ آپ "زَیْدٌ مَّرِیْضٌ" ہی کریں گے۔

39:4 شاید آپ کو یاد ہو کہ سبق نمبر 11 میں جب ہم آپ کو جملہ اسمیہ نافیہ بنانا سکھا رہے تھے تو ہم نے "لَیْسَ" کے استعمال کے سلسلے میں یہ پابندی لگادی تھی کہ صرف واحد مذکر غائب کے صیغہ میں اس کا استعمال کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ "لَیْسَ" کا استعمال صیغہ کے مطابق ہوتا ہے۔ اب موقع ہے کہ آپ اس کی گردان بھی یاد کرلیں تاکہ جملہ اسمیہ میں آپ "لَیْسَ" کا درست استعمال کرسکیں۔

لَیْسَ کی گردان

		واحد	مثنیٰ	جمع
غائب	مذکر	لَیْسَ	لَیْسَا	لَیْسُوْا
		وہ ایک (مذکر) نہیں ہے	وہ دو (مذکر) نہیں ہیں	وہ سب (مذکر) نہیں ہیں
	مؤنث	لَیْسَتْ	لَیْسَتَا	لَسْنَ
		وہ ایک (مؤنث) نہیں ہے	وہ دو (مؤنث) نہیں ہیں	وہ سب (مؤنث) نہیں ہیں
مخاطب	مذکر	لَسْتَ	لَسْتُمَا	لَسْتُمْ
		تو ایک (مذکر) نہیں ہے	تم دو (مذکر) نہیں ہو	تم سب (مذکر) نہیں ہو
	مؤنث	لَسْتِ	لَسْتُمَا	لَسْتُنَّ
		تو ایک (مؤنث) نہیں ہے	تم دو (مؤنث) نہیں ہو	تم سب (مؤنث) نہیں ہو
متکلم	مذکر و مؤنث	لَسْتُ	لَسْنَا	لَسْنَا
		میں نہیں ہوں	ہم دو نہیں ہیں	ہم سب نہیں ہیں

39:5 کَانَ اور لَیْسَ کی گردان میں یہ بنیادی فرق ذہن نشین کر لیں کہ کَانَ سے ماضی اور مضارع دونوں کی گردان ہوتی ہے۔ یعنی یہ فعل دونوں طرح آتا ہے۔ جبکہ لَیْسَ سے صرف ماضی کی گردان ہوتی ہے۔ یعنی اس فعل کا مضارع استعمال نہیں ہوتا۔ مزید یہ کہ لَیْسَ کے معنی "نہیں تھا" کے بجائے "نہیں ہے، نہیں ہیں" وغیرہ ہوتے ہیں۔ یعنی اس فعل کی گردان تو ماضی جیسی ہے مگر یہ ہمیشہ حال کے معنی دیتا ہے۔

39:6 سبق نمبر 11 میں یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ جملہ اسمیہ پر جب لَیْسَ داخل ہوتا ہے تو معنوی تبدیلی یہ لاتا ہے کہ جملہ میں نفی کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں اور اعرابی تبدیلی یہ لاتا ہے کہ خبر حالتِ نصب میں آجاتی ہے یا خبر پر "بِ" لگا کر اسے مجرور کر دیا جاتا ہے۔ یعنی لَیْسَتِ الْمُعَلِّمَةُ قَائِمَةً اور لَیْسَتِ الْمُعَلِّمَةُ بِقَائِمَةٍ دونوں کا ترجمہ "استانی کھڑی نہیں ہے" ہو گا۔ اب آپ یہ بات بھی یاد کر لیں کہ جملہ اسمیہ پر کَانَ بھی داخل ہوتا ہے اور جب کسی جملہ اسمیہ پر کَانَ داخل ہوتا ہے تو معنوی تبدیلی یہ لاتا ہے کہ جملہ میں عموماً "ہے" کے بجائے "تھا" کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور لَیْسَ

کی طرح کَانَ بھی خبر کو حالتِ نصب میں لے جاتا ہے۔ مثلاً کَانَ الْمُعَلِّمُ قَائِمًا (استاد کھڑا تھا) وغیرہ۔ تاہم لَیْسَ کی مانند کَانَ کی خبر پر "بِ" نہیں لگا سکتے۔ یہ فرق اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔

39:7 کَانَ اور لَیْسَ کے بارے میں ایک بات اور نوٹ کریں کہ یہ دونوں فعل کی طرح استعمال تو ہوتے ہیں مگر ان کے فاعل کو "اسم" کہتے ہیں۔ یعنی لَیْسَتِ الْمُعَلِّمَةُ قَائِمَةً میں اَلْمُعَلِّمَةُ کو لَیْسَتْ کا فاعل نہیں بلکہ نحو کی اصطلاح کے مطابق لَیْسَ کا اسم کہا جاتا ہے۔ اسی طرح کَانَ الْمُعَلِّمُ قَائِمًا میں بھی اَلْمُعَلِّمُ کو کَانَ کا فاعل نہیں بلکہ اسے کَانَ کا اسم کہا جاتا ہے۔ یہ بھی نوٹ کرلیں کہ قَائِمَةً اور قَائِمًا بھی مفعول نہیں بلکہ بالترتیب لَیْسَ اور کَانَ کی خبر ہیں۔ اور اگرچہ لَیْسَ اور کَانَ ایک طرح کے فعل ہیں لیکن ان کے جملے کے شروع میں آنے سے یہ جملہ فعلیہ نہیں بنتا، بلکہ جیسا کہ آپ کو بتایا جاچکا ہے کہ لَیْسَ اور کَانَ دونوں جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اس میں معنوی اور اعرابی تبدیلی لاتے ہیں۔

39:8 کَانَ اور لَیْسَ بھی دیگر افعال کی طرح دونوں طریقوں سے استعمال ہوتے ہیں یعنی اگر کَانَ یا لَیْسَ کا اسم کوئی اسمِ ظاہر ہو تو ان کا صیغہ واحد ہی رہے گا۔ البتہ مذکر کے لیے واحد مذکر اور مؤنث کے لیے واحد مؤنث آئے گا۔ مثلاً کَانَ الْوَلَدَانِ صَالِحَیْنِ (دونوں لڑکے نیک تھے)، کَانَتِ الْبَنَاتُ صَالِحَاتٍ (لڑکیاں نیک تھیں)، لَیْسَ الرِّجَالُ مُجْتَهِدِیْنَ (مرد محنتی نہیں ہیں) اور لَیْسَتِ الْمُعَلِّمَاتُ مُجْتَهِدَاتٍ (استانیاں محنتی نہیں ہیں) وغیرہ۔

39:9 اور اگر کَانَ اور لَیْسَ کا اسم، ظاہر نہ ہو بلکہ صیغہ میں، ضمیر کی صورت میں پوشیدہ ہو تو ایسی صورت میں جو ضمیر پوشیدہ ہوگی اسی کے مطابق صیغہ استعمال ہو گا۔ مثلاً کُنْتُمْ ظَالِمِیْنَ (تم لوگ ظالم تھے)۔ یہاں کُنْتُمْ میں اَنْتُمْ کی ضمیر کَانَ کا اسم ہے۔ اسی طرح لَسْنَا ظَالِمِیْنَ (ہم لوگ ظالم نہیں ہیں) میں نَحْنُ کی ضمیر لَیْسَ کا اسم ہے۔

مشق نمبر - 38

اردو میں ترجمہ کریں

1. کَانَتْ زَیْنَبُ قَائِمَةً
2. کَانَ الرِّجَالُ جَالِسِیْنَ
3. هَلْ کُنْتُمْ مُعَلِّمِیْنَ؟
4. لَسْنَا کَاذِبِیْنَ
5. لَیْسُوْا صَادِقِیْنَ

6. مَتٰی تَکُوْنُ مُدَرِّسًا؟ اَکُوْنُ مُدَرِّسًا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ فِیْ ھٰذَا الْعَامِ

7. لَیْسَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ

8. اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ

9. کَانُوْا عَنْھَا غٰفِلِیْنَ

10. اِنَّا کُنَّا عَنْ ھٰذَا غٰفِلِیْنَ

11. کَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا

12. اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا

13. وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

قرآنی مثالیں

1. وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ (البقرۃ:۳۴)

2. وَ کُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ (یونس:۹۱)

3. وَاللّٰہِ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ (الأنعام:۲۳)

4. کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً (البقرۃ:۲۱۳)

5. اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ (آل عمران:۴۰)

6. وَ کَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ (التحریم:۱۲)

7. اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا (النسآء:۱۱)

8. وَ کَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا (النسآء:۳۰)

9. وَ اَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ (الأنفال:۵۱)

10. اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ (ھود:۷۸)

11. لَسْتَ عَلَیْھِمْ بِمُصَیْطِرٍ (الغاشیۃ:۲۲)

12. اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (الأعراف:۱۷۲)

13. يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ (المائدة:٦٨)

14. لَسْتَ مُؤْمِنًا (النسآء:٩٤)

15. مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (آل عمران:٦٧)

16. مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ (البقرة:٩٨)

17. مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الأحزاب:٤٠)

ماضی کی اقسام (حصہ دوم)

(Types of Past Tense-2)

40:1 ماضی کی جو چھ اقسام ہیں ان کا تعلق اصلاً تو اردو اور فارسی گرامر سے ہے، کیونکہ عربی گرامر میں ماضی کی اقسام کو اس انداز سے بیان ہی نہیں کیا جاتا۔ البتہ ان اقسام کے مفہوم کو عربی میں کیسے بیان کیا جاتا ہے، یہ سمجھانے کے لیے ہم ذیل میں ان اقسام کے قواعد بیان کر رہے ہیں:

40:2 *(1)* **ماضی بعید**: فعل ماضی پر کَانَ لگا دینے سے اس میں ماضی بعید کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیسے ذَهَبَ کے معنی ہیں "وہ گیا"۔ جبکہ کَانَ ذَهَبَ کے معنی ہوں گے "وہ گیا تھا"۔ یاد رہے کہ کَانَ کی گردان متعلقہ فعل ماضی کے ساتھ چلتی ہے۔ یہ بات ذیل میں دی گئی ماضی بعید کی گردان سے مزید واضح ہو جائے گی۔

جمع	مثنّیٰ	واحد
كَانُوْا ذَهَبُوْا	كَانَا ذَهَبَا	كَانَ ذَهَبَ
وہ سب (مذکر) گئے تھے	وہ دو (مذکر) گئے تھے	وہ ایک (مذکر) گیا تھا
كُنَّ ذَهَبْنَ	كَانَتَا ذَهَبَتَا	كَانَتْ ذَهَبَتْ
وہ سب (مؤنث) گئی تھیں	وہ دو (مؤنث) گئی تھیں	وہ ایک (مؤنث) گئی تھی
كُنْتُمْ ذَهَبْتُمْ	كُنْتُمَا ذَهَبْتُمَا	كُنْتَ ذَهَبْتَ
تم سب (مذکر) گئے تھے	تم دو (مذکر) گئے تھے	تو ایک (مذکر) گیا تھا
كُنْتُنَّ ذَهَبْتُنَّ	كُنْتُمَا ذَهَبْتُمَا	كُنْتِ ذَهَبْتِ
تم سب (مؤنث) گئی تھیں	تم دو (مؤنث) گئی تھیں	تو ایک (مؤنث) گئی تھی
كُنَّا ذَهَبْنَا	كُنَّا ذَهَبْنَا	كُنْتُ ذَهَبْتُ
ہم سب گئے تھے / گئی تھیں	ہم دو گئے تھے / گئی تھیں	میں گیا تھا / گئی تھی

40:3 *(2)* **ماضی استمراری**: ماضی استمراری اس کو کہتے ہیں جس میں ماضی میں کام کے مسلسل ہوتے رہنے کا مفہوم ہو۔ مثلاً اردو میں ہم کہتے ہیں "وہ لکھتا تھا" مراد یہ ہے کہ "وہ لکھا کرتا تھا" یا "لکھ رہا تھا"۔ عربی میں فعل

مضارع پر **كَانَ** لگانے سے ماضی استمراری کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً **كَانَ يَكْتُبُ** (وہ لکھتا تھا یا لکھ رہا تھا یا وہ لکھا کرتا تھا)۔ یہاں بھی **كَانَ** اور متعلقہ فعل مضارع کی گردان ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ ذیل میں دی گئی ماضی استمراری کی گردان سے اس بات کی مزید وضاحت ہو جائے گی:

جمع	مثنّٰی	واحد
كَانُوْا يَكْتُبُوْنَ	كَانَا يَكْتُبَانِ	كَانَ يَكْتُبُ
وہ سب (مذکر) لکھتے تھے	وہ دو (مذکر) لکھتے تھے	وہ ایک (مذکر) لکھتا تھا
كُنَّ يَكْتُبْنَ	كَانَتَا تَكْتُبَانِ	كَانَتْ تَكْتُبُ
وہ سب (مؤنث) لکھتی تھیں	وہ دو (مؤنث) لکھتی تھیں	وہ ایک (مؤنث) لکھتی تھی
كُنْتُمْ تَكْتُبُوْنَ	كُنْتُمَا تَكْتُبَانِ	كُنْتَ تَكْتُبُ
تم سب (مذکر) لکھتے تھے	تم دو (مذکر) لکھتے تھے	تو ایک (مذکر) لکھتا تھا
كُنْتُنَّ تَكْتُبْنَ	كُنْتُمَا تَكْتُبَانِ	كُنْتِ تَكْتُبِيْنَ
تم سب (مؤنث) لکھتی تھیں	تم دو (مؤنث) لکھتی تھیں	تو ایک (مؤنث) لکھتی تھی
كُنَّا نَكْتُبُ	كُنَّا نَكْتُبُ	كُنْتُ اَكْتُبُ
ہم سب لکھتے تھے / لکھتی تھیں	ہم دو لکھتے تھے / لکھتی تھیں	میں لکھتا تھا / لکھتی تھی

ماضی بعید اور ماضی استمراری میں موجود اس فرق کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے کہ ماضی بعید میں **كَانَ** کے ساتھ اصل فعل کا ماضی کا صیغہ آتا ہے جبکہ ماضی استمراری میں **كَانَ** کے ساتھ اصل فعل کا مضارع آتا ہے۔

40:4 *(3)* **ماضی قریب**: اس میں کسی کام کے زمانہ حال میں مکمل ہو جانے کا مفہوم ہوتا ہے مثلاً "وہ گیا ہے"، "اس نے لکھا ہے" یا "وہ لکھ چکا ہے" وغیرہ۔ یعنی جانے یا لکھنے کا کام تھوڑی دیر پہلے یعنی ماضی قریب میں ہوا ہے۔ فعل ماضی کے شروع میں حرف "**قَدْ**" لگانے سے نہ صرف یہ کہ ماضی قریب کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں بلکہ اس میں ایک زور (تاکید کا مفہوم) بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً **قَدْ ذَهَبَ** (وہ گیا ہے یا وہ جا چکا ہے) وغیرہ۔

40:5 *(4)* **ماضی شکّیہ**: جب زمانہ ماضی میں کسی کام کے ہونے کے متعلق شک پایا جاتا ہو تو اسے ماضی شکّیہ

کہتے ہیں۔ جیسے "اس نے لکھا ہو گا" یا "وہ لکھ چکا ہو گا" وغیرہ۔ عربی میں ماضی شکّیہ کے معنی پیدا کرنے کے لیے اصل فعل کے ماضی سے پہلے یَکُوْنُ لگاتے ہیں۔ جیسے یَکُوْنُ کَتَبَ (اس نے لکھا ہو گا یا وہ لکھ چکا ہو گا)۔ نوٹ کرلیں کہ اس میں کَانَ کے مضارع یَکُوْنُ اور اصل فعل کے صیغۂ ماضی کی گردان ساتھ ساتھ چلے گی۔ مثلاً یَکُوْنُ کَتَبَ۔ یَکُوْنُوْنَ کَتَبُوْا۔ تَکُوْنُ کَتَبَتْ وغیرہ۔

40:6 یہاں یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ فاعل اگر اسم ظاہر ہو تو:

i) یَکُوْنُ یا تَکُوْنُ (مذکر یا مؤنث) تو صیغۂ واحد ہی لگے گا۔

ii) اس کے بعد فاعل یعنی اسم ظاہر آئے گا جو اب کَانَ کا اسم کہلائے گا۔

iii) اس کے بعد اصل فعل اسم ظاہر کے صیغہ کے مطابق (واحد جمع، مذکر مؤنث وغیرہ) آئے گا۔ مثلاً یَکُوْنُ الْمُعَلِّمُ کَتَبَ۔ یَکُوْنُ الْمُعَلِّمُوْنَ کَتَبُوْا۔ تَکُوْنُ الْمُعَلِّمَاتُ کَتَبْنَ وغیرہ۔

40:7 لفظ لَعَلَّ (شاید) کے استعمال سے بھی ماضی شکّیہ کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن لَعَلَّ کے استعمال کے متعلق دو اہم باتیں ذہن نشین کرلیں۔ اوّلاً یہ کہ لَعَلَّ کبھی کسی فعل سے پہلے نہیں آتا بلکہ یہ ہمیشہ کسی اسم ظاہر پر یا کسی ضمیر پر داخل ہو گا۔ ثانیاً یہ کہ لَعَلَّ بھی اِنَّ کی طرح اپنے اسم کو نصب دیتا ہے۔ مثلاً لَعَلَّ الْمُعَلِّمَ کَتَبَ مَکْتُوْبًا (شاید استاد نے ایک خط لکھا ہو گا) یا لَعَلَّہٗ کَتَبَ مَکْتُوْبًا (شاید اس نے ایک خط لکھا ہو گا) وغیرہ۔

40:8 مذکورہ مثالوں سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس قسم کے جملوں کو عربی میں "فعل ماضی" کی کوئی قسم کہنا درست نہیں ہے۔ یہ دراصل جملہ اسمیہ پر لَعَلَّ داخل کرنے کا مسئلہ ہے جس کے ذریعہ عربی میں فعل ماضی شکّیہ کا مفہوم پیدا ہوتا ہے وہ بھی اس صورت میں جب جملہ اسمیہ کی خبر کوئی فعل ماضی کا صیغہ ہو۔ جیسے اَلْمُعَلِّمُ کَتَبَ (استاد نے لکھا) اسے لَعَلَّ الْمُعَلِّمَ کَتَبَ (شاید استاد نے لکھا ہو گا)۔ ایسے جملہ اسمیہ کی خبر کوئی فعل مضارع ہو تو مفہوم تو شک کا پیدا ہو گا مگر زمانہ مستقبل میں۔ مثلاً لَعَلَّ الْمُعَلِّمَ یَکْتُبُ (شاید استاد لکھے گا)۔

40:9 (5) **ماضی شرطیہ:** ماضی شرطیہ میں ہمیشہ دو فعل آتے ہیں۔ پہلے میں شرط بیان ہوتی ہے اور دوسرے میں اس کا جواب ہوتا ہے۔ مثلاً "اگر تو بوتا تو کاٹتا"۔ اس میں "بوتا" اور "کاٹتا" دو فعل ہیں۔ "بوتا" شرط ہے اور "کاٹتا" جوابِ شرط ہے۔ عربی میں فعل ماضی میں شرط کے معنی پیدا کرنے کے لیے پہلے فعل یعنی شرط پر "لَوْ" (اگر) لگاتے ہیں جبکہ دوسرے فعل یعنی جوابِ شرط کے شروع میں اکثر (ہمیشہ نہیں) "لَ" لگاتے ہیں مثلاً لَوْ زَرَعْتَ لَحَصَدْتَّ (اگر تُو بوتا تو کاٹتا)۔

40:10 ماضی شرطیہ میں کبھی لَوْ کے بعد کَانَ کا اضافہ بھی کرتے ہیں اور کَانَ کے بعد اگر فعل ماضی آئے تو شرط کے ساتھ ماضی بعید کا مفہوم پیدا ہوتا ہے اور اگر کَانَ کے بعد فعل مضارع آئے تو شرط کے ساتھ ماضی استمراری کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں معانی کا جو فرق پڑتا ہے اُسے ذیل کی مثالوں سے سمجھ لیں۔*(i)* **لَوْ كُنْتَ حَفِظْتَ دُرُوْسَكَ لَنَجَحْتَ** "اگر تونے اپنے اسباق یاد کئے ہوتے تو ضرور کامیاب ہوتا۔*(ii)* **لَوْ كُنْتَ تَحْفَظُ دُرُوْسَكَ لَنَجَحْتَ** "اگر تو اپنے اسباق یاد کرتا رہتا تو ضرور کامیاب ہوتا۔

40:11 *(6)* **ماضی تمنّی یا تمنّائی:** فعل ماضی کے شروع میں لَيْتَ لگانے سے جملہ میں خواہش اور تمنا (چاہے ممکنات میں سے ہو یا نہیں) کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ لَعَلَّ کی طرح لَيْتَ بھی کسی فعل پر داخل نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ کسی اسم یا ضمیر پر داخل ہوتا ہے اور اپنے اسم کو نصب دیتا ہے۔ مثلاً لَيْتَ زَيْدًا نَجَحَ (کاش کہ زید کامیاب ہوتا)۔ يَا لَيْتَنِيْ نَجَحْتُ (اے کاش میں کامیاب ہوتا)۔ غور سے دیکھا جائے تو یہ بھی دراصل جملہ اسمیہ ہی ہوتا ہے جس کی خبر کوئی جملہ فعلیہ ہوتا ہے۔ مبتدا کے شروع میں "لَيْتَ" لگتا ہے اور اب مبتدا کو لَيْتَ کا اسم کہتے ہیں۔ جو اِنَّ اور لَعَلَّ کے اسم کی طرح منصوب ہوتا ہے۔

40:12 لفظ "لَوْ" کبھی "کاش" کے معنی بھی دیتا ہے، جس سے جملہ میں ماضی تمنی کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ ایسی صورت میں جملے میں جوابِ شرط نہیں آتا۔ جیسے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (کاش وہ لوگ جانتے ہوتے)۔

ذخیرہ الفاظ

رَجَعَ (ض)	لوٹنا	نَجَحَ (ف)	کامیاب ہونا
حَفِظَ (س)	یاد کرنا	سَمِعَ (س)	سننا
غَضِبَ (س)	غصہ ہونا	عَقَلَ (ض)	سمجھنا
زَرَعَ (ف)	کھیتی بونا	حَصَدَ (ن)	کھیتی کاٹنا
صَاحِبٌ (ج أَصْحَابٌ)	ساتھی ـ والا	سَعِيْرٌ	دہکتی ہوئی آگ ـ دوزخ
كُلَّ يَوْمٍ	ہر روز	قُبَيْلَ	ذرا پہلے

مشق نمبر - 39

اردو میں ترجمہ کریں۔ نیز بتائیں کہ جملے میں ماضی کی کون سی قسم استعمال ہوئی ہے۔

1. يَازَيْدُ ! لِمَ غَضِبَتِ الْمُعَلِّمَةُ عَلٰى اُخْتِكَ ؟ مَا كَانَتْ حَفِظَتْ دُرُوْسَهَا

2. هَلْ اَنْتَ تَحْفَظُ كُلَّ يَوْمٍ دَرْسَكَ ؟ اَنَا كُنْتُ اَحْفَظُ كُلَّ يَوْمٍ لٰكِنْ بِالْاَمْسِ مَا حَفِظْتُ

3. هَلْ وَلَدُكَ فِى الْبَيْتِ ؟ قَدْ خَرَجَ الْاٰنَ

4. وَ اَيْنَ يُوْسُفُ ؟ لَعَلَّهٗ ذَهَبَ اِلَى الْمَسْجِدِ

5. وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

6. وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

7. لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ

8. لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ

9. لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِىْ اَصْحَابِ السَّعِيْرِ

10. وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ

11. وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرَابًا

12. ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

عربی میں ترجمہ کریں

1. اسکول کے لڑکے باغ میں گئے ہیں۔ شاید وہ مغرب سے ذرا پہلے لوٹ آئیں۔

2. کیا تم نے کل اپنا سبق یاد نہیں کیا تھا؟

3. کیوں نہیں! میں نے کل اپنا سبق یاد کیا تھا۔

4. کیا مریم نے آج ہوم ورک لکھ لیا ہے؟

5. جی ہاں! اس نے لکھ لیا ہے۔

6. ہم لوگ ہوم ورک کل کریں گے۔

7. محلہ کے لڑکے ہر روز اپنے اسباق یاد کیا کرتے تھے۔ وہ سب امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

قرآنی مثالیں

1. يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ (النساء:٧٣)

2. وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ (سبأ:٥٣)

3. لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ (آل عمران:١٢٣)

4. وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (البقرة:٧٢)

5. كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ (الأنبياء:٧٤)

6. اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (النحل:٢٨)

7. لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (الفتح:١٨)

8. وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (البقرة:١٠)

9. لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (البقرة:١٣٤)

10. ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ (البقرة:٦١)

11. قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (الطلاق:٣)

ضروری ہدایات:

اب ضرورت ہے کہ اردو سے عربی ترجمہ کرنے سے پہلے آپ اردو جملے کے اجزاء کو پہچان کر انہیں عربی جملہ کی ترتیب کے مطابق مرتب کر لیا کریں پھر اسی ترتیب سے ترجمہ کریں یعنی فعل، پھر فاعل (اگر اسم ظاہر ہو)، پھر مفعول (اگر مذکور ہو) اور پھر متعلق فعل۔ مثلاً مشق کے پہلے جملہ پر غور کریں۔ اس میں دو جملے شامل ہیں۔ عربی میں ترجمہ کرنے سے پہلے جملہ کی ترتیب اس طرح ہو گی۔ گئے ہیں (فعل ماضی قریب)، اسکول کے لڑکے (فاعل) باغ میں (متعلق فعل)۔ اب آپ اسی ترتیب سے ترجمہ کریں۔ اسی طرح دوسرے جملہ میں پہلے آپ "شاید وہ لوٹ آئیں" کا ترجمہ کریں، اس کے بعد "مغرب سے ذرا پہلے" کا ترجمہ کریں۔

مضارع کے تغیّرات

(Moods of Imperfect)

41:1 فعل کے اعراب کے حوالے سے نوٹ کرلیں کہ عربی کے افعال میں سے فعل ماضی مبنی ہوتا ہے۔ یعنی اس کے پہلے صیغہ واحد مذکر غائب (فَعَلَ) میں لام کلمہ کا فتحہ (ـَ) تبدیل نہیں ہوتا۔ گردان میں اگرچہ اس پر ضمہ (ـُ) بھی آتا ہے، جیسے صیغہ جمع مذکر غائب (فَعَلُوْا) میں۔ اور بہت سے صیغوں میں یہ ساکن بھی ہو جاتا ہے۔ مگر چونکہ پہلے صیغے میں فعل ماضی کے لام کلمہ کی حرکت فتحہ (ـَ) ہی رہتی ہے اور کسی وجہ سے تبدیل نہیں ہوتی اس لیے کہا جاتا ہے کہ فعل ماضی مبنی بر فتحہ ہوتا ہے۔

41:2 فعل ماضی کے برعکس فعل مضارع منصرف ہے۔ یعنی اس کے پہلے صیغے **يَفْعَلُ** میں تبدیلی واقع ہو سکتی ہے۔ اس کے لام کلمہ پر عموماً تو ضمہ (ـُ) ہوتا ہے، تاہم بعض صورتوں میں ضمہ کے بجائے اس پر فتحہ (ـَ) بھی آسکتا ہے اور بعض صورتوں میں اس پر علامتِ سکون (ـْ) بھی لگ سکتی ہے، یعنی مضارع کا پہلا صیغہ **يَفْعَلُ** سے تبدیل ہو کر **يَفْعَلَ** بھی ہو سکتا ہے اور **يَفْعَلْ** بھی۔ مضارع میں ان تبدیلیوں کا اس کی گردان پر بھی اثر پڑتا ہے جو بعد میں بیان ہو گا۔

41:3 جس طرح اسم کی تین اعرابی حالتیں رفع، نصب اور جر ہوتی ہیں، اسی طرح فعل مضارع کی بھی تین حالتیں ہوتی ہیں۔ ان کو رفع، نصب اور جزم کہتے ہیں۔ فعل مضارع جب حالت رفع میں ہو تو مضارع مرفوع کہلاتا ہے۔ اسی طرح نصب کی حالت میں مضارع منصوب اور جزم کی صورت میں مضارع مجزوم کہلاتا ہے۔

41:4 آپ پڑھ چکے ہیں کہ کسی عبارت میں کسی اسم کے مرفوع، منصوب یا مجرور ہونے کی کچھ وجوہ ہوتی ہیں۔ اب یہ بات نوٹ کر لیجئے کہ فعل مضارع میں نصب اور جزم کی تو کچھ وجوہ ہوتی ہیں مگر فعل مضارع میں رفع کی کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب نصب یا جزم کی کوئی وجہ نہ ہو تو مضارع مرفوع ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ جب فعل مضارع اپنی اصلی حالت میں ہو (جیسا کہ آپ گردان میں پڑھ آئے ہیں) تو وہ مرفوع کہلاتا ہے۔ البتہ کسی وجہ کی بنیاد پر یہ منصوب یا مجزوم ہو جاتا ہے۔ دراصل گرامر والوں نے اسم کی تین حالتوں کے مقابلہ پر فعل مضارع کی تین حالتیں مقرر کی ہیں ورنہ فعل مضارع کی حالت رفع کسی تبدیلی کے نتیجے میں نہیں ہوتی۔ تبدیلی کی وجہ صرف نصب اور جزم میں ہوتی ہے (جس کا بیان آگے آرہا ہے)۔

41:5 یہ بھی نوٹ کیجئے کہ رفع اور نصب تو اسم میں بھی ہوتے ہیں اور فعل مضارع میں بھی، مگر جزم صرف مضارع کی ایک حالت ہوتی ہے جبکہ جرّ صرف اسم میں ہوتا ہے۔ اسم میں رفع، نصب اور جرّ کی پہلے آپ نے علامات یعنی آخری حرف کی تبدیلی کے لحاظ سے اسم کی مختلف شکلیں پڑھی تھیں، اس کے بعد رفع، نصب اور جرّ کے بعض اسباب کا مطالعہ کیا تھا۔

اسی طرح فعل مضارع میں بھی پہلے ہم آپ کو اس میں رفع، نصب اور جزم کی صورت یا شکل کے بارے میں بتائیں گے پھر ان کے اسباب کی بات کریں گے۔

41:6 مضارع مرفوع وہی ہے جو آپ "فعل مضارع" کے نام سے پڑھ چکے ہیں، اور اس کی گردان کے صیغوں سے بھی آپ واقف ہیں، جبکہ مضارع منصوب یا اس کی حالت نصب ایک تبدیلی ہے جو فعل مضارع کے آخری حصّہ میں واقع ہوتی ہے اور اس کی تین علامات یا شکلیں ہیں جو درج ذیل نقشہ سے سمجھی جاسکتی ہیں:

مضارع منصوب کی گردان

		واحد	مثنّٰی	جمع
غائب	مذکر	يَفْعَلَ	يَفْعَلَا	يَفْعَلُوْا
	مؤنث	تَفْعَلَ	تَفْعَلَا	يَفْعَلْنَ
مخاطب	مذکر	تَفْعَلَ	تَفْعَلَا	تَفْعَلُوْا
	مؤنث	تَفْعَلِيْ	تَفْعَلَا	تَفْعَلْنَ
متکلم	مذکر و مؤنث	اَفْعَلَ	نَفْعَلَ	نَفْعَلَ

امید ہے مذکورہ نقشہ میں آپ نے نوٹ کر لیا ہو گا کہ:

i) مضارع مرفوع کے جن پانچ (۵) صیغوں میں لام کلمہ پر ضمہ (ـُ) آتا ہے، حالتِ نصب میں ان پر فتحہ لگتا ہے۔ یعنی يَفْعَلُ سے يَفْعَلَ اور تَفْعَلُ سے تَفْعَلَ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اَفْعَلَ اور نَفْعَلَ بھی۔

ii) مضارع کی گردان میں جن نو (۹) صیغوں میں آخر پر نون (ن) آتا ہے، ان میں سے دو کو چھوڑ کر باقی سات صیغوں کا یہ نون، جس کو "نونِ اعرابی" کہتے ہیں، حالتِ نصب میں گر جاتا ہے۔ مثلاً يَفْعَلُوْنَ سے يَفْعَلُوْا اور تَفْعَلِيْنَ سے تَفْعَلِيْ وغیرہ رہ جاتا ہے۔

iii) نون والے باقی دو (۲) صیغے ایسے ہیں جن کا نون حالتِ نصب میں نہیں گرتا، یعنی یہ دو صیغے حالتِ نصب میں بھی حالتِ رفع کی طرح رہتے ہیں۔ اور یہ دونوں جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر کے صیغے ہیں۔ چونکہ یہ دونوں صیغے جمع مؤنث (عورتوں) کے لیے آتے ہیں اس لیے ان صیغوں کے آخری نون کو "نون النسوةِ" (عورتوں والا نون) کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ مضارع منصوب کی گردان میں آنے والے نون (ماسوائے نون النسوہ کے) گر جاتے ہیں۔

41:7 مضارع مجزوم یا اس کی حالتِ جزم بھی مضارع مرفوع میں ایک تبدیلی ہے جو فعل مضارع کے آخری حصّہ میں واقع ہوتی ہے اور اس کی بھی تین علامات یا شکلیں ہیں، یعنی:

i) مضارع مرفوع کے جن پانچ (۵) صیغوں میں لام کلمہ پر ضمہ (ـُ) آتا ہے، حالتِ جزم میں ان پر علامتِ سکون (ـْ) لگتی ہے۔ یعنی یَفْعَلُ سے یَفْعَلْ اور اَفْعَلُ سے اَفْعَلْ وغیرہ ہو جاتا ہے۔

ii) مضارع مرفوع کی گردان میں جن نو (۹) صیغوں کے آخر پر نون آتا ہے ان میں سے دو کو چھوڑ کر باقی سات صیغوں کا نون اعرابی گر جاتا ہے یعنی یَکْتُبُوْنَ سے یَکْتُبُوْا اور تَکْتُبِیْنَ سے تَکْتُبِیْ وغیرہ ہو جاتا ہے۔

iii) نصب کی طرح حالتِ جزم میں بھی نون النسوہ والے دونوں صیغے اپنی اصلی حالت پر یعنی مضارع مرفوع کی طرح ہی رہتے ہیں۔

مضارع مجزوم کی گردان کی صورت یوں ہو گی:

مضارع مجزوم کی گردان

		واحد	مثنّٰی	جمع
غائب	مذکر	یَفْعَلْ	یَفْعَلَا	یَفْعَلُوْا
	مؤنث	تَفْعَلْ	تَفْعَلَا	یَفْعَلْنَ
مخاطب	مذکر	تَفْعَلْ	تَفْعَلَا	تَفْعَلُوْا
	مؤنث	تَفْعَلِیْ	تَفْعَلَا	تَفْعَلْنَ
متکلم	مذکر و مؤنث	اَفْعَلْ	نَفْعَلْ	نَفْعَلْ

41:8 مندرجہ بالا بیان سے آپ یہ تو سمجھ گئے ہوں گے کہ:

i) مضارع منصوب اور مضارع مجزوم میں مشترک بات یہ ہے کہ دونوں کی گردان میں سات صیغوں میں نون اعرابی گر جاتا ہے جبکہ نون النسوہ والے دونوں صیغوں کا نون بر قرار رہتا ہے۔

ii) اور دونوں گردانوں میں فرق یہ ہے کہ مضارع مرفوع میں لام کلمہ کے ضمہ والے پانچ صیغوں پر مضارع کی حالت نصب میں فتحہ (ـَ) اور حالتِ جزم میں علامت سکون (ـْ) لگتی ہے۔

41:9 یہاں یہ بات بھی نوٹ کر لیجئے کہ چونکہ مضارع مجزوم کے پانچ صیغوں میں آخر پر علامتِ سکون (ـْ) آتی ہے اس لیے علامتِ سکون (ـْ) کو جزم کہنے کی غلطی عام ہو گئی، جس طرح حرکات کو غلطی سے اعراب کہہ دیا جاتا ہے۔ یاد رہے "جزم" تو فعل

مضارع کی حالت کانام ہے جس کا اثر اس کی گردان پر بھی پڑتا ہے۔ جزم (حرکات کی طرح) کوئی علامتِ ضبط نہیں ہے۔ مضارع مجزوم کے مذکورہ پانچ صیغوں کے لام کلمہ پر جزم نہیں بلکہ علامتِ سکون (ـْ) ہوتی ہے جو ان پانچ صیغوں میں فعل کے مجزوم ہونے کی علامت ہے۔ اور جس حرف پر علامتِ سکون ہوتی ہے اسے مجزوم نہیں بلکہ "ساکن" کہتے ہیں۔

41:10 یہ بھی نوٹ کر لیجئے کہ بعض دفعہ کسی اسم یا فعل ماضی کے پہلے صیغہ کے بعد کوئی علامتِ وقف ہو (یعنی آیت پر ٹھہرنا ہو) تو ایسی صورت میں آخری حرف کو ساکن ہی پڑھا جاتا ہے۔ مثلاً كِتَابٌ مُّبِيْنٌ ۝ ۔ وَمَا كَسَبَ ۝ ۔ ایسی صورت میں "ن" یا "ب" کو ساکن کی طرح پڑھتے ہیں لیکن اس سے وہ اسم یا فعل مجزوم نہیں کہلاتا، اسی طرح بعض دفعہ مضارع مجزوم کے آخری ساکن حرف کو آگے ملانے کے لیے کسرہ (ـِ) دیا جاتا ہے، جیسے اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ۔ یہاں دراصل "نَجْعَلْ" ہے، جسے آگے ملانے کے لیے کسرہ دیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں مضارع مجرور نہیں کہلاتا۔ اس لیے کہ حالتِ جرّ کا تو فعل سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ یہ تو اسم کی ایک حالت ہوتی ہے جس کی ایک علامت بعض دفعہ کسرہ (ـِ) ہوتی ہے۔

41:11 اب ہم آپ کو یہ بتائیں گے کہ کن اسباب اور عوامل کی بناء پر مضارع میں یہ تغیرات ہوتے ہیں۔ بتایا جا چکا ہے کہ مضارع مرفوع کا تو کوئی سبب نہیں ہوتا، البتہ مضارع مرفوع کے حالتِ نصب یا حالتِ جزم میں تبدیل ہونے کی کوئی وجہ ہوتی ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم مضارع میں نصب یا جزم کے اسباب اور عوامل کی بات کریں آپ کچھ مشق کر لیں۔

مشق نمبر - 40

مندرجہ ذیل افعال میں سے مرفوع اور منصوب کو علیحدہ علیحدہ کریں:

1. يَنْجَحُوْنَ
2. نَسْمَعَ
3. تَكْتُبِيْ
4. يَأْكُلْنَ
5. تَنْصُرُ
6. يَضْحَكَا
7. تَدْخُلَانِ
8. تَضْرِبُوْا
9. اَفْتَحَ
10. تَشْرَبُوْا
11. يَذْبَحُ
12. تَجْلِسْنَ

مندرجہ ذیل افعال میں سے مرفوع اور مجزوم کو علیحدہ علیحدہ کریں:

1. نَقْعُدْ
2. يَشْرَبْنَ
3. يَشْكُرُوْنَ
4. تَطْلُبِيْ
5. تَضْرِبِيْنَ
6. اَفْتَحُ
7. نَعْلَمْ
8. يَشْرَبْ
9. نَفْتَحُ
10. تَلْعَبَانِ
11. تَسْمَعْنَ
12. يَدْخُلُوْا

مضارع منصوب

(Mansub Imperfect)

42:1 فعلِ مضارع کے منصوب ہونے کی متعدد وجوہ میں سے بعض اہم وجوہ کا ذکر ہم یہاں کر رہے ہیں۔ چنانچہ نوٹ کیجئے کہ چار حروف فعلِ مضارع کے "ناصب" کہلاتے ہیں۔ یعنی یہ اگر مضارع کے شروع میں آجائیں تو مضارع منصوب ہو جاتا ہے۔ وہ چار حروف یہ ہیں۔ (1) لَنْ (2) اَنْ (3) اِذَنْ (جو قرآن کریم میں اِذًا لکھا جاتا ہے) اور (4) کَیْ۔ اب ہم ان سب پر الگ الگ بات کر کے ان حروف سے پیدا ہونے والی لفظی اور معنوی تبدیلیوں کا بیان کریں گے۔ البتہ آپ یہ یاد رکھیں کہ اصل نواصب یہی چار حروف ہیں۔ چونکہ ان میں سے کثیر الاستعمال "لَنْ" ہے اس لیے پہلے اس پر بات کرتے ہیں۔

42:2 حرف "لَنْ" کے اپنے کوئی الگ معنی نہیں ہیں مگر مضارع پر "لَنْ" داخل ہونے سے اس میں دو طرح کی معنوی تبدیلی آتی ہے۔ اوّلاً یہ کہ اس میں زور دار نفی کے معنی پیدا ہوتے ہیں اور ثانیاً یہ کہ اس کے معنی زمانہ مستقبل کے ساتھ مخصوص ہو جاتے ہیں۔ یعنی لَنْ یَّفْعَلَ کا ترجمہ ہو گا "وہ ہرگز نہیں کرے گا"۔ آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ "لَنْ" کے معنی ایک طرح سے "ہرگز نہیں ہو گا" کے ہوتے ہیں۔ اب ہم ذیل میں مضارع مرفوع اور مضارع منصوب بِلَنْ (بِ + لَنْ = لَنْ کے ساتھ) کی گردان دے رہے ہیں، تاکہ آپ ہر صیغہ میں ہونے والی تبدیلیوں کو ایک دفعہ پھر اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔

مضارع مرفوع		مضارع منصوب بِلَنْ	
یَفْعَلُ	(وہ ایک مذکر کرتا ہے یا کرے گا)	لَنْ یَّفْعَلَ	(وہ ایک مذکر ہرگز نہیں کرے گا)
یَفْعَلَانِ	(وہ دو مذکر کرتے ہیں یا کریں گے)	لَنْ یَّفْعَلَا	(وہ دو مذکر ہرگز نہیں کریں گے)
یَفْعَلُوْنَ	(وہ سب مذکر کرتے ہیں یا کریں گے)	لَنْ یَّفْعَلُوْا	(وہ سب مذکر ہرگز نہیں کریں گے)
تَفْعَلُ	(وہ ایک مؤنث کرتی ہے یا کرے گی)	لَنْ تَفْعَلَ	(وہ ایک مؤنث ہرگز نہیں کرے گی)
تَفْعَلَانِ	(وہ دو مؤنث کرتی ہیں یا کریں گی)	لَنْ تَفْعَلَا	(وہ دو مؤنث ہرگز نہیں کریں گی)

يَفْعَلْنَ	(وہ سب مؤنث کرتی ہیں یا کریں گی)	لَنْ يَّفْعَلْنَ	(وہ سب مؤنث ہر گز نہیں کریں گی)
تَفْعَلُ	(تو ایک مذکر کرتا ہے یا کرے گا)	لَنْ تَفْعَلَ	(تو ایک مذکر ہر گز نہیں کرے گا)
تَفْعَلَانِ	(تم دونوں مذکر کرتے ہو یا کرو گے)	لَنْ تَفْعَلَا	(تم دونوں مذکر ہر گز نہیں کرو گے)
تَفْعَلُوْنَ	(تم سب مذکر کرتے ہو یا کرو گے)	لَنْ تَفْعَلُوْا	(تم سب مذکر ہر گز نہیں کرو گے)
تَفْعَلِيْنَ	(تو ایک مؤنث کرتی ہے یا کرے گی)	لَنْ تَفْعَلِيْ	(تو ایک مؤنث ہر گز نہیں کرے گی)
تَفْعَلَانِ	(تم دونوں مؤنث کرتی ہو یا کرو گی)	لَنْ تَفْعَلَا	(تم دونوں مؤنث ہر گز نہیں کرو گی)
تَفْعَلْنَ	(تم سب مؤنث کرتی ہو یا کرو گی)	لَنْ تَفْعَلْنَ	(تم سب مؤنث ہر گز نہیں کرو گی)
اَفْعَلُ	(میں کرتا ہوں یا کروں گا)	لَنْ اَفْعَلَ	(میں ہر گز نہیں کروں گا)
نَفْعَلُ	(ہم کرتے ہیں یا کریں گے)	لَنْ نَّفْعَلَ	(ہم ہر گز نہیں کریں گے)

42:3 امید ہے کہ مذکورہ گردانوں میں آپ نے نوٹ کر لیا ہو گا (۱) لام کلمہ کے ضمہ (ـُ) والے صیغوں میں اب فتحہ (ـَ) آگیا (۲) جمع مؤنث کے دونوں صیغوں نے تبدیلی قبول نہیں کی اور ان کے نون نسوہ بر قرار رہے۔ جبکہ (۳) باقی سات صیغوں سے ان کے نونِ اعرابی گر گئے۔ یہاں ایک اور اہم بات یہ بھی نوٹ کر لیں کہ جمع مذکر کے دونوں صیغوں سے جب نونِ اعرابی گرتا ہے (یعنی مضارع منصوب یا مجزوم میں) تو ان کے آگے ایک الف کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ الف پڑھا نہیں جاتا صرف لکھا جاتا ہے۔ یعنی يَفْعَلُوْنَ اور تَفْعَلُوْنَ سے نونِ اعرابی گرنے کے بعد انہیں يَفْعَلُوْ اور تَفْعَلُوْ ہونا چاہیے تھا لیکن ان کے آگے ایک الف کا اضافہ کر کے يَفْعَلُوْا اور تَفْعَلُوْا لکھا جاتا ہے۔

42:4 یہی قاعدہ فعل ماضی کے صیغہ جمع مذکر غائب (فَعَلُوْا) کا بھی تھا۔ جمع مذکر کے ان سب صیغوں میں آنے والی واؤ کو "واوُ الجمع" کہتے ہیں۔ نوٹ کر لیں کہ اگر واوُ الجمع والے صیغہ فعل (ماضی یا مضارع منصوب و مجزوم) کے بعد اگر کوئی ضمیر مفعولی آئے تو یہ الف نہیں لکھا جاتا۔ مثلاً ضَرَبُوْهُ (ان سب مذکر نے اسے مارا)۔ اسی طرح لَنْ يَّنْصُرُوْهُ (وہ سب مذکر اس کی ہر گز مدد نہیں کریں گے)۔

42:5 یہ بھی نوٹ کیجیے کہ واوُ الجمع کے آگے ایک زائد الف لکھنے کا قاعدہ صرف افعال میں جمع مذکر کے صیغوں کے

لیے ہے۔ کسی اسم کے جمع مذکر سالم سے بھی، جب وہ مضاف بنتا ہے، نونِ اعرابی گرتا ہے لیکن وہاں الف کا اضافہ نہیں ہوتا۔ یعنی مُسْلِمُوْنَ سے مُسْلِمُوْ ہوگا۔ جیسے مُسْلِمُوْ مَدِيْنَةٍ (کسی شہر کے مسلمان)۔ اسی طرح صَالِحُوْنَ سے صَالِحُوْ ہوگا، جیسے صَالِحُوْ الْمَدِيْنَةِ (مدینہ کے نیک لوگ) وغیرہ۔

42:6 لَنْ کے علاوہ باقی تین نواصب مضارع (جو شروع میں دیئے گئے ہیں) بھی جب مضارع پر داخل ہوتے ہیں تو اسے نصب دیتے ہیں اور اس کے مختلف صیغوں میں اوپر بیان کردہ تبدیلیاں لاتے ہیں۔ یعنی ان کے ساتھ بھی مضارع کی گردان اسی طرح ہوگی جیسے لَنْ کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ اب آپ ان حروف کے معانی اور مضارع کے ساتھ ان کے استعمال سے پیدا ہونے والی معنوی تبدیلی کو سمجھ لیں۔

42:7 حرف اَنْ (کہ) کسی فعل کے بعد آتا ہے، جیسے اَمَرْتُهٗ اَنْ يَّذْهَبَ (میں نے اسے حکم دیا کہ وہ جائے)، جبکہ حرف اِذَنْ یا اِذًا (تب تو، پھر تو)، جو قرآن میں اِذًا لکھا جاتا ہے، سے پہلے ایک جملہ آتا ہے جس کا نتیجہ یا ردِ عمل اِذَنْ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ یعنی اِذَنْ يَنْجَحَ (پھر تو وہ کامیاب ہوگا) یا اِذَنْ تَفْرَحُوْا (تب تم سب خوش ہو جاؤ گے) وغیرہ سے قبل کوئی جملہ تھا جس کا نتیجہ یا ردِ عمل اِذَنْ کے بعد آیا ہے۔ اور آخری حرف كَيْ (تاکہ) بھی کسی فعل کے بعد آتا ہے اور اس فعل کا مقصد بیان کرتا ہے۔ مثلاً اَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ كَيْ اَفْهَمَهٗ (میں قرآن پڑھتا ہوں تاکہ میں اسے سمجھوں) وغیرہ۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ اصل نواصبِ مضارع تو مذکورہ بالا یہی چار حروف ہیں۔ ان کے علاوہ جو دو حروفِ ناصب ہیں، دراصل ان کے ساتھ مذکورہ چار نواصبِ مضارع میں سے کوئی ایک مُقَدَّرْ (یعنی خود بخود موجود یا *Understood*) ہوتا ہے۔ وہ دو حروف یہ ہیں: *(1)* "لِ" (تاکہ) اور *(2)* "حَتّٰى" (یہاں تک کہ)۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

42:8 "لِ" کو لامِ كَيْ کہتے ہیں، کیونکہ یہ كَيْ (تاکہ) کا ہی کام دیتا ہے، معنی کے لحاظ سے بھی اور مضارع کو منصوب کرنے کے لحاظ سے بھی، جیسے مَنَحْتُكِ كِتَابًا لِتَقْرَئِيْ (میں نے تجھ عورت کو ایک کتاب دی تاکہ تو پڑھے)۔ نوٹ کر لیں کہ "لِ"، "كَيْ" اور "لِكَيْ" ایک ہی طرح استعمال ہوتے ہیں۔

42:9 بعض دفعہ "لِ" "اَنْ" کے ساتھ مل کر بصورت "لِاَنْ" (تاکہ) بھی استعمال ہوتا ہے۔ "لِاَنْ" عموماً مضارع منفی سے پہلے آتا ہے اور اس صورت میں "لِاَنْ لَا" کو "لِئَلَّا" لکھتے اور پڑھتے ہیں۔ مثلاً مَنَحْتُكَ كِتَابًا لِئَلَّا تَجْهَلَ (میں نے تجھ کو ایک کتاب دی تاکہ تو جاہل نہ رہے)۔

42:10 اسی طرح کا ایک ناصب مضارع "حَتّٰى" ہے۔ یہ بھی دراصل "حَتّٰى اَنْ" (یہاں تک کہ) ہوتا ہے جس

میں اَنْ محذوف (غیر مذکور) ہو جاتا ہے اور صرف "حَتّٰی" استعمال ہوتا ہے لیکن مضارع کو نصب اسی محذوف اَنْ کی وجہ سے آتی ہے۔ جیسے حَتّٰی یَفْرَحَ (یہاں تک کہ وہ خوش ہو جائے)۔ نوٹ کر لیں کہ "حَتّٰی" کا استعمال بھی اِذَنْ اور کَیْ کی طرح ایک سابقہ جملہ کے بعد آنے والے جملے میں ہوتا ہے کیونکہ یہ شروع میں نہیں آسکتے۔ ناصب مضارع ہونے کے علاوہ بھی "حَتّٰی" کے کچھ اور استعمالات ہیں جو آپ آگے چل کر پڑھیں گے (ان شاء اللہ)۔

ذخیرہ الفاظ

اَذِنَ (س)	اجازت دینا	اَمَرَ (ن)	حکم دینا
بَرِحَ (س)	ٹلنا۔ ہٹنا	قَرَعَ (ف)	کھٹکھٹانا
بَلَغَ (ن)	پہنچنا	ذَبَحَ (ف)	ذبح کرنا
حَزَنَ (ن)	غمگین کرنا	حَزِنَ (س)	غمگین ہونا
لَعِقَ (س)	چاٹنا	نَفَعَ (ف)	فائدہ دینا
مَجْدٌ	بزرگی	اَعُوْذُ	میں پناہ مانگتا ہوں

مشق نمبر- 41 (الف)

مندرجہ ذیل افعال کی گردان کریں اور ہر صیغہ کے معانی لکھیں:

1. لَنْ یَّکْتُبَ   2. اَنْ یَّضْرِبَ   3. لِیَفْهَمَ

مشق نمبر- 41 (ب)

اردو میں ترجمہ کریں

1. لَنْ تَبْلُغَ الْمَجْدَ حَتّٰی تَلْعَقَ الصَّبْرَ

---

2. لِمَ لَا تَشْرَبُ اللَّبَنَ کَیْ یَنْفَعَكَ

---

3. كَانَ سَعِيْدٌ يَقْرَعُ الْبَابَ فَفَتَحْتُ لَهُ الْبَابَ لِيَدْخُلَ عَلَيْنَا

4. اَذِنْتُ لَهُ لِئَلَّا يَحْزَنَ

5. قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً

6. اَعُوْذُ بِاللهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ

7. أُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللهَ

عربی میں ترجمہ کریں

1. میں آج ہرگز قہوہ نہیں پیوں گی۔

2. اللہ نے انسان کو پیدا کیا تاکہ وہ (سب) اس کی عبادت کریں۔

3. ہم قرآن پڑھتے ہیں تاکہ اس کو سمجھیں۔

4. وہ دونوں ہرگز نہ ٹلیں گے یہاں تک کہ تم ان کو اجازت دو۔

5. تم دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے تو اس نے تمہارے لیے دروازہ کھول دیا تاکہ تم غمگین نہ ہو۔

قرآنی مثالیں

1. یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ(البقرۃ:٦١)

2. فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ (التوبۃ:٨٠)

3. لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ(الکھف:٦٠)

4. حَتّٰی یَسْمَعَ کَلٰمَ اللّٰہِ(التوبۃ:٦)

5. وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَھَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْھَا(المائدۃ:٢٢)

6. لَنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُھُمْ (آل عمران:٩٠)

7. فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْٓ اَبِیْٓ(یوسف:٨٠)

8. وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ(الذاریات:٥٦)

9. لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ(الأحزاب:٣٧)

10. اَنْ لَّنْ یَّنْصُرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ(الحج:١٥)

11. لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ(النساء:١٦٥)

مضارع مجزوم

(Jussive Imperfect)

43:1 گزشتہ سبق میں ہم بعض ایسے حروفِ عاملہ کا مطالعہ کر چکے ہیں جو مضارع کو نصب دیتے ہیں۔ اب اس سبق میں ہم نے بعض ایسے "عوامل" کا مطالعہ کرنا ہے جو مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ ایسے حروف واسماء کو "جَوَازِم مضارع" کہتے ہیں جو دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو صرف ایک فعل کو جزم دیتے ہیں اور دوسرے وہ جو دو افعال کو جزم دیتے ہیں۔

43:2 صرف ایک فعل کو جزم دینے والے حروف بھی نواصب کی طرح اصلاً تو چار ہی ہیں۔ یعنی (1) لَمْ (2) لَمَّا (3) لِ (جسے "لام امر" کہتے ہیں) اور (4) لَا (جسے "لائے نہی" کہتے ہیں) جبکہ دو افعال کو جزم دینے والا اہم حرفِ جازم تو "اِنْ" (اگر) شرطیہ ہے البتہ بعض اسماءِ استفہام مثلاً مَنْ، مَا، متٰی، اَیْنَ، اَیَّانَ، اَیُّ وغیرہ بھی مضارع کے دو افعال کو جزم دیتے ہیں اور اس وقت ان کو بھی "اَسْمَاءُ الشَّرْطِ" کہتے ہیں۔ یہ سب جملہ شرطیہ میں استعمال ہوتے ہیں اور شرط اور جوابِ شرط میں آنے والے دونوں مضارع افعال کو جزم دیتے ہیں۔ اس سبق میں ہم ایک فعل مضارع کو جزم دینے والے حروف جازمہ میں سے صرف پہلے دو یعنی لَمْ اور لَمَّا کے استعمال اور معنی کی بات کریں گے۔ باقی دو حروف یعنی لامِ امر اور لائے نہی پر ان شاءاللہ فعلِ امر اور فعلِ نہی کے اسباق میں بات ہو گی۔

43:3 کسی فعلِ مضارع پر جب "لَمْ" داخل ہوتا ہے تو وہ بھی اعرابی اور معنوی دونوں تبدیلیاں لاتا ہے۔ اعرابی تبدیلی یہ کہ مضارع مجزوم ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کے لام کلمہ پر ضمہ (ـُ) والے صیغوں میں علامتِ سکون (ـْ) لگ جاتی ہے اور نونِ نسوہ کے علاوہ باقی صیغوں میں "نون اعرابی" گر جاتا ہے۔

43:4 حرفِ ناصب لَنْ کی طرح حرفِ جازم "لَمْ" کے بھی الگ کوئی معنی نہیں ہیں مگر جب یہ (لَمْ) مضارع پر داخل ہوتا ہے تو لَنْ ہی کی مانند دو طرح کی معنوی تبدیلی لاتا ہے۔ اولاً یہ کہ مضارع میں زوردار نفی کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں اور ثانیاً یہ کہ مضارع کے معنی ماضی کے ساتھ مخصوص ہو جاتے ہیں۔ مثلاً لَمْ يَفْعَلْ (اس نے کیا ہی نہیں)۔ ماضی کے شروع میں "مَا" لگانے سے بھی ماضی منفی ہو جاتا ہے، جیسے مَا فَعَلَ (اس نے نہیں کیا)۔ مگر "لَمْ" میں زور اور تاکید کے ساتھ نفی کا مفہوم ہوتا ہے، جسے ہم اردو میں "ہی" اور "بالکل" کے ذریعے ظاہر کرتے ہیں یعنی لَمْ يَفْعَلْ کا درست ترجمہ ہو گا "اس نے کیا ہی نہیں" یا "اس نے بالکل نہیں کیا"۔ اب ہم ذیل میں مضارع مرفوع اور مضارع مجزوم کی گردان دے رہے ہیں تاکہ آپ ہر صیغہ میں ہونے والی تبدیلیوں کو ذہن نشین کر لیں۔

مضارع مرفوع		مضارع مجزوم (لَمْ کے ساتھ)	
يَفْعَلُ	(وہ ایک مذکر کرتا ہے یا کرے گا)	لَمْ يَفْعَلْ	(اُس ایک مذکر نے کیا ہی نہیں)
يَفْعَلَانِ	(وہ دو مذکر کرتے ہیں یا کریں گے)	لَمْ يَفْعَلَا	(اُن دو مذکر نے کیا ہی نہیں)
يَفْعَلُوْنَ	(وہ سب مذکر کرتے ہیں یا کریں گے)	لَمْ يَفْعَلُوْا	(اُن سب مذکر نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلُ	(وہ ایک مؤنث کرتی ہے یا کرے گی)	لَمْ تَفْعَلْ	(اُس ایک مؤنث نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلَانِ	(وہ دو مؤنث کرتی ہیں یا کریں گی)	لَمْ تَفْعَلَا	(اُن دو مؤنث نے کیا ہی نہیں)
يَفْعَلْنَ	(وہ سب مؤنث کرتی ہیں یا کریں گی)	لَمْ يَفْعَلْنَ	(اُن سب مؤنث نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلُ	(تو ایک مذکر کرتا ہے یا کرے گا)	لَمْ تَفْعَلْ	(تو ایک مذکر نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلَانِ	(تم دونوں مذکر کرتے ہو یا کرو گے)	لَمْ تَفْعَلَا	(تم دونوں مذکر نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلُوْنَ	(تم سب مذکر کرتے ہو یا کرو گے)	لَمْ تَفْعَلُوْا	(تم سب مذکر نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلِيْنَ	(تو ایک مؤنث کرتی ہے یا کرے گی)	لَمْ تَفْعَلِيْ	(تو ایک مؤنث نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلَانِ	(تم دونوں مؤنث کرتی ہو یا کرو گی)	لَمْ تَفْعَلَا	(تم دونوں مؤنث نے کیا ہی نہیں)
تَفْعَلْنَ	(تم سب مؤنث کرتی ہو یا کرو گی)	لَمْ تَفْعَلْنَ	(تم سب مؤنث نے کیا ہی نہیں)
اَفْعَلُ	(میں کرتا ہوں یا کروں گا)	لَمْ اَفْعَلْ	(میں نے کیا ہی نہیں)
نَفْعَلُ	(ہم کرتے ہیں یا کریں گے)	لَمْ نَفْعَلْ	(ہم نے کیا ہی نہیں)

43:5 اُمید ہے کہ مذکورہ بالا گردانوں کے تقابل سے آپ نے مندرجہ ذیل باتیں نوٹ کر لی ہوں گی:

(i جن صیغوں میں مضارع کے لام کلمہ پر ضمہ ہے وہاں لَمْ داخل ہونے کی وجہ سے لام کلمہ پر علامت سکون آ گئی۔

(ii جن سات صیغوں میں نون اعرابی آتے ہیں ان سب میں لَمْ داخل ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گر گئے۔

iii) جمع مذکر غائب اور مخاطب کے صیغوں سے جب نون اعرابی گرا تو اس کے آخری واؤ (واوالجمع) کے بعد حسبِ قاعدہ ایک الف کا اضافہ کر دیا گیا جو پڑھا نہیں جاتا۔

iv) جمع مؤنث غائب اور مخاطب کے دونوں صیغوں میں "نون النسوۃ" نے کوئی تبدیلی قبول نہیں کی۔

43:6 دوسرا حرفِ جازم "لَمَّا" ہے۔ بحیثیتِ جازم اس کا ترجمہ "ابھی تک نہیں" کرسکتے ہیں۔ (خیال رہے لَمَّا کے کچھ اور معنی بھی ہیں جو ان شاء اللہ ہم آگے چل کر پڑھیں گے)۔ مضارع پر جب لَمَّا داخل ہوتا ہے تو اس میں معنوی تبدیلی یہ لاتا ہے کہ ماضی کے ساتھ "ابھی تک نہیں" کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً لَمَّا یَفْعَلْ (اُس ایک مذکر نے ابھی تک نہیں کیا)۔

43:7 دو افعال کو جزم دینے والے حروف و اسماء میں سے ہم یہاں صرف ایک اہم ترین حرف "اِنْ" (اگر) شرطیہ کا ذکر کریں گے۔ باقی کے استعمال آپ آگے چل کر پڑھیں گے۔ تاہم اگر آپ نے "اِنْ" کا استعمال سمجھ لیا تو باقی حروف یا اسماءِ شرط کا استعمال سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہ ہو گا۔

43:8 "اِنْ" (اگر) بلحاظِ عمل جازم مضارع ہے اور بلحاظ معنی حرف شرط ہے۔ جس جملہ میں "اِنْ" آئے وہ جملہ شرطیہ ہوتا ہے جس کا پہلا حصّہ "بیانِ شرط" یا صرف "شرط" کہلاتا ہے۔ اس کے بعد لازماً ایک اور جملہ کی ضرورت ہوتی ہے، جسے "جوابِ شرط" یا "جزاء" کہتے ہیں۔ مثلاً "اگر تُو مجھے مارے گا... تو میں تجھے ماروں گا"۔ اس میں پہلا حصّہ "اگر تُو مجھے مارے گا" شرط ہے اور دوسرا حصّہ "تو میں تجھے ماروں گا" جواب شرط یا جزاء ہے۔ اگر شرط اور جوابِ شرط دونوں میں فعل مضارع آئے (جیسا کہ عموماً ہوتا ہے) اور شرط بھی "اِنْ" سے بیان کرنی ہو تو شرط والے مضارع سے پہلے "اِنْ" لگے گا اور مضارع مجزوم ہو گا اور جوابِ شرط والا فعل مضارع خود بخود مجزوم ہو جائے گا۔ (یہی صورت تمام حروفِ شرط اور اسماءِ شرط میں بھی ہو گی) اس قاعدہ کی روشنی میں اب آپ مذکورہ جملہ "اگر تُو مجھے مارے گا تو میں تجھے ماروں گا" کا عربی ترجمہ آسانی سے کرسکتے ہیں یعنی اِنْ تَضْرِبْنِیْ اَضْرِبْكَ۔

43:9 "اِنْ" فعل ماضی پر بھی داخل ہوتا ہے لیکن فعل ماضی کے مبنی ہونے کی وجہ سے اس میں کوئی اعرابی تبدیلی نہیں ہوتی۔ البتہ "اِنْ" کی وجہ سے معنوی تبدیلی یہ آتی ہے کہ ماضی میں مستقبل کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں کیونکہ شرط کا تعلق تو مستقبل سے ہی ہوتا ہے، مثلاً اِنْ قَرَاْتَ فَهِمْتَ (اگر تو پڑھے گا تو سمجھے گا)۔

ذخیرۂ الفاظ

بَذَلَ (ن)	خرچ کرنا	نَدِمَ (س)	شرمندہ ہونا
کَسِلَ (س)	سُستی کرنا	طَلَعَ (ن)	طلوع ہونا
نَظَرَ (ن)	دیکھنا	جُهْدٌ	کوشش، محنت

مشق نمبر - 42 (الف)

مندرجہ ذیل افعال کی گردان کریں اور ہر صیغہ کے معانی لکھیں:

1. لَمْ يَفْهَمْ
2. لَمَّا يَكْتُبْ
3. اِنْ يَّضْرِبْ

مشق نمبر - 42 (ب)

اردو میں ترجمہ کریں

1. اِنْ تَكْسَلْ تَنْدَمْ

2. فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا

3. وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ

4. اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ

5. اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

6. اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

7. اِنْ لَّمْ تَبْذُلْ جُهْدَكَ فَلَنْ تَنْجَحَ يَوْمَ الْاِمْتِحَانِ

8. اِنْ تَذْهَبْ اِلٰى حَدِيْقَةِ الْحَيْوَانَاتِ تَنْظُرْ عَجَائِبَ خَلْقِ اللّٰهِ

عربی میں ترجمہ کریں

1. اگر تو میری مدد کرے گا تو میں تیری مدد کروں گا۔

2. ہم نے قہوہ بالکل نہیں پیا اور ہم اسے ہرگز نہیں پیئں گے۔

3. سورج اب تک طلوع نہیں ہوا۔

4. کیا ہم لوگوں کو معلوم نہیں کہ اللہ غفور رحیم ہے؟

فعل مضارع کا تاکیدی اسلوب

(The Energetic Mood of Imperfect)

44:1 اس کتاب کے سبق نمبر 12 میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ جملہ اسمیہ میں اگر تاکید کا مفہوم پیدا کرنا ہو تو لفظ "اِنَّ" کا استعمال ہوتا ہے۔ اب اس سبق میں ہم پڑھیں گے کہ کسی فعلِ مضارع میں اگر تاکید کا مفہوم پیدا کرنا ہو تو اس کا کیا طریقہ ہوگا۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے ہم تھوڑا سا مختلف انداز اختیار کریں گے تاکہ بات پوری طرح ذہن نشین ہو جائے۔ پھر ہم آپ کو بتائیں گے کہ یہ عام طور پر کس طرح استعمال ہوتا ہے۔

44:2 دیکھیں **یَفْعَلُ** کے معنی ہیں "وہ کرتا ہے یا کرے گا" اب اگر اس میں تاکید کے معنی پیدا کرنا ہوں تو اس کے لام کلمہ کو فتحہ (ـَ) دے کر ایک نون ساکن (جسے "نونِ خفیفہ" کہتے ہیں) بڑھا دیں گے۔ اس طرح **یَفْعَلَنْ** کے معنی ہو جائیں گے "وہ ضرور کرے گا"۔ اب اگر دوہری تاکید کرنی ہو تو نون ساکن کے بجائے نون مشدّد (جسے "نونِ ثقیلہ" کہتے ہیں) بڑھائیں گے۔ اس طرح **یَفْعَلَنَّ** کے معنی ہوں گے "وہ ضرور ہی کرے گا"۔ اب اگر اس پر بھی مزید تاکید مقصود ہو تو مضارع سے قبل لام تاکید "لَ" کا اضافہ کر دیں تو یہ **لَیَفْعَلَنَّ** ہو جائے گا یعنی "وہ لازماً کرے گا"۔

44:3 وضاحت کے لیے مذکورہ بالا ترتیب اختیار کرنے سے دراصل یہ بات ذہن نشین کرانا مقصود تھا کہ فعل مضارع پر جب شروع میں لام تاکید اور آخر پر نون ثقیلہ لگا ہوا ہو تو یہ انتہائی تاکید کا اسلوب ہے۔ ورنہ نون خفیفہ اور ثقیلہ دونوں عام طور پر لام تاکید کے ساتھ ہی استعمال ہوتے ہیں۔ البتہ نون ثقیلہ یعنی **لَیَفْعَلَنَّ** کا اسلوب زیادہ مستعمل ہے جبکہ نون خفیفہ یعنی **لَیَفْعَلَنْ** کا استعمال کافی کم ہے اور دونوں سے ایک ہی جیسی تاکید ہوتی ہے۔

44:4 ایک اہم بات یہ نوٹ کر لیں کہ نونِ خفیفہ اور ثقیلہ کے بغیر اگر صرف لام تاکید (لَ) مضارع پر آئے تو اس کی وجہ سے نہ تو مضارع میں اعرابی تبدیلی آتی ہے اور نہ ہی تاکید کا مفہوم پیدا ہوتا ہے، البتہ مضارع زمانہ حال کے ساتھ مخصوص ہو جاتا ہے۔ یعنی **لَیَفْعَلُ** کے معنی ہوں گے "وہ کر رہا ہے"۔

44:5 لامِ تاکید اور نونِ خفیفہ یا ثقیلہ لگنے سے فعل مضارع کے صرف پہلے صیغہ میں ہی تبدیلی نہیں ہوتی بلکہ اس کی پوری گردان پر اثر پڑتا ہے۔ اب ہم ذیل میں لامِ تاکید اور نونِ ثقیلہ کے ساتھ مضارع کی گردان دے رہے ہیں تاکہ آپ مختلف صیغوں میں ہونے والی تبدیلی کو نوٹ کر لیں۔ اس کی وضاحت کے لیے پہلے کالم (1) میں سادہ مضارع دیا گیا ہے۔ دوسرے کالم (2) میں وہ شکل دی گئی ہے جو بظاہر تبدیلی کے بغیر ہونی چاہیے تھی۔ تیسرے کالم (3) میں وہ شکل دی

گئی ہے جو تبدیلی کی وجہ سے مستعمل ہے اور آخری کالم (4) میں ہونے والی تبدیلی کی نشاندہی کی گئی ہے۔

1	2	3	4
يَفْعَلُ	لَيَفْعَلُ نَّ	لَيَفْعَلَنَّ	لام کلمہ مفتوح (زبر والا) ہو گیا۔
يَفْعَلَانِ	لَيَفْعَلَانِ نَّ	لَيَفْعَلَانِّ	نونِ اعرابی گر گیا اور نونِ ثقیلہ مکسور (زیر والا) ہو گیا۔
يَفْعَلُوْنَ	لَيَفْعَلُوْنَ نَّ	لَيَفْعَلُنَّ	واوُ الجمع اور نونِ اعرابی گر گیا۔
تَفْعَلُ	لَتَفْعَلُ نَّ	لَتَفْعَلَنَّ	لام کلمہ مفتوح ہو گیا۔
تَفْعَلَانِ	لَتَفْعَلَانِ نَّ	لَتَفْعَلَانِّ	نونِ اعرابی گر گیا اور نونِ ثقیلہ مکسور ہو گیا۔
يَفْعَلْنَ	لَيَفْعَلْنَ نَّ	لَيَفْعَلْنَانِّ	نون النسوۃ نہیں گرا۔ اسے نونِ ثقیلہ سے ملانے کے لیے ایک الف کا اضافہ کیا گیا اور نونِ ثقیلہ کو مکسور کیا۔
تَفْعَلُ	لَتَفْعَلُ نَّ	لَتَفْعَلَنَّ	لام کلمہ مفتوح ہو گیا۔
تَفْعَلَانِ	لَتَفْعَلَانِ نَّ	لَتَفْعَلَانِّ	نونِ اعرابی گر گیا اور نونِ ثقیلہ مکسور ہو گیا۔
تَفْعَلُوْنَ	لَتَفْعَلُوْنَ نَّ	لَتَفْعَلُنَّ	واوُ الجمع اور نونِ اعرابی گر گیا۔
تَفْعَلِيْنَ	لَتَفْعَلِيْنَ نَّ	لَتَفْعَلِنَّ	یہاں ی اور نونِ اعرابی گر گئے۔
تَفْعَلَانِ	لَتَفْعَلَانِ نَّ	لَتَفْعَلَانِّ	نونِ اعرابی گر گیا اور نونِ ثقیلہ مکسور ہو گیا۔
تَفْعَلْنَ	لَتَفْعَلْنَ نَّ	لَتَفْعَلْنَانِّ	نون النسوۃ نہیں گرا۔ اسے نونِ ثقیلہ سے ملانے کے لیے ایک الف کا اضافہ کیا گیا اور نونِ ثقیلہ کو مکسور کیا۔
أَفْعَلُ	لَأَفْعَلُ نَّ	لَأَفْعَلَنَّ	دونوں میں لام کلمہ مفتوح ہو گیا ہے۔
نَفْعَلُ	لَنَفْعَلُ نَّ	لَنَفْعَلَنَّ	

44:6 نونِ ثقیلہ قرآن مجید میں کافی استعمال ہوا ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ اس کے واحد اور جمع کے صیغوں میں

فرق اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ دیکھیں لَیَفْعَلَنَّ میں لام کلمہ کا فتحہ (ـَ) بتارہا ہے کہ مذکر غائب میں یہ واحد کا صیغہ ہے۔ جبکہ لَیَفْعَلُنَّ میں لام کلمہ کا ضمہ (ـُ) بتارہا ہے کہ مذکر غائب میں یہ جمع کا صیغہ ہے۔ اسی طرح آپ لَتَفْعَلَنَّ میں لام کلمہ کے فتحہ (ـَ) سے پہچانیں گے کہ یہ مؤنث غائب یا مذکر مخاطب میں واحد کا صیغہ ہے۔ جبکہ لَتَفْعَلُنَّ میں لام کلمہ کے ضمہ (ـُ) سے پہچانیں گے کہ یہ مذکر مخاطب میں جمع کا صیغہ ہے۔ لیکن متکلم کے واحد اور جمع دونوں صیغوں میں لام کلمہ پر فتحہ (ـَ) رہتا ہے، کیونکہ ان میں علامتِ مضارع سے تمیز ہو جاتی ہے یعنی لَاَفْعَلَنَّ (واحد) اور لَنَفْعَلَنَّ (جمع)۔ یہ بھی نوٹ کرلیں کہ اگر لام کلمہ پر کسرہ (ـِ) ہو تو وہ واحد مؤنث مخاطب کا صیغہ ہو گا۔

44:7 نون خفیفہ کی گردان نسبتاً آسان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لام تاکید اور نونِ خفیفہ کے ساتھ مضارع کے تمام صیغے استعمال نہیں ہوتے۔ ذیل میں ہم اس کی گردان دے رہے ہیں۔ جو صیغے استعمال نہیں ہوتے ان کے آگے کراس (×) لگا دیا گیا ہے۔ اس میں بھی کالم کی ترتیب وہی ہے جو ثقیلہ کی گردان میں ہے۔

1	2	3	4
یَفْعَلُ	لَیَفْعَلُ نْ	لَیَفْعَلَنْ	لام کلمہ مفتوح ہو گیا۔
یَفْعَلَانِ	×	×	×
یَفْعَلُوْنَ	لَیَفْعَلُوْنَ نْ	لَیَفْعَلُنْ	واوُ الجمع اور نونِ اعرابی گر گیا۔
تَفْعَلُ	لَتَفْعَلُ نْ	لَتَفْعَلَنْ	لام کلمہ مفتوح ہو گیا۔
تَفْعَلَانِ	×	×	×
یَفْعَلْنَ	×	×	×
تَفْعَلُ	لَتَفْعَلُ نْ	لَتَفْعَلَنْ	لام کلمہ مفتوح ہو گیا۔
تَفْعَلَانِ	×	×	×
تَفْعَلُوْنَ	لَتَفْعَلُوْنَ نْ	لَتَفْعَلُنْ	واوُ الجمع اور نونِ اعرابی گر گیا۔

تَفْعَلِيْنَ	لَتَفْعَلِيْنَ نْ	لَتَفْعَلِنْ	ی اور نونِ اعرابی گر گیا۔
تَفْعَلَانِ	×	×	×
تَفْعَلْنَ	×	×	×
اَفْعَلُ	لَاَفْعَلُ نْ	لَاَفْعَلَنْ	دونوں میں لام کلمہ مفتوح ہے۔
نَفْعَلُ	لَنَفْعَلُ نْ	لَنَفْعَلَنْ	

44:8 نوٹ کرلیں کہ قرآن مجید کی خاص املاء میں نون خفیفہ کے نون ساکن کو عموماً تنوین سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے لَیَکُوْنَنْ کے بجائے لَیَکُوْنًا (وہ ضرور ہوگا) یا لَنَسْفَعَنْ کے بجائے لَنَسْفَعًا (ہم ضرور گھسیٹیں گے) وغیرہ۔

مشق نمبر- 43 (الف)

مندرجہ ذیل افعال سے نونِ ثقیلہ کی گردان لکھیں اور ہر صیغہ کے معانی لکھیں:

1. دَخَلَ (ن) داخل ہونا 2. حَمَلَ (ض) اُٹھانا 3. رَفَعَ (ف) بلند کرنا

مشق نمبر - 43 (ب)

مندرجہ ذیل افعال کا پہلے مادہ اور صیغہ بتائیں اور پھر ترجمہ کریں:

1. لَاَكْتُبَنَّ 2. لَنَذْهَبَنَّ 3. لَتَحْضُرَنَّ

4. لَيَسْمَعْنَانِّ 5. لَيَرْفَعُنَّ 6. لَتَحْمِلِنَّ

7. لَتَحْمِلَنَّ 8. لَتَحْمِلُنَّ 9. لَتَرْفَعْنَانِّ

10. لَتَرْفَعَانِّ 11. لَتُسْئَلُنَّ 12. لَيَعْلَمَنَّ

مشق نمبر- 43 (ج)

اردو میں ترجمہ کریں

1. لَاَكْتُبَنَّ الْيَوْمَ مَكْتُوْبًا اِلٰى مُعَلِّمِىْ

2. لَنَذْهَبَنَّ غَدًا اِلَى الْحَدِيْقَةِ

3. لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ

4. لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

5. فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ

6. وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ

قرآنی مثالیں

1. لَاَقْتُلَنَّكَ (المائدة:٢٧)

2. كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىْ (المجادلة:٢١)

3. لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ (الأعراف:١٦)

4. ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ (التكاثر:٨)

5. وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (لقمان:٢٥)

6. قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الأعراف:٢٣)

فعل امر حاضر

(The Imperative: Second Person)

45:1 اب تک ہم نے فعلِ ماضی اور فعلِ مضارع کے استعمال سے متعلق کچھ قواعد سیکھے ہیں۔ اب ہمیں فعل امر سیکھنا ہے۔ جس فعل میں کسی کام کے کرنے کا حکم پایا جائے اسے فعل امر کہتے ہیں مثلاً ہم کہتے ہیں "تم یہ کرو"۔ اس میں ایسے شخص کے لیے حکم ہے جو حاضر یعنی سامنے موجود ہے۔ یا ہم کہتے ہیں "اسے چاہیے کہ وہ یہ کرے"۔ اس میں ایسے شخص کے لیے حکم ہے جو غائب ہے یعنی سامنے موجود نہیں ہے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ "مجھ پر یہ لازم ہے کہ میں یہ کروں"۔ اس میں خود متکلم کے لیے ایک طرح سے حکم ہے۔ اب اس سبق میں ہم پہلے صیغہ حاضر سے فعلِ امر بنانے کا طریقہ سیکھیں گے۔

45:2 فعلِ امر کے ضمن میں پہلے ایک اہم بات یہ بھی نوٹ کر لیں کہ یہ ہمیشہ فعلِ مضارع میں کچھ تبدیلیاں کر کے بنایا جاتا ہے۔ اب امر حاضر بنانے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کرنے ہوں گے:

i) صیغہ حاضر کی علامتِ مضارع (ت) ہٹا دیں۔

ii) علامتِ مضارع ہٹانے کے بعد مضارع کا پہلا حرف ساکن آئے گا۔ اسے پڑھنے کے لیے اس سے پہلے ایک ہمزۃ الوصل لگا دیں۔

iii) مضارع کے عین کلمہ پر اگر ضمہ (ـُ) ہے تو ہمزۃ الوصل پر بھی ضمہ (ـُ) لگا دیں اور اگر مضارع کے عین کلمہ پر فتحہ (ـَ) یا کسرہ (ـِ) ہے تو ہمزۃ الوصل کو کسرہ (ـِ) دیں۔

iv) مضارع کے لام کلمے کو مجزوم کر دیں۔

مندرجہ بالا چار قواعد کی روشنی میں تَنْصُرُ سے فعل امر اُنْصُرْ (تو مدد کر)، تَذْهَبُ سے اِذْهَبْ (تو جا) اور تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ (تو مار) ہو جائے گا۔

45:3 ظاہر ہے کہ فعلِ امر حاضر کی گردان کے کل صیغے چھ ہی ہوں گے۔ امر حاضر کی مکمل گردان درج ذیل ہے:

		واحد	مثنّٰی	جمع
مخاطب	مذکر	اِفْعَلْ	اِفْعَلَا	اِفْعَلُوْا
		تو (ایک مذکر) کر	تم (دو مذکر) کرو	تم (سب مذکر) کرو
	مؤنث	اِفْعَلِیْ	اِفْعَلَا	اِفْعَلْنَ
		تو (ایک مؤنث) کر	تم (دو مؤنث) کرو	تم (سب مؤنث) کرو

45:4 اس بات کو یاد رکھیں کہ فعل امر کا ابتدائی الف چونکہ ہمزۃ الوصل ہوتا ہے اس لیے ما قبل سے ملا کر پڑھتے وقت یہ تلفّظ میں گر جاتا ہے جبکہ تحریراً موجود رہتا ہے۔ مثلاً اُنْصُرْ سے وَانْصُرْ اور اِضْرِبْ سے وَاضْرِبْ وغیرہ۔

ذخیرۂ الفاظ

تَعَالَ	تو (ایک مذکر) آ	رَحِمَ (س)	رحم کرنا
قَرَءَ (ف)	پڑھنا	شَرَحَ (ف)	کھولنا۔ واضح کرنا
جَعَلَ (ف)	بنانا	رَزَقَ (ن)	عطا کرنا، دینا
قَنَتَ (ن)	عبادت کرنا	سَجَدَ (ن)	سجدہ کرنا
رَكَعَ (ف)	رکوع کرنا	حَشَرَ (ن)	جمع کرنا
سَئَلَ (ف)	سوال کرنا	هُنَاكَ	وہاں
ذَكَرَ (ن)	یاد کرنا	هٰهُنَا	یہاں

مشق نمبر - 44 (الف)

مندرجہ ذیل افعال سے امر حاضر کی گردان کریں اور ہر صیغہ کے معانی لکھیں:

1. عَبَدَ (ن) عبادت کرنا 2. جَعَلَ (ف) بنانا 3. شَرِبَ (س) پینا

مشق نمبر - 44 (ب)

مندرجہ ذیل جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں:

1. تَعَالَ يَا مَحْمُوْدُ وَاجْلِسْ عَلَى الْكُرْسِيِّ فَاشْرَبِ الْقَهْوَةَ

____

2. يَا اَحْمَدُ ! اِقْرَأْ شَيْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ لِاَسْمَعَ قِرَاءَتَكَ

____

3. يَا اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ

____

4. رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ

5. يَا مَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرَّاكِعِيْنَ

مشق نمبر - 44 (ج)

مذکورہ بالا جملوں کے درج ذیل الفاظ کی اعرابی حالت بیان کریں نیز اس کی وجہ بھی بتائیں۔

1. وَاجْلِسْ
2. فَاشْرَبِ
3. اَلْقَهْوَةَ
4. اِقْرَأْ
5. لِاَسْمَعَ
6. قِرَاءَتَكَ
7. بَلَدًا اٰمِنًا
8. وَارْزُقْ
9. وَاسْجُدِيْ
10. اَلرَّاكِعِيْنَ

قرآنی مثالیں

1. رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ (طٰہٰ:۲۵)
2. اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ (طٰہٰ:۴۳)
3. وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ (الأنبياء:۶۸)
4. وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ (المائدة:۴)
5. رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً (آل عمران:۴۱)
6. فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (الأحزاب:۵۳)

7. رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (البقرة:۱۲۹)

8. وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (البقرة:۲۰۳)

9. اِرْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ (الحج:۷۷)

10. اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (آل عمران:۵۱)

11. رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (المؤمنون:۱۱۸)

12. يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ (المائدة:۲۱)

13. قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝۳۴ وَّ اِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ (الحجر:۳۴،۳۵)

14. وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ (الأعراف:۱۵۶)

15. رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ (الأعراف:۸۹)

امر غـائب و متکلم

(The Imperative: Third & First Person)

46:1 صیغہ غائب اور متکلم میں جو فعل امر بنتا ہے اسے "امر غائب" کہتے ہیں۔ عربی گرامر میں صیغہ متکلم کے "امر" کو امر غائب میں اس لیے شمار کیا جاتا ہے کہ دونوں (امر غائب یا متکلّم) کے بنانے کا طریقہ ایک ہی ہے۔

46:2 پیراگراف 43:2 میں ہم نے کہا تھا کہ مضارع کو جزم دینے والے حروف "لامِ امر" اور "لائے نہی" پر آگے بات ہوگی۔ اب یہاں نوٹ کیجئے کہ "امر غائب" اسی لامِ امر (لِ) سے بنتا ہے اور اس کا اردو ترجمہ "چاہیے کہ" سے کیا جاتا ہے۔ اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ فعل مضارع کے صیغہ غائب اور متکلم کے شروع میں (علامت مضارع گرائے بغیر) لامِ امر (لِ) لگادیں اور مضارع کا لام کلمہ مجزوم کر دیں۔ جیسے یَنْصُرُ (وہ مدد کرتا ہے) سے لِیَنْصُرْ (اُسے چاہیے کہ مدد کرے)۔ امر غائب کی مکمل گردان (متکلم کے صیغوں کے ساتھ) درج ذیل ہے:

لِيَفْعَلْ	لِيَفْعَلَا	لِيَفْعَلُوْا
اُس ایک مذکر کو چاہیے کہ کرے	اُن دو مذکر کو چاہیے کہ کریں	اُن سب مذکر کو چاہیے کہ کریں
لِتَفْعَلْ	لِتَفْعَلَا	لِيَفْعَلْنَ
اُس ایک مؤنث کو چاہیے کہ کرے	اُن دو مؤنث کو چاہیے کہ کریں	اُن سب مؤنث کو چاہیے کہ کریں
لِاَفْعَلْ	لِنَفْعَلْ	لِنَفْعَلْ
مجھے چاہیے کہ کروں	ہم دو کو چاہیے کہ کریں	ہم سب کو چاہیے کہ کریں

46:3 اب تک آپ چار عدد "لام" پڑھ چکے ہیں (ایک عدد "لَ" اور تین عدد "لِ") یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اکٹھا جائزہ لے لیا جائے تاکہ ذہن میں کوئی الجھن باقی نہ رہے۔

i) **لامِ تاکید** (لَ): زیادہ تر یہ مضارع پر نونِ خفیفہ اور ثقیلہ کے ساتھ آتا ہے اور تاکید کا مفہوم دیتا ہے۔ اگر سادہ مضارع پر آئے تو صرف اس کے مفہوم کو زمانہ حال کے ساتھ مخصوص کرتا ہے۔ علاوہ ازیں جملہ اسمیہ پر بھی داخل ہوتا ہے۔ مثلاً لَاَجْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ (یقیناً اللہ کا اجر سب سے بڑا ہے)۔ بعض اوقات جملہ اسمیہ میں اِنَّ اور لَ دونوں داخل ہوتے ہیں۔ اِس صورت میں اِنَّ جملہ کے شروع میں آتا ہے اور لَ بالعموم خبر پر آتا ہے۔

مثلاً اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ (بے شک انسان یقیناً خسارے میں ہے)۔

ii) **حرفِ جار**(لِ): یہ اسم پر آتا ہے اور اپنے بعد آنے والے اسم کو جر دیتا ہے۔ اس کے معنی عموماً "کے لیے" ہوتے ہیں۔ جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (تمام شکر تمام تعریف اللہ کے لیے ہے)۔

iii) **لامِ کَی**(لِ): یہ مضارع کو نصب دیتا ہے اور "تاکہ" کے معنی دیتا ہے۔ جیسے لِیَسْمَعَ (تاکہ وہ سنے)۔

iv) **لامِ امر**(لِ): یہ مضارع کو مجزوم کرتا ہے اور "چاہئے کہ" کے معنی دیتا ہے۔ جیسے لِیَسْمَعْ (اسے چاہیے کہ وہ سنے)۔

46:4 فعل مضارع کے جن پانچ صیغوں میں لام کلمہ پر ضمہ (ـُ) ہوتا ہے ان میں لامِ کَی اور لامِ امر کی پہچان آسان ہے جیسا کہ لِیَسْمَعَ اور لِیَسْمَعْ کی مثالوں میں آپ نے دیکھ لیا۔ لیکن باقی صیغوں میں مضارع منصوب اور مجزوم ہم شکل ہوتے ہیں جیسے لِیَسْمَعُوْا۔ اب یہ کیسے پہچانا جائے کہ اس پر لامِ کَی لگا ہے یا لامِ امر؟ اس ضمن میں نوٹ کر لیں کہ عموماً عبارت کے سیاق وسباق اور جملہ کے مفہوم سے ان دونوں کی پہچان مشکل نہیں ہوتی۔ البتہ اگر آپ لامِ کَی اور لامِ امر کے استعمال میں ایک اہم فرق ذہن نشین کر لیں تو انہیں پہچاننے میں آپ کو مزید آسانی ہو جائے گی۔

46:5 لامِ کَی اور لامِ امر میں وہ اہم فرق یہ ہے کہ لامِ امر سے پہلے اگر وَ یا فَ آجائے تو لامِ امر ساکن ہو جاتا ہے جبکہ لامِ کَی ساکن نہیں ہوتا۔ مثلاً فَلْیَخْرُجْ (پس اُسے چاہیے کہ نکل جائے) وَلْیَکْتُبْ (اور اسے چاہیے کہ لکھے)۔ یہ دراصل فَلِیَخْرُجْ اور وَلِیَکْتُبْ ہی تھا مگر شروع میں فَ اور وَ نے آکر لامِ امر کو ساکن کر دیا۔ جبکہ وَلِیَکْتُبَ کے معنی ہوں گے (اور تاکہ وہ لکھے)۔ نوٹ کریں کہ یہاں بھی شروع میں وَ آیا ہے لیکن اس نے لامِ کَی کو ساکن نہیں کیا۔ امید ہے کہ آپ لامِ امر اور لامِ کَی کے اس فرق کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں گے۔

ذخیرہ الفاظ

غَفَرَ(ض)	معاف کرنا	جَھَدَ(ف)	محنت کرنا
شَھِدَ(س،ک)	گواہی دینا	رَکِبَ(س)	سوار ہونا
دَرَّاجَۃٌ	سائیکل	طُلَّابٌ	طالب کی جمع

مشق نمبر - 45 (الف)

مندرجہ ذیل افعال سے امر غائب و متکلم کی گردان کریں اور ہر صیغہ کے معانی لکھیں۔

1. اَکَلَ (ن) کھانا 2. سَبَحَ (ف) تیرنا 3. رَجَعَ (ض) واپس آنا

مشق نمبر - 45 (ب)

مندرجہ ذیل جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں:

1. اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ لِيَرْحَمَكُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ
2. لِيَشْرَحِ الْمُعَلِّمُ الدَّرْسَ لِيَفْهَمَ الطُّلَّابُ
3. لِنَعْبُدْ رَبَّنَا وَلْنَحْمَدْهُ
4. لِنَشْهَدْ اَنَّ اللهَ رَبُّنَا لِنَدْخُلَ الْجَنَّةَ
5. فَلْيَنْصُرُوا الْمُسْلِمِيْنَ لِيَنْجَحُوْا
6. فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً
7. فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلاً

عربی میں ترجمہ کریں

1. پس ان سب عورتوں کو چاہیے کہ وہ قرآن پڑھیں۔
2. ہمیں چاہیے کہ ہم عصر کے بعد کھیلیں۔
3. اسے چاہیے کہ وہ محنت کرے تاکہ وہ کامیاب ہو جائے۔

4. ہمیں چاہیے کہ ہم کم ہنسیں۔

5. اور اُن سب (مردوں) کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کی عبادت کریں تاکہ اُن کا رب اُنھیں بخش دے۔

مشق نمبر - 45 (ج)

مذکورہ بالا جملوں کے درج ذیل افعال کا صیغہ، اعرابی حالت اور اس کی وجہ بھی بتائیں۔

1. اِرْحَمُوْا
2. لِيَرْحَمْ
3. لِيَشْرَحْ
4. لِيَفْهَمْ
5. لِنَعْبُدْ
6. لِنَدْخُلْ
7. فَلْيَنْصُرُوْا
8. لِيَنْجَحُوْا
9. فَلْيَضْحَكُوْا

قرآنی مثالیں

1. فَلْيَفْرَحُوْا (یونس:٥٨)
2. لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا (طٰہٰ:٧٣)
3. فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ (الطارق:٥)
4. وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ (النور:٣١)
5. وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (إبراهيم:٥٢)

6. وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ (البقرة:۲۸۲)

7. وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (النور:۲)

8. لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (الحج:۷۸)

9. وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاريات:۵۶)

10. وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:٦)

فعل نہی

(The Negative Imperative)

47:1 اب ہمیں عربی میں فعل نہی بنانے کا طریقہ سمجھنا ہے لیکن اس سے پہلے لفظ "نہی" اور اردو میں مستعمل لفظ "نہیں" کا فرق سمجھ لیں۔ اردو میں لفظ "نہیں" میں کسی کام کے نہ ہونے یعنی Negative کا مفہوم ہوتا ہے۔ مثلاً "حامد نے خط نہیں لکھا" اس کے لیے "نفی" کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے اور ایسے فعل کو "فعل منفی" کہتے ہیں۔ جبکہ "نہی" میں کسی کام سے منع کرنے یعنی روکنے کے حکم کا مفہوم ہوتا ہے۔ مثلاً "حامد کو چاہیے کہ وہ خط نہ لکھے" یا "تم خط مت لکھو" اس کے لیے "فعل نہی" کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔

47:2 عربی میں فعل نہی کا مفہوم پیدا کرنے کے لیے فعل مضارع سے قبل لائے نہی "لَا" کا اضافہ کر کے مضارع کو مجزوم کر دیتے ہیں۔ مثلاً تَكْتُبُ کے معنی ہیں "تو لکھتا ہے" لَا تَكْتُبْ کے معنی ہو گئے "تو مت لکھ"۔ اسی طرح يَكْتُبُ کے معنی ہیں "وہ لکھتا ہے" لَا يَكْتُبْ کے معنی ہو گئے "چاہیے کہ وہ مت لکھے"۔

47:3 لفظ "لَا" کے استعمال کے سلسلہ میں یہ بھی نوٹ کر لیں کہ فعل مضارع میں نفی کا مفہوم پیدا کرنے کے لیے بھی عام طور پر "لَا" کا استعمال ہوتا ہے جسے لائے نفی کہتے ہیں اور یہ غیر عامل ہوتا ہے یعنی جب مضارع پر لائے نفی داخل ہوتا ہے تو مضارع میں کوئی اعرابی تبدیلی نہیں لاتا صرف اس فعل میں نفی کا مفہوم پیدا کرتا ہے، مثلاً "تَكْتُبُ" (تو لکھتا ہے) سے لَا تَكْتُبُ (تو نہیں لکھتا ہے)۔ اس کے برعکس لائے نہی عامل ہے اور وہ مضارع کو مجزوم کرتا ہے۔ مثلاً لَا تَكْتُبْ (تو مت لکھ) یا لَا تَكْتُبُوْا (تم لوگ مت لکھو)۔

47:4 یہ بھی نوٹ کر لیں کہ فعل امر اور فعل نہی دونوں نونِ ثقیلہ اور نونِ خفیفہ کے ساتھ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً اِضْرِبْ (تو مار) سے اِضْرِبَنْ یا اِضْرِبَنَّ (تو ضرور مار) لَا تَضْرِبْ (تو مت مار) سے لَا تَضْرِبَنْ یا لَا تَضْرِبَنَّ (تو ہرگز مت مار) وغیرہ۔

مشق نمبر - 46 (الف)

فعل كَتَبَ (ن) سے فعل نہی معروف کی گردان اور ہر صیغہ کے معانی بھی لکھیں۔

مشق نمبر - 46 (ب)

مندرجہ ذیل جملوں کا ترجمہ کریں۔

1. لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

2. وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ

3. وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ

4. اِذْهَبْ بِكِتٰبِىْ هٰذَا

5. يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۞ ارْجِعِىْۤ اِلٰى رَبِّكِ

6. وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

7. وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ

8. وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ

9. يٰبَنِىَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ

10. اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا

عربی میں ترجمہ کریں

1. تم دونوں یہاں نہ کھیلو بلکہ میدان میں کھیلو تاکہ ہم پڑھ سکیں۔

2. اے دربان! دروازہ کھول تاکہ ہم اسکول میں داخل ہو سکیں۔

3. تو سبق اچھی طرح یاد کرلے تاکہ تو کل شرمندہ نہ ہو۔

4. تم لوگ کھیلو مت بلکہ اپنا سبق یاد کرو۔

5. ان سب کو چاہیے کہ وہ قرآن مجید پڑھیں اور اس کو یاد کریں پھر اس پر عمل کریں۔

قرآنی مثالیں

1. وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ (البقرۃ: ۴۲)

2. وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (الأنعام: ۱۴)

3. وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (البقرۃ: ۱۵۲)

4. لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (بنی اسرائیل: ۲۲)

5. تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا (البقرۃ: ۱۸۷)

6. قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ (یوسف: ۱۰)

7. لَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ (البقرۃ: ۱۱۹)

8. وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ (البقرة:٢٤٣)

9. وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (النساء:٢٢)

10. وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ (الأنفال:٢١)

11. فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرة:٢٢)

12. وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا (النساء:٣٦)

13. قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ (حٰم السجدة:٢٦)

ابواب ثلاثی مزید فیہ

(Trilateral Derived Verbal Form)

تعارف اور ابواب

(Introduction and Groups)

48:1 سبق نمبر 38 میں ہم نے ثلاثی مجرد کے چھ ابواب پڑھے تھے یعنی باب فَتَحَ، باب ضَرَبَ وغیرہ۔ اب ہم ثلاثی مزید فیہ کے کچھ ابواب کا مطالعہ کریں گے لیکن اس سے پہلے ضروری ہے کہ "ثلاثی مجرد" اور "ثلاثی مزید فیہ" کی اصطلاحات کا مفہوم اپنے ذہن میں واضح کرلیں۔

48:2 فعل ثلاثی مجرد سے مراد تین حرفی مادّہ کا ایسا فعل ہے جس کے اصلی حروف میں کسی مزید حرف کا اضافہ نہ کیا گیا ہو جبکہ فعل ثلاثی مزید فیہ سے مراد تین حرفی مادّہ کا ایسا فعل ہے جس کے اصلی تین حروف کے ساتھ کسی حرف یا کچھ حروف کا اضافہ کیا گیا ہو۔ یہ اضافہ فعل ماضی کے پہلے صیغے سے معلوم ہوسکتا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ کسی فعل ثلاثی مجرد کے ماضی کا پہلا صیغہ ہی وہ لفظ ہے جس میں مادّہ کے اصلی تین حروف موجود ہوتے ہیں۔ چنانچہ ثلاثی مزید فیہ کے فعل ماضی کے پہلے صیغے میں حروف اصلی یعنی ف ع ل کے ساتھ اضافہ شدہ حروف صاف پہچانے جاتے ہیں۔

48:3 ہم نے "ماضی کے پہلے صیغے" کی بات بار بار اس لیے کی ہے کہ آپ یہ اچھی طرح جان لیں کہ فعل ماضی، مضارع وغیرہ کی گردان کے مختلف صیغوں میں لام کلمہ کے بعد جن بعض حروف کا اضافہ ہوتا ہے ان کی وجہ سے فعل کو "مزید فیہ" قرار نہیں دیا جاتا۔ کیونکہ یہ اضافہ دراصل صیغوں کی علامت ہوتا ہے اور یہ "مجرد" اور "مزید فیہ" دونوں کی گردانوں میں ایک جیسا ہوتا ہے۔ آگے چل کر آپ خود بھی اس کا مشاہدہ کرلیں گے (ان شاء اللہ)۔ فی الحال آپ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ فعل "مجرد" یا "مزید فیہ" کی پہچان اُس کے ماضی کے پہلے صیغے سے ہوتی ہے۔

48:4 ثلاثی مزید فیہ کے ماضی کے پہلے صیغے میں زائد حروف کا اضافہ یا تو "فا" کلمہ سے پہلے ہوتا ہے یا "فا" اور "عین" کلمہ کے درمیان ہوتا ہے اور یہ اضافہ کبھی ایک حرف کا ہوتا ہے، کبھی دو حروف کا، اور کبھی تین حروف کا۔ ان تبدیلیوں سے ثلاثی مزید فیہ کے بہت سے نئے ابواب بنتے ہیں، لیکن زیادہ استعمال ہونے والے ابواب صرف آٹھ ہیں، اس لیے ہم اپنے موجودہ اسباق کو انہی آٹھ ابواب تک محدود رکھیں گے۔

48:5 ایک مادّہ ثلاثی مجرد سے جب مزید فیہ میں آتا ہے تو اس کے مفہوم میں بھی کچھ تبدیلی ہوتی ہے۔ اس معنوی تبدیلی پر ان شاء اللہ اگلے سبق میں کچھ بات کریں گے لیکن اس سے پہلے ضروری ہے کہ مزید فیہ کے آٹھوں ابواب کے ماضی، مضارع اور مصدر کے درج ذیل اوزان آپ یاد کر لیں کیونکہ اس کے بعد ہی ان کی خصوصیات اور معنوی تبدیلی کے متعلق کوئی بات کرنا ممکن ہو گی:

نمبر	ماضی		مضارع		مصدر (باب کا نام)	
1	اَفْعَلَ	اَـْـَـَ	يُفْعِلُ	يُـْـِـُ	اِفْعَالٌ	اِـْـَاـٌ
2	فَعَّلَ	ـَـّـَـَ	يُفَعِّلُ	يُـَـّـِـُ	تَفْعِيْلٌ	تَـْـِيْـٌ
3	فَاعَلَ	ـَاـَـَ	يُفَاعِلُ	يُـَاـِـُ	مُفَاعَلَةٌ	مُـَاـَـَةٌ
4	تَفَعَّلَ	تَـَـّـَـَ	يَتَفَعَّلُ	يَتَـَـّـَـُ	تَفَعُّلٌ	تَـَـّـُـٌ
5	تَفَاعَلَ	تَـَاـَـَ	يَتَفَاعَلُ	يَتَـَاـَـُ	تَفَاعُلٌ	تَـَاـُـٌ
6	اِفْتَعَلَ	اِـْتَـَـَ	يَفْتَعِلُ	يَـْتَـِـُ	اِفْتِعَالٌ	اِـْتِـَاـٌ
7	اِنْفَعَلَ	اِنْـَـَـَ	يَنْفَعِلُ	يَنْـَـِـُ	اِنْفِعَالٌ	اِنْـِـَاـٌ
8	اِسْتَفْعَلَ	اِسْتَـْـَـَ	يَسْتَفْعِلُ	يَسْتَـْـِـُ	اِسْتِفْعَالٌ	اِسْتِـْـَاـٌ

48:6 اُمید ہے آپ نے مذکورہ بالا جدول میں یہ بات نوٹ کر لی ہو گی کہ آٹھوں ابواب کے ماضی کے صیغوں میں ع کلمہ پر فتحہ (ـَ) آیا ہے جبکہ مضارع کے صیغوں میں علامتِ مضارع اور ع کلمہ کی صورت حال کچھ اس طرح ہے کہ:

i) پہلے تین ابواب (جن کا ماضی چار حرفی ہے) کے مضارع کے صیغوں **يُفْعِلُ**، **يُفَعِّلُ** اور **يُفَاعِلُ** کی علامتِ مضارع پر ضمہ (ـُ) اور ع کلمہ پر کسرہ (ـِ) آیا ہے۔

ii) اس کے بعد کے دو ابواب (جو "ت" سے شروع ہوتے ہیں) کے مضارع کے صیغوں **يَتَفَعَّلُ** اور **يَتَفَاعَلُ** کی علامتِ مضارع اور ع کلمہ دونوں پر فتحہ (ـَ) آیا ہے۔

(iii) جبکہ آخری تین ابواب (جو ہمزۃ الوصل "اِ" سے شروع ہوتے ہیں) کے مضارع کے صیغوں یَفْتَعِلُ، یَنْفَعِلُ اور یَسْتَفْعِلُ کی علامتِ مضارع پر فتحہ (ـَ) برقرار رہتا ہے لیکن ع کلمہ کا کسرہ (ـِ) واپس آ جاتا ہے۔

48:7 مذکورہ بالا تجزیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ علامتِ مضارع پر ضمہ (ـُ) صرف چار حرفی ماضی کے مضارع پر آتا ہے، جبکہ ع کلمہ پر زبر صرف "ت" سے شروع ہونے والے ابواب کے مضارع پر آتا ہے۔ اس خلاصہ کو اگر آپ ذہن نشین کر لیں تو ان ابواب کے ماضی اور مضارع کے صیغوں کے اوزان یاد رکھنے میں آپ کو بہت سہولت ہو گی (ان شاء اللہ)۔

48:8 یہ اہم بات بھی نوٹ کر لیں کہ ثلاثی مجرد میں کوئی فعل خواہ کسی باب سے آئے یعنی اس کے ع کلمے پر خواہ کوئی حرکت ہو، جب وہ ثلاثی مزید فیہ میں آئے گا تو اس کے ع کلمے کی حرکت متعلقہ باب کے ماضی اور مضارع کے صیغوں کے وزن کے مطابق ہو گی۔ مثلاً ثلاثی مجرد میں سَمِعَ یَسْمَعُ آتا ہے لیکن یہی فعل جب باب افتعال میں آئے گا تو اس کا ماضی اور مضارع اِسْتَمَعَ یَسْتَمِعُ بنے گا۔ اسی طرح کَرُمَ یَکْرُمُ جب باب افعال میں آئے گا تو اس کا ماضی، مضارع اَکْرَمَ یُکْرِمُ ہو گا۔

48:9 یہ بات بھی یاد رکھیں کہ مذکورہ بالا اوزان میں، باب افعال کے علاوہ، جو وزن ہمزہ سے شروع ہوتے ہیں، ان کا ہمزہ دراصل ہمزۃ الوصل ہوتا ہے، اس لیے پیچھے سے ملا کر پڑھتے وقت وہ تلفظ میں ساکت ہو جاتا ہے، مثلاً اِفْتَعَلَ سے وَافْتَعَلَ یا اِمْتَحَنَ سے وَامْتَحَنَ وغیرہ۔ جبکہ بابِ افعال کا ہمزہ ہمزۃ الوصل نہیں ہے، اسی لیے وہ پیچھے سے ملا کر پڑھتے وقت بھی بدستور قائم رہتا ہے، مثلاً اَفْعَلَ سے وَاَفْعَلَ یا اَحْسَنَ سے وَاَحْسَنَ وغیرہ۔ اس طرح قائم رہنے والے ہمزہ کو "ہمزۃ القطع" کہتے ہیں۔

48:10 یہ بھی نوٹ کر لیں کہ ثلاثی مجرد میں فعل سے مصدر بنانے کا کوئی قاعدہ نہیں ہے یعنی کوئی مقررہ وزن نہیں ہے۔ بس اہل زبان سے سن کر یا ڈکشنری میں دیکھ کر ان کا مصدر معلوم کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس مزید فیہ کے ہر صیغۂ ماضی اور مضارع کے مقرر کردہ وزن کی طرح اس کے مصدر کا بھی ایک مقرر وزن ہے اور مصدر کا یہ وزن باب کا نام بھی ہوتا ہے۔

48:11 مصدر کے جو اوزان بطور "باب کا نام" دیئے گئے ہیں ان میں یہ اضافہ کر لیجئے کہ درج ذیل دو ابواب کا مصدر دو طرح سے آتا ہے یعنی ایک اور وزن پر بھی آتا ہے۔ تاہم باب کا نام یہی رہتا ہے جو اوپر جدول میں لکھا گیا ہے۔ مصدروں کے متبادل اوزان یہ ہیں:

i) باب تَفْعِیْلٌ کا مصدر تَفْعِلَةٌ کے وزن پر بھی آتا ہے۔ جیسے زَكّٰى يُزَكِّيْ (پاک کرنا) سے مصدر تَزْكِيَةٌ ہے اور جَرَّبَ يُجَرِّبُ (آزمانا) کا مصدر تَجْرِبَةٌ ہے۔

ii) اسی طرح باب مُفَاعَلَةٌ کا مصدر اکثر فِعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے مثلاً جَاهَدَ يُجَاهِدُ (جہاد کرنا) کا مصدر مُجَاهَدَةٌ بھی ہے اور جِهَادٌ بھی۔ مگر قَابَلَ يُقَابِلُ (آمنے سامنے ہونا، مقابلہ کرنا) کا مصدر قِبَالٌ استعمال نہیں ہوتا بلکہ مُقَابَلَةٌ ہی استعمال ہوتا ہے۔

48:12 ایک اور بات بھی ابھی سے ذہن میں رکھ لیجئے، اگرچہ اس کے استعمال کا موقع آگے چل کر آئے گا، اور وہ یہ کہ اگر کسی فعل کے ماضی اور مضارع کا پہلا صیغہ بول کر ساتھ مصدر بھی بولنا ہو تو اس صورت میں مصدر کو حالتِ نصب میں پڑھا اور لکھا جاتا ہے مثلاً کہیں گے عَلَّمَ يُعَلِّمُ تَعْلِيْمًا۔ یہ صرف اسی صورت میں ضروری ہے جب ماضی اور مضارع کا صیغہ بول کر ساتھ ہی مصدر بولا جائے ورنہ ویسے "سکھانا" کی عربی "تَعْلِيْمٌ" ہی ہوگی۔ نصب کی اس وجہ پر آگے مفعول کی بحث میں بات ہوگی (ان شاء اللہ)۔

مشق نمبر - 47 (الف)

مندرجہ ذیل مادّوں کو قوسین میں دیئے گئے باب میں ڈھالیں یعنی ہر ایک مادّہ سے دیئے گئے باب کے ماضی اور مضارع کا پہلا صیغہ لکھیں اور اس کا مصدر بحالتِ نصب لکھیں:

مثلاً اَكْرَمَ يُكْرِمُ اِكْرَامًا

نوٹ: تمام کلمات پر مکمل حرکات دیں۔

خ ر ج	ب ع د	ر ش د	(اِفْعَالٌ)
ق ر ب	ك ذ ب	ص د ق	(تَفْعِيْلٌ)
ط ل ب	ق ت ل	خ ل ف	(مُفَاعَلَةٌ)
ق ر ب	ق د س	ك ل م	(تَفَعُّلٌ)
ف خ ر	ع ق ب	ك ث ر	(تَفَاعُلٌ)
ن ش ر	ع ر ف	ح ر م	(اِفْتِعَالٌ)

ش ر ح	ق ل ب	ك ش ف	(اِنْفِعَالٌ)
خ ر ج	ح ق ر	ب د ل	(اِسْتِفْعَالٌ)

مشق نمبر - 47 (ب)

مندرجہ ذیل الفاظ کا مادّہ اور باب بتائیں نیز یہ بھی بتائیں کہ وہ ماضی ہے یا مضارع یا مصدر۔ واضح رہے کہ ان میں سے بیشتر الفاظ کے معانی ابھی آپ کو نہیں بتائے گئے، کیونکہ یہاں یہ مشق کروانی مقصود ہے کہ اگر کسی لفظ کے معنی آپ کو معلوم نہیں ہیں تو ڈکشنری میں اس کے معنی دیکھنے کے لیے پہلے اس کا مادّہ اور باب پہچاننا ضروری ہے، اس لیے کہ عربی لغت مادّے کے حروف کے اعتبار سے ترتیب دی گئی ہے۔

1. اَرْسَلَ ______
2. يُقَرِّبُ ______
3. اِرْسَالٌ ______
4. تَقْرِيْبٌ ______
5. اِرْتِكَابٌ ______
6. يَسْتَكْبِرُ ______
7. اِنْقِلَابٌ ______
8. تَبَارَكَ ______
9. تَبَسُّمٌ ______
10. اِسْتِصْوَابٌ ______
11. اِنْ[illegible]افٌ ______
12. اِسْتَقْبَلَ ______
13. يُخْبِلُ ______
14. يُخَرِّبُ ______
15. يُقَاتِلُ ______
16. تَغَيَّرَ ______
17. يَتَغَيَّرُ ______
18. عَجَّلَ ______
19. يَشْتَرِكُ ______
20. اِسْتَغْفَرَ ______

خاصیاتِ ابواب
(Characteristics of Groups)

49:1 مزید فیہ کے ابواب میں معنوی تبدیلیوں پر بات کرنے سے پہلے آپ کو یہ بات یاد دلانا ضروری ہے کہ زبان پہلے وجود میں آتی ہے اور قواعد بعد میں مرتب کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ صحیح صورتحال یہ ہے کہ ابواب مزید فیہ میں جو معنوی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں ان سب کو مدنظر رکھ کر ہمارے علماء کرام نے ہر باب کے لیے کچھ اصول (Generalizations) مرتب کئے ہیں جنہیں خصوصیاتِ ابواب کہتے ہیں۔

49:2 اب یہ بات نوٹ کرلیں کہ مزید فیہ کے جو آٹھ ابواب آپ نے پڑھے ہیں ان میں سے ہر باب کی ایک سے زیادہ خاصیات ہیں اور بعض کی خاصیات کی تعداد سات، آٹھ یا اس سے بھی زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عربی گرامر کی کتابوں میں خاصیاتِ ابواب کے لیے الگ ایک مستقل سبق ہوتا ہے۔ ہماری اس کتاب میں چونکہ یہ سبق شامل نہیں ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس مقام پر ہر باب کی ایک ایسی خاصیت کا تعارف کرادیا جائے جو اس باب میں نسبتاً زیادہ معنوی تبدیلی کا باعث ہوتی ہے۔ لیکن یہ بات کبھی نہ بھولیں کہ تمام خاصیات کا ابھی آپ کو علم نہیں ہے۔ اور پھر جب آپ ان تمام خاصیاتِ ابواب کا مطالعہ کرلیں تو اس وقت بھی ذہن میں استثناء کی کھڑکی ہمیشہ کھلی رکھیں۔

49:3 باب **افعال** اور باب **تفعیل** دونوں کی ایک مشترکہ خاصیت یہ ہے کہ عام طور پر یہ فعلِ لازم کو متعدی کرتے ہیں۔ جیسے نَزَلَ یَنْزِلُ نُزُوْلًا (نازل ہونا) ایک فعلِ لازم ہے۔ باب افعال میں یہ اَنْزَلَ یُنْزِلُ اِنْزَالًا اور باب تفعیل میں نَزَّلَ یُنَزِّلُ تَنْزِیْلًا بنتا ہے۔ دونوں کے معانی ہیں نازل کرنا اور اب یہ فعل متعدی ہے۔ چنانچہ دونوں ابواب کے زیادہ تر افعال متعدی ہیں۔ اگرچہ کچھ استثناء بھی ہیں، بالخصوص باب **افعال** میں۔

49:4 البتہ باب **افعال** اور باب **تفعیل** میں ایک فرق یہ ہے کہ باب **افعال** میں کسی کام کو ایک مرتبہ کرنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جبکہ باب **تفعیل** میں عموماً کسی کام کو درجہ بدرجہ اور تسلسل سے کرنے کا یا کثرت سے کرنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جیسے قرآن مجید کے نزول کے لیے لفظ "**انزال**" بھی استعمال ہوا ہے اور لفظ "**تنزیل**" بھی استعمال ہوا ہے۔ یعنی قرآن مجید کا نزول لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر ایک ہی دفعہ میں ہوا ہے۔ جبکہ آسمانِ دنیا سے حضور ﷺ پر تدریجاً تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوا ہے۔

49:5 باب **مفاعلہ** میں زیادہ تر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ کسی کام کو کرنے والے ایک سے زیادہ ہوں اور ایک دوسرے

کے مقابلہ میں کچھ کر رہے ہوں۔ جیسے قَتَلَ یَقْتُلُ قَتْلًا (قتل کرنا)۔ یہ ایک یک طرفہ عمل ہے۔ لیکن قَاتَلَ یُقَاتِلُ مُقَاتَلَةً وَ قِتَالًا کا مطلب ہے کہ کچھ لوگ ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش کریں۔ اس باب کے زیادہ تر افعال بھی متعدی ہوتے ہیں۔

49:6 باب تفعّل میں زیادہ تر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ تکلیف اٹھا کر کسی کام کو خود کرنے کی کوشش کرنا۔ جیسے عَلِمَ یَعْلَمُ عِلْمًا (جاننا) جبکہ تَعَلَّمَ یَتَعَلَّمُ تَعَلُّمًا کا مطلب ہے تکلیف اٹھا کر، کوشش کر کے علم حاصل کرنا اور سیکھنا۔ یعنی اس میں بھی عمل کے تسلسل کا مفہوم ہے۔ اس باب سے افعال لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں۔

49:7 باب مفاعله کی طرح باب تفاعُل میں بھی زیادہ تر یہی مفہوم ہوتا ہے کہ کسی کام کو کرنے والے ایک سے زیادہ ہوں۔ لیکن اس باب کے زیادہ تر افعال لازم ہوتے ہیں۔ جیسے فَخَرَ یَفْخَرُ فَخْرًا (فخر کرنا) سے تَفَاخَرَ یَتَفَاخَرُ تَفَاخُرًا کا مطلب ہے ایک دوسرے پر فخر کرنا۔

49:8 باب افتعال میں زیادہ تر کسی کام کو اہتمام سے کرنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جیسے سَمِعَ یَسْمَعُ سَمْعًا (سننا) سے اِسْتَمَعَ یَسْتَمِعُ اِسْتِمَاعًا کا مطلب ہے کان لگا کر سننا، غور سے سننا۔ اس باب سے لازم اور متعدی دونوں طرح کے افعال آتے ہیں۔

49:9 باب انفعال کی ایک خاصیت یہ ہے کہ یہ فعل متعدی کو لازم کرتا ہے۔ جیسے هَدَمَ یَهْدِمُ هَدْمًا (گرانا) سے اِنْهَدَمَ یَنْهَدِمُ اِنْهِدَامًا (گرنا)۔ یاد رکھیں کہ جس طرح ابواب ثلاثی مجرد میں باب كَرُمَ لازم تھا اسی طرح ابواب مزید فیہ میں باب انفعال لازم ہے۔

49:10 باب استفعال میں زیادہ تر کسی کام کو طلب کرنے یا کسی صفت کو موجود سمجھنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جیسے غَفَرَ یَغْفِرُ غُفْرَانًا (چھپانا، معاف کرنا، غلطی کو چھپانا) سے اِسْتَغْفَرَ یَسْتَغْفِرُ اِسْتِغْفَارًا کا مطلب ہے معافی مانگنا، مغفرت طلب کرنا اور حَسُنَ یَحْسُنُ حُسْنًا (خوبصورت ہونا، اچھا ہونا) سے اِسْتَحْسَنَ یَسْتَحْسِنُ اِسْتِحْسَانًا کا مطلب ہے اچھا سمجھنا۔ اس باب سے بھی لازم اور متعدی دونوں طرح کے افعال آتے ہیں۔

49:11 اب اس سبق کی آخری بات یہ سمجھ لیں کہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی سہ حرفی مادّہ، مزید فیہ کے ہر باب میں استعمال ہو۔ ایک مادّہ مزید فیہ کے کن کن ابواب سے استعمال ہوتا ہے اور ان کی کن خاصیات کے تحت اس میں کیا معنوی تبدیلی ہوتی ہے، اس کا علم ہمیں ڈکشنری سے ہی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابواب مزید فیہ کے اوزان یاد کئے بغیر کوئی

طالب علم عربی لغت سے پوری طرح استفادہ نہیں کر سکتا۔

مشق نمبر - 48

نیچے کچھ الفاظ کے معانی اس طرح لکھے گئے ہیں جیسے عموماً ڈکشنری میں لکھے جاتے ہیں۔ آپ کا کام یہ ہے کہ الگ کاغذ پر ان کا ماضی، مضارع اور مصدر لکھیں۔ پھر ان کے مصدری معانی لکھیں اور پھر اسی طرح انہیں یاد کریں۔ جیسے **جَهَدَ يَجْهَدُ جُهْدًا** کے معنی کوشش کرنا۔ **جَاهَدَ يُجَاهِدُ مُجَاهَدَةً وَجِهَادًا** کے معنی ایک دوسرے کے خلاف کوشش کرنا وغیرہ۔ یاد رہے کہ ان میں غالب اکثریت ایسے الفاظ کی ہے جو قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں۔

نوٹ: الفاظ کو اوپر سے نیچے پڑھیں۔

جَهَدَ (ف) جُهْدًا	کوشش کرنا	خَصَمَ (ض) خَصْمًا	جھگڑا کرنا
جَاهَدَ	کسی کے خلاف کوشش کرنا	تَخَاصَمَ	باہم جھگڑا کرنا
اِجْتَهَدَ	اہتمام سے کوشش کرنا	اِخْتَصَمَ	جھگڑا کرنا
صَلَحَ (ک،ن) صَلَاحًا	درست ہونا، نیک ہونا	بَلَغَ (ن) بُلُوْغًا	پہنچنا، پھل کا پکنا
اَصْلَحَ	درست کرنا، صلح کرانا	بَلُغَ (ک) بَلَاغَةً	فصیح و بلیغ ہونا
صَالَحَ	موافق ہونا، صلح کرنا	اَبْلَغَ بَلَّغَ	کسی چیز کو کسی کے پاس پہنچانا
نَزَلَ (ض) نُزُوْلًا	اترنا	نَصَرَ (ن) نَصْرًا	مدد کرنا
اَنْزَلَ	اتارنا	تَنَاصَرَ	باہم ایک دوسرے کی مدد کرنا
نَزَّلَ	اتارنا	اِنْتَصَرَ	بدلہ لینا (اہتمام سے خود اپنی مدد کرنا)
تَنَزَّلَ	اترنا	اِسْتَنْصَرَ	مدد مانگنا

ماضی، مضارع کی گردانیں

(Conjugations of Past and Imperfect)

50:1 اب جبکہ آپ مزید فیہ کے آٹھ ابواب کے فعل ماضی اور فعل مضارع کا پہلا صیغہ بنانا سیکھ گئے ہیں تو ضروری ہے کہ ہر باب کے ماضی اور مضارع کی مکمل گردان بھی سیکھ لیں۔ سر دست ہم ان ابواب سے فعل معروف کی گردان پر توجہ دیں گے۔ واضح رہے کہ گزشتہ دو اسباق میں تمام افعال کی صرف معروف صورت ہی کی بات کی گئی ہے۔ آگے چل کر ان شاء اللہ ہم فعل مجہول (مزید فیہ) کی بات الگ سبق میں کریں گے۔

50:2 مزید فیہ افعال کی گردان اصولی طور پر فعل مجرد کی گردان کی طرح ہی ہوتی ہے، البتہ جس طرح فعل مجرد میں گردان کے اندر "ع" کلمہ کی حرکت کو برقرار رکھنے کا خاص خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اسی طرح مزید فیہ کی گردانوں میں بھی زائد حروف کی حرکات اور "ع" کلمہ کی حرکت کو پوری گردان میں برقرار رکھا جاتا ہے۔

50:3 اب ہم ذیل میں نمونے کے طور پر باب افعال کے فعل ماضی اور مضارع کی مکمل گردان لکھ رہے ہیں۔ اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے آپ بقیہ ابواب کے فعل ماضی اور مضارع کی مکمل گردان خود لکھ سکتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ انھیں لکھ لیں بلکہ انہیں بآواز بلند دہرا دہرا کر اچھی طرح یاد کرلیں۔ اگر آپ یہ محنت کرلیں گے تو آئندہ جملوں میں استعمال ہونے والے مختلف افعال کے صحیح باب اور صیغہ کی شناخت اور ان کے صحیح ترجمے میں آپ کو کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی (ان شاء اللہ)۔

باب افعال ِ ماضی کی گردان

		واحد	مثنّٰی	جمع
غائب	مذکّر	اَفْعَلَ	اَفْعَلَا	اَفْعَلُوْا
	مؤنث	اَفْعَلَتْ	اَفْعَلَتَا	اَفْعَلْنَ
حاضر	مذکّر	اَفْعَلْتَ	اَفْعَلْتُمَا	اَفْعَلْتُمْ
	مؤنث	اَفْعَلْتِ	اَفْعَلْتُمَا	اَفْعَلْتُنَّ
متکلم	مذکّر و مؤنث	اَفْعَلْتُ	اَفْعَلْنَا	اَفْعَلْنَا

باب افعال-مضارع کی گردان

		واحد	تثنیہ	جمع
غائب	مذکّر	یُفْعِلُ	یُفْعِلَانِ	یُفْعِلُوْنَ
	مؤنث	تُفْعِلُ	تُفْعِلَانِ	یُفْعِلْنَ
حاضر	مذکّر	تُفْعِلُ	تُفْعِلَانِ	تُفْعِلُوْنَ
	مؤنث	تُفْعِلِیْنَ	تُفْعِلَانِ	تُفْعِلْنَ
متکلم	مذکّر و مؤنث	اُفْعِلُ	نُفْعِلُ	نُفْعِلُ

50:4 اگر آپ نے باب **افعال** کے علاوہ بقیہ ابواب کی مکمل گردانیں لکھ کر یاد کرلی ہیں تو آپ ان کے متعلق مندرجہ ذیل باتیں اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ آگے چل کر ان سے آپ کو بہت مدد ملے گی (ان شاء اللہ):

i) خیال رہے کہ باب **افعال** کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ماضی کے ہر صیغے کی ابتداء ہمزہ مفتوحہ (أ) سے ہوتی ہے، باقی کسی باب میں یہ چیز نہیں ہے۔ اور یہ بات ہم آپ کو بتا چکے ہیں کہ باب **افعال** کا یہ ابتدائی ہمزہ، ہمزۃ القطع ہوتا ہے، یعنی پیچھے کسی حرف سے ملتے وقت بھی برقرار رہتا ہے۔

ii) پہلے تینوں ابواب یعنی **افعال**، **تفعیل** اور **مفاعلہ** کے ماضی کے پہلے صیغے میں چار حروف ہیں۔ اب یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ جس فعل کے ماضی کے پہلے صیغے میں چار حروف ہوں گے اس کے مضارع میں علامت مضارع پر ضمہ (ـُ) آتا ہے۔ اس قاعدے کو یاد کرلیں۔ آگے چل کر یہ مزید کام دے گا۔

iii) آخری تین ابواب یعنی **افتعال**، **انفعال** اور **استفعال** کے ماضی کے تمام صیغوں کی ابتداء ہمزہ مکسورہ (اِ) سے ہوتی ہے جو ہمزۃ الوصل ہوتا ہے۔

iv) باب **افتعال** اور **انفعال** کے ماضی، مضارع اور مصدر ملتے جلتے ہوتے ہیں اور بعض دفعہ دونوں ہی "اِنْ" سے شروع ہوتے ہیں اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب باب **افتعال** میں "ف" کلمہ "ن" ہوتا ہے۔ مثلاً اِنْتِظَارٌ، اِنْتِظَامٌ، اِنْتِشَارٌ وغیرہ باب **افتعال** کے مصادر ہیں۔ جبکہ اِنْحِرَافٌ، اِنْکِشَافٌ، اِنْهِدَامٌ وغیرہ باب **انفعال** کے مصادر ہیں۔ دونوں میں پہچان کا عام قاعدہ یہ ہے کہ اگر "اِنْ" کے بعد "ت" ہو تو نوّے، پچانوے فیصد وہ باب **افتعال** ہوگا۔ اور اگر "اِنْ" کے بعد "ت" کے علاوہ کوئی دوسرا حرف ہو تو پھر وہ باب **انفعال** ہوگا۔

ذخیرہٴ الفاظ

خَرَجَ (ن) خُرُوْجًا	باہر نکلنا	رَشَدَ (ن) رُشْدًا	ہدایت پانا
اَخْرَجَ	باہر نکالنا	اَرْشَدَ	ہدایت دینا
اِسْتَخْرَجَ	نکلنے کے لیے کہنا، کسی چیز میں سے کوئی چیز نکالنا		
قَرُبَ وَقَرِبَ (ک، س) قُرْبًا وَ قُرْبَانًا	قریب ہونا	كَذَبَ (ض) كَذِبًا وَ كِذْبًا	جھوٹ بولنا
قَرَّبَ	کسی کو قریب کرنا	كَذَّبَ	کسی کو جھوٹا کہنا، جھٹلانا
اِقْتَرَبَ	قریب آجانا	غَسَلَ (ض) غَسْلًا	دھونا
نَفَقَ (ن) نَفْقًا	خرچ ہونا، دو منہ والا ہونا	اِغْتَسَلَ	نہانا
اَنْفَقَ	خرچ کرنا	اِنْغَسَلَ	دُھلنا، دھل جانا
نَافَقَ	کسی سے دور خا پن اختیار کرنا		

مشق نمبر - 49 (الف)

عَلِمَ سے باب تفعیل اور تفعّل میں اور نَصَرَ سے باب استفعال میں ماضی اور مضارع کی مکمل گردان لکھیں اور ہر صیغہ کے معانی لکھیں۔

مشق نمبر - 49 (ب)

عربی سے اُردو میں ترجمہ کریں:

1. اِغْتَسَلَ خَالِدٌ اَمْسِ
2. تَضَارَبَ الْوَلَدَانِ فِي الْمَدْرَسَةِ فَاَخْرَجَهُمَا اَمِيْرُهَا مِنْهَا

3. اِسْتَنْصَرَ الْمُسْلِمُوْنَ اِخْوَانَهُمْ فَنَصَرُوْهُمْ
4. ضَرَبْنَا الْجِدَارَ بِالْاَحْجَارِ فَانْهَدَمَ

5. خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ (ح)

6. اِسْتَرْشَدَ الطُّلَّابُ مِنَ الْأُسْتَاذِ فَارْشَدَهُمْ

7. يُقَاتِلُ الْمُسْلِمُوْنَ الْكُفَّارَ

8. يَكْتَسِبُ الزَّوْجُ وَتُنْفِقُ الزَّوْجَةُ

مشق نمبر - 49 (ج)

مندرجہ بالا جملوں کے درج ذیل الفاظ کا مادّہ، باب اور صیغہ بتائیں۔

1. اِغْتَسَلَ
2. تَضَارَبَ
3. اَخْرَجَ
4. نَصَرُوْا
5. اِنْهَدَمَ
6. تَعَلَّمَ
7. عَلَّمَ
8. اِسْتَرْشَدَ
9. يُقَاتِلُ
10. يَكْتَسِبُ
11. تُنْفِقُ

فعل امر و نہی

(The Imperative and Negative Imperative)

51:1 اس سے پہلے آپ ثلاثی مجرّد سے فعل امر اور فعل نہی بنانے کے قاعدے پڑھ چکے ہیں۔ اب آپ ثلاثی مزید فیہ میں انہی قواعد کا اطلاق کریں گے۔

51:2 ثلاثی مجرّد میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ فعل امر حاضر اور فعل امر غائب (جس میں متکلم بھی شامل ہوتا ہے) دونوں کے بنانے کا طریقہ مختلف ہے جبکہ فعلِ نہی (حاضر ہو یا غائب و متکلم) ایک ہی طریقہ سے بنتا ہے۔ یہی صورتِ حال ثلاثی مزید فیہ سے فعلِ امر اور فعلِ نہی بنانے میں ہوگی۔ نیز یہ بھی نوٹ کرلیں کہ جس طرح ثلاثی مجرّد میں فعلِ امر اور فعلِ نہی، فعلِ مضارع سے بنتے ہیں اسی طرح ثلاثی مزید فیہ میں بھی فعلِ مضارع سے فعلِ امر اور فعلِ نہی بنائے جائیں گے۔

51:3 ثلاثی مزید فیہ سے فعل امر حاضر بنانے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کریں:

i) ثلاثی مجرّد کی طرح مزید فیہ کے فعل مضارع سے علامتِ مضارع (ت) ہٹادیں۔

ii) ثلاثی مجرّد میں علامتِ مضارع ہٹانے کے بعد مضارع کا پہلا حرف ساکن آتا تھا لیکن مزید فیہ میں آپ کو دیکھنا ہوگا کہ علامتِ مضارع ہٹانے کے بعد مضارع کا پہلا حرف ساکن ہے یا متحرک۔

iii) علامتِ مضارع ہٹانے کے بعد مضارع کا پہلا حرف اگر متحرک ہے تو ہمزۃ الوصل لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ صورتِ حال آپ کو چار ابواب یعنی باب **تفعیل**، باب **مفاعلہ**، باب **تفعّل** اور باب **تفاعل** میں ملے گی۔

iv) علامتِ مضارع ہٹانے کے بعد مضارع کا پہلا حرف اگر ساکن ہے (اور ایسا مذکورہ چار ابواب کے علاوہ باقی تمام ابواب میں ہوگا خواہ وہ مجرّد ہوں یا مزید فیہ) تو باب **افتعال**، باب **انفعال** اور باب **استفعال** میں ہمزۃ الوصل لگایا جائے گا اور اسے کسرہ (ـِ) دیا جائے گا جبکہ باب **افعال** میں ہمزۃ القطع لگایا جائے گا اور اسے فتحہ (ـَ) دیا جائے گا۔ باب **افعال** کے فعل امر حاضر کی درج بالا دونوں خصوصیات خاص طور پر نوٹ کرلیجیے۔

v) ثلاثی مجرّد ہی کی طرح مزید فیہ میں بھی مضارع کے "ل" کلمے مجزوم کردیئے جائیں گے۔

51:4 ہمیں قوی اُمید ہے کہ مذکورہ بالا طریقۂ کار کا اطلاق کرتے ہوئے مزید فیہ کے ابواب سے فعل امر حاضر اب آپ خود بناسکتے ہیں، لیکن آپ کی سہولت کے لیے ہم دو مثالیں دے رہے ہیں جس سے مزید وضاحت ہوجائے گی۔

i) باب **تفعیل** کے مصدر "**تَعْلِیْمٌ**" کو لیجیے۔ اس کا فعل مضارع "**یُعَلِّمُ**" ہے۔ اور اس کا حاضر کا صیغہ

"تُعَلِّمُ" ہے۔ اس کی علامت مضارع گرانے کے بعد "عَلِّمُ" باقی بچا۔ اس کا پہلا حرف متحرک ہے، اس لیے اس کے شروع میں ہمزہ لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد اس کے لام کلمہ کو مجزوم کیا جائے گا تو اس کا آخری حرف "مْ" ساکن ہو جائے گا۔ اس طرح آپ کے پاس فعل امر کا پہلا صیغہ "عَلِّمْ" ہو گا۔ اسی طرح مثنٰی کا صیغہ "عَلِّمَا"، جمع مذکر کا "عَلِّمُوْا"، واحد مؤنث کا "عَلِّمِیْ" اور جمع مؤنث کا "عَلِّمْنَ" ہو گا۔

ii) باب استفعال کا ایک مصدر "اِسْتِغْفَارٌ" ہے۔ اس کا مضارع "یَسْتَغْفِرُ" اور حاضر کا صیغہ "تَسْتَغْفِرُ" ہے۔ اس کی علامت مضارع ہٹائی تو "سْتَغْفِرُ" باقی بچا۔ اب چونکہ اس کا پہلا حرف ساکن ہے اس لیے اس کے شروع میں ایک ہمزہ لگایا جائے گا جو ہمزۃ الوصل ہو گا اور اسے کسرہ (ـِ) دیا جائے گا (کیونکہ یہ باب افعال نہیں ہے) اب بن گیا "اِسْتَغْفِرُ"۔ پھر مضارع کو مجزوم کیا تو لام کلمہ "ر" ساکن ہو گیا۔ چنانچہ فعل امر کا پہلا صیغہ "اِسْتَغْفِرْ" بن گیا۔ امرِ حاضر کی گردان کے باقی صیغے یہ ہوں گے: اِسْتَغْفِرَا، اِسْتَغْفِرُوْا، اِسْتَغْفِرِیْ، اِسْتَغْفِرَا، اِسْتَغْفِرْنَ۔

51:5 فعل امر غائب و متکلم بنانے کا طریقہ آسان ہے، اس لیے کہ ثلاثی مجرّد کی طرح ابواب مزید فیہ میں بھی علامتِ مضارع گرانے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس سے پہلے لام امر (لِ) لگاتے ہیں اور مضارع کو مجزوم کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً باب افعال کا ایک مصدر "اِکْرَامٌ" ہے۔ اس کا مضارع "یُکْرِمُ" ہے۔ اس سے قبل لامِ امر لگایا تو "لِیُکْرِمُ" بن گیا۔ پھر مضارع کو مجزوم کیا تو لام کلمہ یعنی "مْ" ساکن ہو گیا۔ اس طرح امر غائب کا پہلا صیغہ "لِیُکْرِمْ" بنا۔ جبکہ باقی صیغے اس طرح ہوں گے: لِیُکْرِمَا، لِیُکْرِمُوْا، لِتُکْرِمْ، لِتُکْرِمَا، لِیُکْرِمْنَ، لِاُکْرِمْ اور لِنُکْرِمْ۔ امید ہے کہ اب آپ اسی طرح بقیہ ابواب سے امر غائب و متکلم بنا لیں گے۔

51:6 اس مقام پر ضروری ہے کہ لام کَیْ اور لام امر کا جو فرق آپ نے ثلاثی مجرد میں پڑھا تھا اسے ذہن میں تازہ کر لیں۔ اس لیے کہ اس کا اطلاق ثلاثی مزید فیہ پر بھی اسی طرح ہوتا ہے (دیکھئے 46:5)۔

51:7 فعل نہی کا بنانا زیادہ آسان ہے، اس لیے کہ یہ مضارع کے تمام صیغوں سے ایک ہی طریقے سے بنتا ہے اور فعل امر کی طرح اس میں حاضر اور غائب کی تفریق نہیں ہے۔ فعل نہی مجرّد سے ہو یا مزید فیہ سے، اس کے بنانے کا طریقہ ایک ہی ہے یعنی مضارع کی علامتِ مضارع گرائے بغیر اس کے شروع میں لائے نہی "لَا" بڑھا دیں اور مضارع کو مجزوم کر دیں۔ مثلاً باب مفاعلہ کا ایک مصدر مُجَاهَدَةٌ ہے۔ اس کا مضارع "یُجَاهِدُ" ہے۔ اس سے قبل "لَا" لگایا تو "لَا یُجَاهِدُ" بن گیا۔

پھر مضارع کو مجزوم کیا تو اس کا لام کلمہ یعنی "د" ساکن ہو گیا۔ اس طرح فعل نہی کا پہلا صیغہ "لَا یُجَاهِدْ" بن گیا۔ ہمیں قوی اُمید ہے کہ بقیہ صیغے آپ خود بنالیں گے۔

51:8 ثلاثی مجرّد میں آپ لائے نفی اور لائے نہی کا فرق پڑھ چکے ہیں۔ اس مقام پر اسے بھی ذہن میں دوبارہ تازہ کر لیں، اس لیے کہ اس کا اطلاق ابواب مزید فیہ پر بھی اسی طرح ہوتا ہے (دیکھئے 47:3)۔

ذخیرۂ الفاظ

جَنَبَ (ن) جَنْبًا	ہٹانا، دور کرنا	سَلِمَ (س) سَلَامَةً	آفت سے نجات پانا، سلامتی میں ہونا
جَنِبَ (س) جَنَابَةً	ناپاک ہونا	اَسْلَمَ	کسی کی سلامتی میں آنا، فرماں بردار ہونا
جَنَّبَ	دور کرنا	سَلَّمَ	آفت سے بچانا، سلامتی دینا
اِجْتَنَبَ	دور رہنا، بچنا	نَبَتَ (ن) نَبَاتًا	سبزہ کا اگنا
ضَیْفٌ (ج ضُیُوْفٌ)	مہمان	اَنْبَتَ	سبزہ اگانا
زُوْرٌ	جھوٹ		

مشق نمبر - 50 (الف)

کَرُمَ سے باب افعال میں، عَلِمَ سے باب تفعّل میں اور جَنِبَ سے باب افتعال میں فعل امر (غائب و حاضر) کی مکمل گردان ہر صیغہ کے معانی کے ساتھ لکھیں۔

مشق نمبر - 50 (ب)

اردو میں ترجمہ کریں

1. اَکْرَمُوْا ضَیْفَھُمْ
2. اَکْرِمُوْا ضُیُوْفَکُمْ

______________ ______________

3. نَحْنُ نَجْتَھِدُ فِیْ دُرُوْسِنَا
4. اِجْتَھِدُوْا فِیْ دُرُوْسِکُمْ

______________ ______________

5. اِجْتَهَدُوْافِیْ دُرُوْسِهِمْ

---

6. مَاذَا عَلَّمَ الْاُسْتَاذُفِی الْمَدْرَسَةِ؟

---

7. مَاذَا يُعَلِّمُ الْاُسْتَاذُفِی الْمَدْرَسَةِ؟

---

8. مَاذَا تَعَلَّمَ زَيْدٌفِی الْمَدْرَسَةِ؟

---

9. مَاذَا تَتَعَلَّمُ فِی الْمَدْرَسَةِ؟

---

10. اَنَا اَتَعَلَّمُ الْعَرَبِيَّةَ

---

11. لَاأُقَاتِلُ

---

12. لَاأُقَاتِلْ

---

13. لَاتَتَفَاخَرُوْنَ

---

14. لَاتَتَفَاخَرُوْا

---

15. وَاجْتَنِبُوْاقَوْلَ الزُّوْرِ

---

16. يٰاَيُّهَا النَّبِیُّ جٰهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ

---

17. وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَاءً مُّبٰرَكًا فَاَنْبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ

مشق نمبر - 50 (ج)

مشق نمبر - 50 (ب) میں استعمال ہونے والے تمام افعال ذیل میں دیئے گئے ہیں۔ آپ ہر فعل کا (i) مادہ (ii) باب (iii) فعل کی قسم (ماضی، مضارع، امر، نہی وغیرہ) اور (iv) صیغہ بتائیں۔

نمبر	افعال	مادہ	باب	فعل کی قسم	صیغہ
.1	اَكْرَمُوْا				
.2	اَكْرِمُوْا				

.3	نَجْتَهِدُ				
.4	اِجْتَهِدُوْا				
.5	اِجْتَهَدُوْا				
.6	عَلَّمَ				
.7	يُعَلِّمُ				
.8	تَعَلَّمَ				
.9	تَتَعَلَّمُ				
.10	اَتَعَلَّمُ				
.11	أُقَاتِلُ				
.12	لَا أُقَاتِلُ				
.13	تَتَفَاخَرُوْنَ				
.14	لَا تَتَفَاخَرُوْا				
.15	وَاجْتَنِبُوْا				
.16	نَزَّلْنَا				
.17	جٰهِدُ				
.18	اَنْبَتْنَا				

فعلِ مجہول

(Passive Verb)

52:1 اب آپ ابواب مزید فیہ سے فعل مجہول بنانا سیکھیں گے۔ یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ مجہول فعل ماضی بھی ہوتا ہے اور مضارع بھی، اس لیے اس سبق میں ہم ماضی مجہول اور مضارع مجہول دونوں کی بات کریں گے۔

52:2 آپ نے فعل ثلاثی مجرّد میں پڑھا تھا کہ وہاں ماضی معروف کے تین وزن ہو سکتے ہیں یعنی **فَعَلَ**، **فَعِلَ** اور **فَعُلَ** مگر ماضی مجہول کا ایک ہی وزن ہوتا ہے یعنی **فُعِلَ**۔ اسی طرح مضارع معروف کے تین وزن ہو سکتے ہیں یعنی **یَفْعَلُ**، **یَفْعِلُ** اور **یَفْعُلُ** مگر مضارع مجہول کا ایک ہی وزن ہوتا ہے یعنی **یُفْعَلُ**۔ یہاں سے ہمیں ماضی مجہول اور مضارع مجہول کا ایک اہم بنیادی قاعدہ معلوم ہوتا ہے جسے ہم مزید فیہ کے ماضی مجہول اور مضارع مجہول میں استعمال کریں گے۔

52:3 ماضی مجہول (ثلاثی مجرّد) کے وزن **فُعِلَ** سے ہمیں مزید فیہ کے ماضی مجہول بنانے کا بنیادی قاعدہ ملتا ہے، اس سے ہمیں پہلی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ماضی مجہول کا آخری حصّہ ہمیشہ "عِلَ" رہتا ہے۔ یعنی "ع" کلمہ پر کسرہ (ـِ) اور ماضی کے پہلے صیغے میں "ل" کلمہ پر فتحہ (ـَ) آتا ہے۔

52:4 اس قاعدے کی دوسری بات یہ نوٹ کریں کہ آخری "عِلَ" سے پہلے مجرّد میں تو ایک ہی حرف یعنی "ف" کلمہ ہوتا ہے جس پر ضمہ (ـُ) آتا ہے۔ اس سے یہ قاعدہ نکلتا ہے کہ مزید فیہ ماضی مجہول میں بھی آخری "عِلَ" سے پہلے جتنے بھی متحرک حروف آئیں (اصلی حرف "ف" کلمہ یا زائد حروف) ان سب کی حرکات بھی ضمہ (ـُ) میں بدل دی جائیں۔ اس تبدیلی کے دوران درج ذیل دو باتوں کا خیال رکھا جائے گا:

i) ایک تو یہ کہ جہاں جہاں حرکت کے بجائے علامتِ سکون ہو، اسے برقرار رکھا جائے یعنی اس کو ضمہ (ـُ) میں نہ بدلا جائے۔

ii) دوسرے یہ کہ جب باب **مفاعلہ** اور **تفاعل** میں "ف" کلمہ کو ضمہ (ـُ) لگانے کے بعد **الف** آئے تو چونکہ "فُا" کو پڑھا نہیں جا سکتا لہٰذا یہاں **الف** کو اس کی ماقبل حرکت (ـُ) کے موافق حرف "و" میں بدل دیں۔ یوں "فُا" کے بجائے "**فُوْ**" پڑھا اور لکھا جائے گا۔

52:5 اب مذکورہ قواعد کے مطابق نوٹ کیجئے کہ:

اَفْعَلَ	سے ماضی مجہول کا وزن ہو گا	اُفْعِلَ	جیسے	اَکْرَمَ سے اُکْرِمَ
فَعَّلَ	سے ماضی مجہول کا وزن ہو گا	فُعِّلَ	جیسے	عَلَّمَ سے عُلِّمَ
فَاعَلَ	سے ماضی مجہول کا وزن ہو گا	فُوْعِلَ	جیسے	قَاتَلَ سے قُوْتِلَ
تَفَعَّلَ	سے ماضی مجہول کا وزن ہو گا	تُفُعِّلَ	جیسے	تَقَبَّلَ سے تُقُبِّلَ
تَفَاعَلَ	سے ماضی مجہول کا وزن ہو گا	تُفُوْعِلَ	جیسے	تَعَاقَبَ سے تُعُوْقِبَ
اِفْتَعَلَ	سے ماضی مجہول کا وزن ہو گا	اُفْتُعِلَ	جیسے	اِمْتَحَنَ سے اُمْتُحِنَ
اِنْفَعَلَ	سے ماضی مجہول کا وزن ہو گا	اُنْفُعِلَ		یہ استعمال نہیں ہوتا
اِسْتَفْعَلَ	سے ماضی مجہول کا وزن ہو گا	اُسْتُفْعِلَ	جیسے	اِسْتَحْکَمَ سے اُسْتُحْکِمَ

نوٹ نمبر 1: باب **مفاعلہ** اور باب **تفاعل** میں نوٹ کریں کہ ماضی مجہول بنانے کے لیے ان دونوں کے صیغہ ماضی میں الف سے قبل ضمہ (ـُ) تھا چنانچہ الف موافق حرف "و" میں تبدیل ہو گیا۔

نوٹ نمبر 2: باب **انفعال** کے بارے میں یہ ذہن نشین کر لیں کہ مجرّد کے باب کَرُمَ کی طرح اس سے بھی فعل ہمیشہ لازم آتا ہے۔ اس لیے باب **انفعال** سے فعل مجہول استعمال نہیں ہوتا۔ البتہ ایک خاص ضرورت کے تحت باب **انفعال** کے مضارع مجہول سے بعض الفاظ بنتے ہیں جن کا ذکر اس کتاب کے حصّہ سوم میں آئے گا (ان شاء اللہ)۔

52:6 مضارع مجہول (ثلاثی مجرد) کے وزن **یُفْعَلُ** سے ہمیں مزید فیہ کے مضارع مجہول بنانے کا درج ذیل بنیادی قاعدہ ملتا ہے جس میں تین باتیں ہیں:

(i) پہلی یہ کہ مضارع مجہول کا آخری حصہ ہمیشہ "عَلُ" رہتا ہے۔ یعنی "ع" کلمہ پر فتحہ (ـَ) اور مضارع کے پہلے صیغے میں "ل" کلمہ پر ضمہ (ـُ) آتا ہے (اس کا ماضی مجہول کے آخری حصہ "عِلَ" سے مقابلہ کیجیے اور فرق یاد رکھیے)۔

(ii) دوسری یہ کہ مضارع مجہول کی علامتِ مضارع پر ہمیشہ ضمہ (ـُ) آتا ہے۔

(iii) تیسری یہ کہ علامتِ مضارع اور آخری حصہ "عَلُ" کے درمیان آنے والے باقی تمام حروف میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی ہے۔

52:7 اب مذکورہ قواعد کے مطابق نوٹ کیجئے کہ:

يُفْعِلُ	سے مضارع مجہول کا وزن ہو گا	يُفْعَلُ	جیسے	يُكْرِمُ سے يُكْرَمُ
يُفَعِّلُ	سے مضارع مجہول کا وزن ہو گا	يُفَعَّلُ	جیسے	يُعَلِّمُ سے يُعَلَّمُ
يُفَاعِلُ	سے مضارع مجہول کا وزن ہو گا	يُفَاعَلُ	جیسے	يُقَاتِلُ سے يُقَاتَلُ
يَتَفَعَّلُ	سے مضارع مجہول کا وزن ہو گا	يُتَفَعَّلُ	جیسے	يَتَقَبَّلُ سے يُتَقَبَّلُ
يَتَفَاعَلُ	سے مضارع مجہول کا وزن ہو گا	يُتَفَاعَلُ	جیسے	يَتَفَاخَرُ سے يُتَفَاخَرُ
يَفْتَعِلُ	سے مضارع مجہول کا وزن ہو گا	يُفْتَعَلُ	جیسے	يَمْتَحِنُ سے يُمْتَحَنُ
يَنْفَعِلُ	سے مضارع مجہول کا وزن ہو گا	يُنْفَعَلُ		یہ استعمال نہیں ہوتا
يَسْتَفْعِلُ	سے مضارع مجہول کا وزن ہو گا	يُسْتَفْعَلُ	جیسے	يَسْتَهْزِءُ سے يُسْتَهْزَءُ

مشق نمبر - 51

مندرجہ ذیل مصادر میں سے ہر ایک سے اس کے ماضی معروف و مجہول اور مضارع معروف و مجہول کا پہلا پہلا صیغہ بنائیں:

نمبر	مصدر	ماضی معروف	ماضی مجہول	مضارع معروف	مضارع مجہول
.1	اِنْتِخَابٌ				
.2	تَقْرِيْبٌ				
.3	مُجَاهَدَةٌ				
.4	اِنْفَاقٌ				

.5	تَكَاذُبٌ				
.6	اِسْتِحْسَانٌ				
.7	تَنْزِيْلٌ				
.8	مُشَارَكَةٌ				
.9	تَعَاقُبٌ				
.10	اِسْتِبْدَالٌ				

قرآنی مثالیں

1. لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرة:٢٨٦)

____

2. عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (العلق:٥)

____

3. كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ (الشعراء:١٠٥)

____

4. يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ (النور:٤٤)

____

5. وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل:٧٠)

____

6. فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ (ص:٢٤)

____

7. يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ (التوبة:١١١)

____

8. اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ (النساء:٧٦)

____

9. وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (النحل:٤٤)

____

10. تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا (الفرقان:١)

11. وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ (المائدة:١٠)

12. وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ (البقرة:٢٢)

13. ثُمَّ انْصَرَفُوْا صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ (التوبة:١٢٧)

14. اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ (البقرة:٢٧٤)

15. لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ (النساء:٣٢)

16. وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الأعراف:٢٠٤)

17. وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ (العنكبوت:٦)

18. یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ (المائدة:٦٧)

ضروری یادداشت

ضروری یادداشت

بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اغراض و مقاصد

- عربی زبان کی تعلیم و ترویج
- قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق
- علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت
- ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیم قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں
- ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے

انجمن خُدّامُ القُرآن

سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

مرکزی دفتر: B-375، پہلی منزل، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6

گلشن اقبال، کراچی۔ پاکستان۔

+92-21-34993436-7

info@QuranAcademy.com